انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا

الحمد و المنۃ کہ درین ایام فرخندہ فرجام ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۳۳ھ مطابق جنوری و فروری سنہ ۱۹۱۷ء رسالۂ نافعہ مشتمل بر احوال و فضائل حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا منتخبہ از احادیث نبویہ و سیر معتبرہ مسماۃ و ملقب بہ

اللطائف الاحمدیۃ فی المناقب الفاطمیۃ

از تصانیف علامۂ زمن مولانا مولوی سید احمد حسن صاحب سنبھلی چشتی خلیفۂ حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی۔

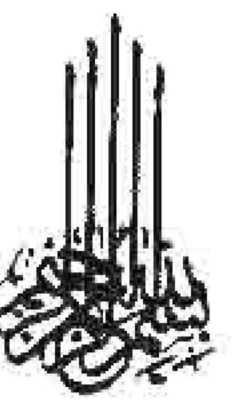
حسب فرمایش جناب خواجہ محمد عبد الغفور صاحب مالک کتب خانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی صاحب مرحوم۔ باہتمام خواجہ محمد عبد الواحد

در مطبع انتظامی واقع کانپور مطبوع گردید

فہرست مضامین کتاب اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہؓ

تمام شد

۱۵ مضمون ماشرہ برسے ۱۱ مرہ



حرفِ نفیس

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے راقم سطور نے سید الاولین ولا آخرین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کرام کے فضائل و مناقب پر مطبوعات کا سلسلۃ الذہب شروع کر رکھا ہے۔ تا ہنوز حسب ذیل کتابیں شائع ہو کر قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔

(۱) مناقب علی والحسنین وامہما فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم (بذبان عربی)

تالیف۔ الدکتور عبد المعطی امین قلعجی

(۲) الامام زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم (بذبان عربی)

تالیف۔ شریف الشیخ صالح احمد الخطیب

(۳) الامام الحسین رضی اللہ عنہ (بذبان عربی)

فی محراب الکتاب والسنۃ والتاریخ العالمی

تالیف۔ مولانا عبد الواحد الجزائری السجلماسی

(۴) سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما

تالیف۔ مولانا اطہر مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ (تلخیص)

(۵) الامام المہدی رضی اللہ عنہ

تالیف۔ حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ خاص خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ

(۶) پیش نظر کتاب "اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہ" جو جگر گوشۂ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل پر مشتمل ہے۔ اس کے مؤلف حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفۂ خاص حضرت مولانا سید احمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کتاب کی ثقاہت اسی سے ظاہر ہے۔ یہ کتاب ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۷ء میں تالیف ہو کر پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ اب ۱۴۲۶ھ ۔ ۲۰۰۵ء میں یہ لاہور سے شائع ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور ہمیں آخرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرمائے۔

آمین!

۲۱ صفر ۱۴۲۶ھ
یکم اپریل ۲۰۰۵ء

خانقاہ سید احمد شہید

سید نفیس الحسینی

اللطائف الاحمدیّہ
فی
المناقب الفاطمیّہ رضی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ استعینہ واستغفرہٗ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا من یھدی اللہ فلا مضلّ لہٗ ومن یُّضلل فلا ھادی لہٗ واشھد ان لّا الٰہ الّا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ ارسلہ بالحق بشیرا ونذیرا بین یدی السّاعۃ من یطع اللہ ورسولہٗ فقد رشد ومن یعصھما فانہ لایضر الا نفسہ ولا یضر اللہ شیئًا - اللّٰھم صل علٰی سیّدنا ومولٰنا محمّد وّ اٰلہ واخوانہ من الانبیاء والملٰٓئکۃ وسلم علیھم تسلیما کثیرا کثیرا کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون **امابعد** کہتا ہے بندہ مسکین عاجز **سیّد احمد حسن** کہ جب بندہ نے سیرۃ النبی علیہ صلوٰۃ الولی حالات نبویہ مین لکھنا شروع کی اور منجملہ مضامین سیرت کے ایک مضمون حضرت سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا کے حال کا بھی لکھنا ضرور تھا پس اس مضمون کو تفصیلاً لکھنا مناسب و بہتر معلوم ہوا اسلیے کہ آپ تمام جہان کی عورتون کی سردار اور حضرت باعث موجودات فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ ہین آیندہ مضامین سے معلوم ہوگا کہ آپ کی محبت کسقدر جہ تقرّب خدا و رسول کا ذریعہ ہے اگر تمام جان و مال آپ پر قربان کردیا جائے تب بھی آپ کا حقِ محبت و حقِ فضیلت ادا نہین ہوسکتا غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ مخلوق کو خصوصًا عورتون کو جو آپ کی محبت کا ڈرادم (جھوٹا) بھرتی ہین آپ کے حالات معلوم کرکے ہدایت اور نصیحت ہو اور معلوم ہو کہ آپ کی رضامندی جو عین اللہ کی رضا ہے کون سے اعمال سے نصیب ہوسکتی ہے نیز آپ کو جو یہ کمال یعنی سرداری تمام

جہان کی عورتون پر حاصل ہوئی ہے کن اعمال کی بدولت میسر ہوئی ہے پس حق باطل سے جدا ہوجائے اور دوست اور دشمن کھل جائے اور پھر اس نفع رسانی اور محبت جگر گوشۂ رسول کے صلہ مین اس ناکارہ کو رضاے حق اور دین کامل نصیب ہو اور چونکہ اسوقت تک بندہ کی نظر سے باوجود تلاش اس خاص مضمون کی کوئی مفصل اور مدلل مرتب کتاب نہین گذری اسلیے ضروری سمجھا کہ یہ مضمون قلمبند کیا جاوے واضح ہو کہ اس کتاب مین مضامین معتبر درج کیے جاتے ہین ہر قسم کے مضامین خشک و رنگا درج کرنا میری و نیز تمام دیندارون اہل علم و تحقیق کی شان کے شایان نہین اور گناہ کا باعث چنانچہ بندہ کی تصانیف دیکھنے والون پر ظاہر ہے کہ کسقدر احتیاط نقل روایات اور اثبات مقاصد مین کیجاتی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک اس کتاب مین دو باب ہین۔ پہلے باب مین آپ کے اسماء مبارک اور ولادت شریف اور نکاح اور وفات شریف کا بیان ہے اور دوسرے باب مین احادیث اور قرآن مجید سے جو فضائل آپ کے ثابت ہین وہ قلمبند کیے گئے ہین اور علی الاطلاق آپ کا سردار زنان عالم ہونا ثابت کیا گیا ہے اور فضائل مذکورہ مین بعض مناقب خود آپ کے اعمال سے ثابت ہین اور باقی فضائل قرآن و حدیث مین مخبران صادق کی اطلاع سے حاصل ہوئے ہین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۝

پہلا باب اسماء مکرمہ اور ولادت شریف و نکاح اور وفات شریف کے بیان مین اور اس باب مین کئی فصلین ہین۔

پہلی فصل اسماے شریفہ کے بیان مین

اسم ذات (علم) آپ کا فاطمہ[1] ہے اور لقب شریف زہرا اور بتول[2] ہے۔ اگرچہ اسم ذات مین مناسبت معنویہ شرط نہین مگر بہتر ہے کذا قال السید السند فی حاشیۃ الکشاف اور منصب نبوت کے مناسب بھی

---

[1] بروزن فاعلہ و ثانی بروزن حمرا و ثالث بروزن فعول بفتح فا ۱۲ منہ [2] وہ نام جو دلالت کرے مدح یا برائی پر ۱۲ک دم [3] ذکر عن جعفر بن محمد قال کانت کنیۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ ام ابیہا کذا فی الاستیعاب ۱۲ منہ

بھی ہے کہ اِس مناسبت کا لحاظ رہے پس فقیر کے نزدیک یہ مناسبت معلوم ہوتی ہے کہ فاطمہؓ کے لغوی معنی ہین دو برس کے بعد بچہ کو دودھ سے علٰحدہ کرنے والی تو اِس نام مین نیک فالی ہے اِس امر کی کہ آپکے اولاد (دیندار) پیدا ہوگی (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نیک فالی کو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم پسند فرماتے تھے اور بدشگونی کو ناپسند) اور بتُولؓ اسوجہ سے لقب ہوا کہ بتل بفتح با بمعنی قطع ہے پس بتُول المعنی قطوع بفتح اول بصیغہ اسم فاعل ہوا جسکے معنی کاٹنے والی پس چونکہ آپ دنیا کے علاقون کو قطع کر چکی تھین اِسلیے اس مبارک نام سے مشرف ہوئین کذا فی غیاث اللغات اور زہرؓا اسوجہ سے لقب مبارک ہوا کہ آنحضرت مقدسہ گورے رنگ کی تھین یہ لقب ماخوذ ہے زہرہ بالضم سے جسکے معنی سفیدی اور حسن کے ہین کذا فی الغیاث۔

دوسری فصل اسمین آپ کی ولادت شریف اور نکاح کا بیان ہے۔ حضرت سیدۃ النساءؓ کی ولادت شریف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت سے پانچ سال پہلے واقع ہوئی ایسا ہی فرمایا ہے شیخ ابن الجوزی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے۔[1] امام ذہبی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی پیدایش قبل نبوت بیان کی ہے آپ جناب رسول اللہؐ جیسے مقدس باپ کے سایہ مین اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا جیسی مہربان بجھ دار ماہ مشفقہ کی گود مین بہنون کے ہمراہ پرورش پاتی رہین۔ اِن کو پانچوان سال شروع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا وہ نور اللہ تعالی نے چمکایا جسکا ذکر بیان کی حاجت نہین رکھتا جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی تو حضرت خیر النساء کی عمر جوؓ دہ سال سے قریب تھی اِسکے تین برس کے بعد بحکم الٰہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور اس مقدس شہر کو اپنے مبارک قدمون سے منور اور معزز فرمایا اور وہان تشریف لیجا کر اطمینان سے ٹھہرنے کے بعد آپ نے اپنے تمام اہل وعیال کو مکہ سے مدینہ بُلالیا جن مین حضرت خیر النساء فاطمہ زہرؓا بھی تھین۔

---

[1] وقال بعضھم انھا ولدت بعد السنۃ الواحدۃ من النبوۃ ۱۲ منہ ؂ بروزن فعیلہ یعنی بفتح خاو کسرہ دال ۱۲ منہ

حضرت خیر النساء کے مبارک نکاح کا بیان

اب چونکہ آپ کی عمر شادی کے مناسب ہو گئی تھی اسلیے جناب فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خیال تھا اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضرت رسول مقبول سے اس دولت بے بہا کی درخواست کی تھی آپ نے صغر سنی (کم عمری) کا عذر فرمادیا تھا۔ پھر حضرت علی نے اپنے اہل وخواص کے اصرار سے (اصرار کی اسلیے حاجت ہوئی کہ آپ کو امید نہ تھی کہ حضور میرے رشتہ کو قبول فرماوینگے جبکہ حضرت شیخین[1] کی درخواست منظور نہ فرمائی پس ترغیب اور لوگوں کے امید دلانے سے اس درخواست کی جرأت ہوئی ورنہ ایسی بے بہا نعمت کے لیے اصرار کی کیون حاجت ہوتی) اور موافق بعض روایتوں کے حضرت شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کی ترغیب سے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا آپ پر فوراً وحی نازل ہوئی اور روضۃ الاحباب گفتہ شیخ زرندی در کتاب نظم درر السمطین روایت میکند از انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہ گفت من نزد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نشستہ بودم آثار وحی در بشرۂ مبارک وے ظاہر شد وچون وحی منجلی گشت فرمود اے انس ہیچ میدانی کہ جبرئیل برائے من از نزد خداوند عرش چہ پیغام آوردہ گفتم یا رسول اللہ پدرم ومادرم فدایت باد چہ آوردہ فرمود کہ این آوردہ ان اللہ تعالی یامرك ان تزوج فاطمۃ من علی قد نقلت ھذہ الروایۃ لان الامام الشوکانی ذکر مثل ھذہ الروایۃ عن غیر طریق الروایۃ المذکورۃ فی ھذا الکتاب ثم قال انہ موضوع فنقلت کیلا یذھب علی احد ان مقصود الروایۃ المذکورۃ موضوع فافھم حق الفھم اور آپ نے اُن کی عرض کو قبول کیا۔ اور در روضۃ الاحباب مین ہے کہ نکاح حضرت سیدۃ النساء کا دوسرے سال ہجرت کے رجب یا صفر کے مہینے مین ہوا اور عمر شریف اُسوقت آپکی اٹھارہ

[1] یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ۱۲ منہ

سال کی تھی۔ اور مدارج النبوۃ وغیرہ سے اصلاح الرسوم مین منقول ہے کہ ساڑھے پندرہ سال کی تھی اور حضرت علیؓ کی عمر اکیس ۲۱ سال کی تھی اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسول مقبول صلعم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ علی تمھارا پیغام نکاح اپنے لیے دیتے ہین آپ خاموش رہین (شریعت مین یہ خاموشی رضامندی کے حکم مین ہے اور واجب ہے کہ بالغہ لڑکی کو اجازت لیجاوے بغیر اجازت نکاح نہ ہوگا پھر اگر وہ بالغہ کنواری ہو تو اگر ولی اجازت لے سو اسکی خاموشی رضامندی کے حکم مین ہے اور اگر اجازت لینے والا غیر ولی ہو تو زبان کہنا اجازت سمجھا جاویگا اور خاموشی کافی نہ ہوگی اور اگر وہ بالغہ بیوہ ہے اور اُسکا دوسرا یا نکاح ہے تو ہر صورت مین اُسکی زبان سے اجازت دینے سے اجازت معتبر ہوگی کسی صورت مین خاموشی معتبر نہ ہوگی) پھر آپ نے فرمایا کہ اے علیؓ تمھارے پاس کچھ مہر دینے کو بھی ہے یا نہیں آپ نے عرض کیا کہ کچھ بھی نہین سوا ایک زرہ اور ایک گھوڑے کے حضور سرورِ عالم نے فرمایا کہ گھوڑے کی تو تمکو جہاد کے لیے زیادہ ضرورت رہتی ہے ہان زرہ[1] فروخت کر ڈالو چنانچہ حضرت علیؓ زرہ کو بازار مین بیچنے کے لیے لے گئے اور حضرت سیدنا عثمان[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس زرہ کو بعوض ایک سو اسی[3] درہم کے خرید لیا اور حضرت علیؓ اپنی چادر کے گوشہ مین رقم مذکور باندھکر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین لائے حضورؐ نے فرمایا کہ یہ کسقدر ہین حضرت علی (بوجہ شرم) خاموش رہے (کہ ایسی مقدسہ بیوی کا مہر اسقدر قلیل رقم ہے کیا جواب دون پس غلبۂ حیا اور بیکسی نے خاموش کر دیا پس یہ جواب نہ دینا گستاخی و بے ادبی والی نہین واللہ تعالیٰ اعلم) پھر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مٹھی مبارک اُسمین سے بھر لی اور مٹھی مبارک مین بائیس درہم سے کچھ زائد آئے اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ (یہ مؤذن تھے حضورؐ کے اور بڑے درجہ کے عالم اور صحابی ہین) کو حکم دیا کہ خوشبو درہم مذکورہ مین سے

---

[1] اگرچہ لڑائی مین اسکی بھی حاجت ہے مگر غالبًا اُس زمانہ مین یہ حاجت بطور مستعار لے لینے کے رفع ہو جاتی تھی ۱۲ منہ

[2] حضرت عثمانؓ نے وہ زرہ خرید کر پھر حضرت علیؓ کو ہبہ کر دیا تھا۔ کما فی روضۃ الاحباب ۱۲ منہ

[3] متعدد درہم اسے کچھ زائد ہوتی ہے ۱۲ منہ

لے آدین اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ حضرت انسؓ کی والدہ ہین انکا کچھ حال
(بضم السین و لام مفتوحہ و سکون یا ۱۲) بہشتی زیور حصۂ آٹھ مین درج ہے کہ بڑی بزرگ بیوی ہین) سے فرمایا کہ علاوہ قیمت (بفتحتین ۱۲) خوشبو کے
جو باقی درہم باقی رہے تھے انکا جہیز تیار کرو **تنبیہ** واضح ہو کہ جناب سیدنا علی رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کا خیرخواہ اور بزرگ اس زمانہ مین کوئی اور نہ تھا جو امر نکاح کو انجام دیتا اسلیے تمام معاملات
آپ نے سالار انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کیے تھے پس درہم مذکورہ مین یہ تصرف ایسا تھا
جیسے کہ شوہر کی طرف سے بطور بری کچھ چیزین جایا کرتی ہین تو گویا کہ یہ ایک تحفہ تھا جو حضرت
علیؓ کی طرف سے بھیجا گیا اور یہ صورت سنّت ہے چنانچہ حضرت مولٰنا شاہ محمد اسحٰق صاحب
مرحوم نے رسالہ مسائل اربعین مین حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بری روانہ کرنا جسمین کچھ نقد
بھی تھا حضرت زیدؓ کے نکاح مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہان نقل فرمایا ہے
(حضرت زیدؓ حضور سرور عالم کے متبنّٰیؓ صاحبزادہ تھے اب کسی کو متبنّٰی بنانا منع ہے
اسطرح کہ وہ متبنّٰی اُس مجازی باپ کی جانب منسوب ہو جب جائز تھا اور حضرت زینبؓ سے
اُنکی شادی کرائی گئی تھی پھر دوسری شادی حضرت زینبؓ کی جناب رسول کریمؐ سے ہوئی) اور
بظاہر یہ رقم مہر مین نہین دی گئی ہان یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ رسم بری مین آج کل بعضے امور خلاف شرع
ہوتے ہین پس یہ وہ طریق نہین رہا جو حضورؐ نے برتا تھا اسکی پوری تفصیل اصلاح الرسوم مین مندرج
ہے اُسکے موافق عمل کرنا چاہیے ہان جہان وہ باتین موجود نہ ہون اور کوئی فتنہ نہ ہو تو وہان اِس
طریق کا موافق سنت برتنا بڑا ثواب ہے۔ پھر جہیز تیار ہو گیا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ اسکے بعد
حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاص خادم و صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ
اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو
آپ نے بہت اچھا خطبہ پڑھا جس مین اللہ تعالٰی کی تعریف اور نکاح کا ذکر تھا بعد خطبہ کے

لہ جو اپنا بیٹا نہ ہو اُسے بیٹا بنا لینا اسکا نام متبنّٰی ہے ۱۲ منہ ؎ یہ خطبہ خطبۂ ماثورہ مین چھپ گیا ہے۔ ولا نلتفت
الی کونہ موضوعًا بقول الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ فانہ نقلہ المحدثون ولا اختلاف فی مثل ھذا غیر معتبر کما تقرر فی موضعہ ۱۲ منہ

نکاح فرمادیا اور چارسو مثقال چاندی (جسکے انگریزی سکے سے بعضون کے نزدیک ایکسو پچاس [۱۵۰] اور بعضون کے نزدیک ایکسو چھپن [۱۵۶] اور بعضون کے نزدیک ایکسو ستائیس [۱۲۷] روپیہ ۱۲ آنہ ہوتے ہین اور اخیر قول کو مولنا شاہ اشرف علی صاحب نے بہشتی زیور مین اختیار کیا ہے) مہر مقرر فرمایا اور ایک طباق چھوہارون سے بھرا ہوا لوگون مین لٹا دیا اور حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھیجدیا (حضرت ام ایمنؓ بڑے درجہ کی صحابیہ اور رسول مقبولؐ کی دایہ ہین انکا حال بہشتی زیور حصہ آٹھ مین درج ہے اور قابلِ دید ہے۔ امام سیوطیؒ نے جامع صغیر مین انکی شان مین ایک معتبر حدیث نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو جنت کی بیوی سے نکاح کرنا چاہے وہ ان سے نکاح کرے اور توکّل کی ان کے اندر بڑی قوت تھی اسیوجہ سے جناب رسول مقبولؐ نے ان کو مال جمع کرنے اور آج کا کھانا کل باقی رکھنے کے لیے منع فرمایا تھا اس روایت کو امام غزالی رضی اللہ عنہ نے احیاء العلوم مین نقل فرمایا ہے) جہیز آپ کا موافق روایت ازالۃ الخفاء مؤلفہ مولنا شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہٗ یہ تھا۔ دو چادر یمانی جو شوسنی کے طور پر ہوتی ہین دو نہالی جسمین السی کی چھال بھری تھی اور چار گدّی اور دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور ایک مشکیزہ اور گھڑا اور بعضی روایتون مین ایک پلنگ بھی آیا ہے۔ اور روضۃ الاحباب مین مذکورہ چیزون کے علاوہ یہ چیزین اور زیادہ کی ہین ایک گھڑا (علاوہ مذکور کے) اور ایک چھلنی اور ایک کوزہ۔ مدینہ حضرت رسول مقبولؐ کا اصلی وطن تو تھا ہی نہین آپ اور آپ کے ساتھ مکہ سے آنیوالے لوگ سب مسافر تھے انصارؓ (مدینہ کے جن لوگون نے بیعت ہو کر رسول مقبولؐ کو مدینہ مین بلایا اور آپ کی خدمت و مہمانداری کی تھی اُن کو انصار کہتے ہین اور جو لوگ وطن چھوڑ کر مدینۂ منورہ مین آرہے تھے انکو مہاجرین کہتے ہین) نے جو کچھ مکان دیدیے تھے یا کسی نے خرید لیا تھا اُن ہی مین رہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی تک حضرت ابو ایوب انصاری (یہ مشہور صحابی ہین پہلے زمانہ کے عالمونکی اولاد مین تھے یعنی حضور سے پہلے زمانہ کے عالمونکی نسل مین تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ آکر اول ان ہی کے مکان مین رہے) کے مکان مین ٹھہرے

١٥ وہو ثابت باسنادٍ کما فی شرح الاحیاء ١٢ منہ ٢ بفتح نون جمع نصیر بمعنی مددگار ١٢ منہ

ہوئے تھے جب حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا تو حضرت علیؓ نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا اور اُسمین رہنے لگے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ اگر آپ حضرت حارثہ (بن نعمان حارثہ بروزن فاعلہ بکسر علی ایک صحابی ساکن مدینہ کا نام ہے) سے ہمارے رہنے کے لیے مکان کی سفارش فرمادین تو بہتر ہو کہ انکے مکان مین ہمکو آرام ملیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے اُن سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن یہ خبر حضرت حارثہؓ کو پہونچی اُنھون نے حضور سرورِ عالمؐ سے عرض کیا کہ یا حضرت جن کے لیے (یعنی حضرت فاطمہؓ و حضرت علیؓ) مکان کی ضرورت ہے وہ مجھکو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہین مکان حاضر ہے آپ نے اُنکی اس مروّت اور ہمت پر دعا فرمائی اور حضرت حارثہؓ نے اپنا ایک مکان حضرت علیؓ کے لیے خالی کر دیا۔ اور روضۃ الاحباب مین حضرت فاطمہؓ کا جانا ہمراہی حضرت ام سلیمؓ منقول ہے ممکن ہے کہ حضرت ام سلیمؓ اور حضرت ام ایمنؓ دونون ہمراہی مین گئی ہون۔ چلتے وقت حضور سرورِ عالمؐ نے حضرت ام سلیمؓ سے یہ فرما دیا تھا کہ میری بیٹی کو حضرت علیؓ کے گھر لیجاکر اُن کے سپرد کر دو اور کہدو کہ مین بھی آتا ہون پس آپ بعد نماز عشا تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے پانی طلب فرمایا وہ ایک لکڑی کے پیالہ مین پانی لے آئین حضورؐ نے اپنا تھوک مبارک اسمین ڈالدیا اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اِدھر منھ کرو اور اُن کے سینۂ مبارک اور سرِ مبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا فرمائی کہ الٰہی ان کو اور انکی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ مین دیتا ہون پھر فرمایا کہ اِدھر پیٹھ کرو اور آپ نے پھر وہی عمل کیا لیکن پانی نہ چھڑکا پھر ارشاد ہوا کہ بسم اللہ برکت کے ساتھ اپنے گھر مین جاؤ۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ایک برتن مین پانی لیکر اُسمین لعاب مبارک ڈالا اور معوذتین پڑھکر دعا کی پھر حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو سلسلہ وار حکم دیا کہ اسے پی لو اور وضو کر لو پھر دونون صاحبون کے لیے دعا ے

روی ابن حبان قریبا منہ وفیہ ذکر علیؓ و عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ

لہ اور اس پہلی روایت مین حضرت علیؓ کے ساتھ یہ عمل حضورؐ کا منقول ہے کہ آپ نے کچھ پانی اُسمین سے اُنکے سر پر اور دونون کندھون کے بیچ چھڑکا اور فرمایا کہ اے اللہ مین اسکو (یعنی حضرت علیؓ کو) اور اسکی اولاد کو تیری پناہ مین دیتا ہون شیطان مردود سے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ فرمایا اے اللہ بیشک۔ دونون مجھسے ہین اور مین اِن دونون سے جیساکہ تو نے مجھسے گناہ دور کیے اور مجھے پاک کیا بس اِن دونوں کو بھی پاک کر ۱۲ منہ

الفت وبرکت اولاد وخوش نصیبی وطہارت از معاصی کی فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ آرام کرو۔ فقیر کہتا ہے کہ ممکن ہے دونون عمل آپ نے فرمائے ہون پس روایات مین اختلاف نہ رہا اور حضور ؐ نے کام اسطرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علیؓ کے ذمہ اور گھر مین کا کام حضرت فاطمہؓ کے ذمہ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ باہر کا کام حضرت علیؓ یا اُنکی والدہ صاحبہ انجام دین یہ حضور ؐ نے فرمایا تھا (غالب یہ ہے کہ والدہ ماجدہ حضرت علیؓ کی اُسوقت بوڑھی ہونگی نیز اُس زمانہ کے بابرکت ہونے کے بہت سخت احتیاط پردہ کی جیسی کہ آج کل ضرور ہے نہ تھی عورتین مسجد مین نماز کو بھی آتی تھین مگر یہ حکم حضرت عائشہؓ کے زمانہ سے منسوخ ہوگیا چونکہ وہ برکت نہ رہی اور فتنہ پیدا ہوگیا۔ پردہ کے پورے مسائل اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور مین ملاحظہ ہون اور اُسی کے موافق عملدرآمد کرنا چاہیے) اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کچھ چھوہارے اور منقےّ ولیمہ کے لیے خود مرحمت فرمائے۔ اور ایک جماعت انصار نے کئی صاع (صاع ۲۳۴ تولہ کا ایک وزن ہے کذا فی کریم اللغات) جَو حضرت علیؓ کی خدمت مین ہدیہ پیش کیے پس ولیمہ آپ کا یہ چند صاع جَو تھے اور کچھ چھوہارے اور کچھ مالیدہ۔ ولیمہ کا یہ سامان اصلاح الرسوم سے نقل کیا گیا ہے۔ صاحبو یہ دونون جہان کی شاہزادی اور تمام عورتون کی سردار مقبول بیوی کی شادی ہے جسمین ترک دنیا اور زہد کا جلوہ نظر آرہا ہے جسکے باپ سردار تمام مخلوق کے ہون اور جن کے پیرون تلے روے زمین کے خزانے ہون اگرچاہین اور اُنکی صاحبزادی محبوبہ اور لخت جگر کی شادی اس طرح سے ہو تو صد افسوس ہے اور بڑی نحوست ہے اُن اُمتیون پر جو اپنی شادیان گناہون اور تکلفات کے ساتھ کرین اِس مقدس نکاح کے متعلق کچھ فائدے ہین جو اصلاح الرسوم مین درج ہین اُنکو ضرور ملاحظہ فرمائیے یہان نقل کرنا طوالت سے خالی نہین اسلیے ترک کیا۔ دنیا جیسی ناپاک چیز کی طرف اس مبارک خاندان نبوی ؐ نے کبھی توجہ ہی نہ فرمائی جن کے گھر مہینون چولھے مین آگ نہ جلی اور جنھون نے فقر وفاقہ کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھا اور اُمت کو بھی اسی کی رغبت دلائی محبت اور تابعداری کا یہی مقتضا ہے کہ ہم لوگ بھی بالکل یہی طریق اختیار کرین بقدر ضرورت دنیا پر کفایت کرین جس سے

نیک اعمال بجالاسکین اور دنیا کو مسافرخانہ سمجھین اور بس ہر امر مین حضورؐ کا طریق اختیار کرین
شعر جگہ جی لگانے کی دنیا نہین ہے ٭ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے۔ عذاب دوزخ
نہایت دردناک ہے چند روزہ دنیا کو جیسے ہوسکے گذار کر فلاح دینی اور رضاے الٰہی اور دوزخ
سے نجات حاصل کرنا چاہیے۔

تیسری فصل حضرت فاطمہؓ کی وفات شریف کے بیان مین۔ حضرت فاطمہؓ کی عمر شریف اٹھائیسؔ
سال کی اور بقول بعض کچھ کم تھی کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات فرمائی جناب
سیدۃ النسا کو بےحد صدمہ ہوا حتیٰ کہ حضورؐ کی وفات شریف کے بعد کسی نے آپ کو ہنستے نہ دیکھا
آخر اسی صدمہ مین عالم بقا کو تشریف لے گئین اور یہ نازک واقعہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وفات شریف کے چھ ماہ بعد[1] پیش آیا۔ روضۃ الاحباب مین منقول ہے کہ حضرت علیؓ حضرت سیدۃ النسا
کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے اے رسول اللہ کی بیٹی مین اپنے دل دردمند کو بعد جناب رسول
مقبولؐ کے تمسے تسکین دیتا تھا (کہ آپ نمونہ تھین آنحضرتؐ کا) اب تمھارے بعد کس سے اپنے دل کی
تسکین دونگا اور بہت روئے اور یہ دو بیتین فرمائین۔ لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ ٭ وکل الذی
غیر الفراق قلیل ٭ وان افتقاری فاطما بعد احمد ٭ دلیل ان لایدوم خلیل ٭ ترجمہ یہ ہے کہ جہان دو دوستون
کا اجتماع ہوگا فرقت اور جدائی ضرور پیش آوے گی اور جدائی کثرت سے ہے اور جتنے بن جدائی کے
سوا کم ہین اور میری تسکین قلب کے لیے فاطمہؓ کی حاجت بعد جناب رسول مقبولؐ کے دلیل ہے
کہ کوئی دوست ہمیشہ نہ رہےگا۔ وفات شریف ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی رات مین
واقع ہوئی۔ اُس زمانہ مین عورتون کے جنازے کو بھی اسی طرح لیجاتے تھے جیسے کہ آج کل مردون کے
جنازے کو لیجاتے ہین کوئی خاص پردہ نہ ہوتا تھا حضرت سیدۃ النساء کو اسکی بڑی فکر تھی کہ میرا
جنازہ باہر کو بغیر (اعلیٰ درجہ کے پردہ کے) جاوے گا اور لوگ دیکھین گے آپ کو اعلیٰ درجہ کی شرم تھی
(تف ہے اُن پر جو دعوی محبت حضرت فاطمہؓ کا کرین اور علانیہ بےپردہ پھرین اور آپ کی پیروی نہ

[1] فیہ اقوال اخری لکنہ اصح عند صاحب روضۃ الاحباب حیث قال وھو الاصح وعلیہ اعتمد مرشدی ۱۲ منہ

دور رہین حیا کے شرعی بہت بڑی نعمت ہے جسقدر ایمان کامل ہوگا اُسیقدر حیا وغیرت کامل ہوگی
(اِسکے متعلق بقدر ضرورت مضمون شرح چہل حدیث مین لکھ چکا ہون ملاحظہ کرلیا جاوے) مرنے سے کئی روز
پہلے آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی حضرت اسماءؓ سے اسکا ذکر کیا اُنھون سنے
کہا کہ مین نے حلبشہ مین دیکھا ہے کہ عورت کے جنازہ[1] پر درخت کی نرم شاخین باندھکر ایک ڈولے کی
صورت پر ڈالنے کے لیے بناتے ہین جس سے نعش نظر نہین پڑتی اور جیسا آج کل رواج ہے جسکو
گہوارہ کہتے ہین بنا کر دکھلایا اُسے دیکھکر حضرت فاطمہؓ بہت خوش ہوکر ہنسین (آنحضرتؐ کی وفات
بعد زندگی بھر مین صرف ایک دفعہ اسی بات پر ہنسی ہین) اور حضرت اسماءؓ سے فرمایا کہ میری وفات
کے بعد تم ہی مجھکو غسل وکفن دینا اور کسی کو نہ آنے دینا اور جیسا تمنے دکھلایا ہے میرے جنازے پر
ضرور اسی طرح کا پردہ بنا دینا۔ حضرت علیؓ نیز حضرت امام حسنؓ وحضرت امام حسینؓ کو آپ کی وفات
شریفہ کا بڑا صدمہ ہوا۔ آپ کے غسل کی نسبت مختلف روایتین ہین بندہ اپنی سمجھ کے موافق
اُن سب کو نقل کر کے باہم مطابقت کیے دیتا ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی اور
حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ امر ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت علیؓ نے خود غسل دیا
اور اس روایت کی صحت کا قرینہ آیندہ آویگا دوسری روایت جسمین حضرت اسماءؓ کا غسل دینا
مذکور ہے تیسری روایت جسکو محمد بن سعد کاتب واقدی اپنے طبقات مین لائے ہین اور کتاب
کشف الغمہ مین مسند امام احمدؒ سے نقل کیا ہے اسطرح ہے کہ حضرت سیدۃ النساءؓ نے اپنی وفات کے دن جب
حضرت علیؓ کسی کام سے باہر مکان کے تشریف لے گئے تھے حضرت سلمیٰؓ سے جو جناب رسول اللہؐ کی
آزاد کردہ لونڈی تھین فرمایا کہ میرے لیے پانی تیار کرو تاکہ نہالون حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہین مین نے حکم کی
تعمیل کی پس آپنے نہایت عمدہ طور سے غسل فرمایا پھر آپ نے صاف کپڑے طلب فرمائے اور پہن لیے
اور مجھ سے فرمایا کہ میرا بستر درمیان مکان مین بچھا دو مین نے بچھا دیا آپ نے اُسجگہ قبلہ رو ہوکر

[illegible]

[1] بالفتح تختے کہ مردہ را بر آن دارند و بالکسر مردہ و بعکس این نیز گفتہ اند ۱۲ ام [2] جنازہ بامردہ ۱۲ منتخب ۱۲ [3] لا نلتفت الی
قول الامام الشوکانی حیث یقول لا یصح (اے لا یثبت) فانہ دعوی بلا دلیل وقد ذکرت سندہ وقد رواہ البیہقی ایضاً ۱۲ منہ

اور دا ہنا ہاتھ منھ مبارک کے نیچے رکھکر تکیہ لگایا اور فرمایا اے سلمیٰؓ مین اسوقت اِس جہان سے جاتی ہون اور مین نے غسل کر لیا ہے چاہیے کہ مجھے کوئی برہنہ نہ کرے یہ فرمایا اور عالم آخرت کو تشریف لے گئین (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) جب حضرت علیؓ واپس تشریف لائے ہمکو دیکھا پس دریافت فرمایا کہ کیا ہوا مین نے پورا حال بیان کر دیا آپ نے مرحومہ کی وصیت کے موافق دفن فرما دیا۔ شامی جلد اول صفحہ ۵۷۶ مصری مین ہے کہ حضرت علیؓ کا غسل دینا حضرت فاطمہؓ کو یہ خصوصیت تھی ہر خاوند کو یہ امر جائز نہین اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور مفصل بیان اسکا احیاء السنن مین ہے احتمال ہے کہ حضرت علیؓ نے خود غسل دیا ہو یا غسل مین اعانت کی ہو جسکو مجازاً غسل کہدیا گیا اس لیے کہ بعض روایات مین حضرت اسماءؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا منقول ہے جیسا کہ گذرا۔

تیسری روایت جسمین آپ کا کشف مذکور ہے اگر ثابت تسلیم کیجاوے اُسکا یہ جواب ہے جو ذرہ غور سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ آپ نے غسل کو منع نہین فرمایا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ چونکہ مین نہا چکی ہون غسل مین زیادہ مبالغہ نہ کیا جاوے بلکہ معمولی طور پر غسل دیدیا جاوے زیادہ مبالغہ کرنے مین بدن زیادہ کھل جاتا ہے پس معمولی طور پر غسل مین یہ بات نہ ہوگی چنانچہ وصیت کی تعمیل کر دی گئی اب بحمد اللہ تعالیٰ اِن مختلف روایات کی نہایت عمدہ طور پر مطابقت ہو گئی اور اختلاف باقی نہ رہا یہ مقام ذرہ دشوار تھا اللہ کا بیحد احسان ہے کہ سہولت سے یہ مضمون قلب پر وارد ہو گیا اور ظن غالب یہی ہے کہ واقع مین بھی یہ مضمون صحیح ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم یہ میری سعی کا منتہیٰ ہے اگر اس سے بہتر کسی کے فہم مین کوئی صورت تطبیق روایات کی آجاوے وہ اُسے اختیار کر لے اور شکر بجالاوے الغرض حسب وصیت حضرت سیدہ آپکا جنازہ درست کیا گیا۔ مسلمانون مین سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ پر اس قسم کا گہوارہ باندھا گیا ہے پھر حضرت زینبؓ (یہ بیوی ہین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی در

لہ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت سیدۃ النساءؓ نے وصیت کی تھی حضرت علیؓ کو کہ آپ میرے بعد میری بھانجی امامہؓ (جو حضور سرور عالم کی خاص محبوبہ تھین) دختر حضرت زینبؓ بنت رسول مقبول سے شادی کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ کتنا بڑا کمال ہے کہ باوجود اس بات کے کہ سوکن سے طبعی نفرت ہوتی ہے آپ نے اپنی بھانجی کے لیے یہ امر تجویز فرمایا اور حضرت علیؓ کو نکاح کی رغبت دلائی چونکہ آپ کا قلب منور اور صاف تھا اسواسطے اس طبعی امر کی کدورت نے اُسمین اثر نہ کیا وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی کامل محبت قلب مین جاگزین ہوتی ہے تو دیگر امور کا اثر بہت ہی کم ہوتا ہے منہ

بخش کی بیٹی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت سودہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جنازہ پر گہوارہ باندھا گیا) پر اسی طرح رکھا گیا اسکے بعد مسلمانوں میں رواج ہو گیا بوجہ غلبۂ حیا و شرم کے حضرت سیدہؓ کی یہ بھی خواہش تھی کہ وہ رات ہی میں دفن ہوں چنانچہ اسی وجہ سے اُسی رات کو اہل مدینہ کے قبرستان بقیع میں لے گئے اور حضرت علیؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اسقدر جلد رات ہی کو دفن ہو جانے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی اور افسوس رہا کہ ایسے برکت والے جنازہ سے محرومی رہی (آپ کے دفن کی جگہ میں اختلاف ہے ایک قول اوپر بیان ہو چکا بعض نے یہ کہا ہے کہ اپنے مکان میں دفن ہوئیں جو اب مسجد نبوی کے فرش میں آکر برابر ہو گیا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ ایک اور جگہ دفن ہوئیں جسکو مسجد فاطمہؓ کہتے ہیں اور وہ بیت الاحزان کے نام سے مشہور ہے اور بقیع میں واقع ہے دوسرا قول بعید معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔

تیسری فصل اس فصل میں آپ کی اولاد کا بیان ہے۔ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد میں صرف جناب سیدۃ النساءؓ کی اولاد باقی رہی جس سے باعتبار اولاد کے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نیز حضرت فاطمہؓ کا نام پاک جاری ہے۔ حضرت سیدہؓ کے تین صاحبزادے تھے۔ امام حسنؓ۔ امام حسینؓ۔ محسنؓ اور تین بیٹیاں زینبؓ۔ ام کلثومؓ۔ رقیہؓ۔ حضرت محسنؓ اور حضرت رقیہؓ کا بہت چھوٹی عمر میں اللہ تعالیٰ سے وصال ہو گیا تھا آج دنیا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد حضرت فاطمہؓ کے دو صاحبزادوں حضرت سیدنا امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے جاری ہے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے اور حضرت زینبؓ کی شادی حضرت علیؓ نے اپنے بھتیجے عبداللہؓ بن جعفرؓ سے جو بڑے سخی تھے فرمادی تھی جناب فاطمہ زہراؓ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت دی بڑے بڑے دین کے پیشوا اور مقدس حضرات جیسے حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور حضرت سیدنا غوث الاعظم وغیرہم رضی اللہ عنہم وارضاہم اور حضرت خاتم الخلفاء سیدنا و مولٰنا امام مہدی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام

بھی آپ ہی کی اولاد میں ہوں گے فصلی اللہ علی ابیھا وعلیھا وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون ۔ مولنا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم نے فرمایا ہے کہ ہونا حضرت امام مہدیؑ کا حضرت امام حسنؓ کی اولاد میں اس میں دو حکمتیں ہیں (یعنی ہمارے فہم میں اور حقیقت حال اللہ تعالی کو معلوم ہے) ایک یہ کہ حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ تھے اور چھوٹے حضرت اسحٰقؑ سو جس طرح حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں سب انبیا ہوئے اور اشرف الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں ہوئے اسی طرح حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں دیگر امام پیدا ہوئے اور خاتم الائمۃ الخلفاء الراشدین حضرت امام مہدی حضرت امام حسنؓ کی اولاد میں ہوں گے دوسری یہ حکمت ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے برائے حفاظت قتل و خونریزی امت محمدیہ خلافت کو چھوڑ دیا تھا اسکے عوض اللہ تعالی نے اُن کی اولاد میں ایسی مقدس ذات کو پیدا کرے گا جو تمام روے زمین کے بادشاہ ہوں گے و نیز اعلی درجہ کے منصف اور دیندار ہوں گے اور امت محمدیہ کو عمدہ راحت اُن کے زمانہ میں نصیب ہوگی جیسے کہ حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی جان خدا کی راہ میں دیدی تھی یعنی ذبح کے لیے تیار ہوگئے تھے اور حق تعالی نے اُنکی اولاد میں جناب رسول مقبولؐ کو پیدا کیا جن سے عالم روشن ہوگیا اور گمراہی سے ہدایت نصیب ہوئی۔ مولنا صاحب مرحوم کی عبارت کو بندہ نے اپنے نزدیک مناسب سمجھکر ضروری تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن اُس عبارت کا اصلی مطلب نہیں فوت ہونے دیا۔

باب دوم اسمیں فضائل حضرت سیدۃ النساءؓ کے درج کیے جاتے ہیں اول احادیث عربی زبان میں پھر اُسکی شرح اُردو میں تحریر کیجاتی ہے

(۱) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عِنْدَہٗ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَۃُ مَا تَخْفٰی مِشْیَتُھَا مِنْ مِشْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰھَا قَالَ مَرْحَبًا[۱]

ای قرب؛ بالمسرۃ فتارۃ ۱۲

۱ اسم المصدر وفعلہ محذوف فالجملۃ دعائیۃ ومعناہ فراخی من باب کرم ۱۲

بِابْنَتِي ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا اَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاَنَّهٗ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ (رَوَاهُ الشَّيْخَانِ)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی بیبیاں حضور کے پاس (موجود) تھیں پس حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور حضرت فاطمہؓ کی رفتار حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال سے جدا نہ تھی (یعنی اُنکی چال ایسی تھی جیسی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال) سو جبکہ حضور نے اُن کو دیکھا فرمایا خوشی ہوا ور کشادگی ہو میری بیٹی کو پھر حضور نے اُن کو بٹھلایا پھر پوشیدہ اُنسے گفتگو فرمائی پس وہ بہت روئیں تو جب آپ نے اُنکا غم دیکھا دوبارہ پوشیدہ بات چیت فرمائی تو یکایک ہنسنے لگیں پھر جب رسول مقبولؐ اپنی جگہ سے کھڑے ہوگئے (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) میں نے اُنسے پوچھا کہ وہ پوشیدہ بات جو تمسے حضور نے فرمائی تھی کیا تھی حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ میں حضور رسول مقبولؐ کا بھید نہیں کھولتی (اِس سے بھید کا ظاہر نہ کرنا ثابت ہوتا ہے اور اسکی پوری تفصیل اور احکام ذیل حدیث کی شرح میں لکھ چکا ہوں وہاں ملاحظہ فرمالیجیے) پھر جب جناب سرورِ عالمؐ کا وصال ہوگیا تو میں نے کہا کہ میں تم کو

لغۃ: قال فی الصراح [illegible] قرآن عرضہ دادن ۱۲ منہ

۵۳ وما روی الترمذی وابو الشیخ فی ہذہ القصۃ لفظ الا مریم بنت عمران بعد قولہ نساء العالمین [illegible] لا [illegible] الشیخین [illegible] ۱۲

قسم دلاتی ہون بوجہ اُس حق کے کہ میرا تمپر ہے یعنی حق صحبتِ مادری (اسلیے کہ ازواج رسول اللہؐ سب مسلمانون کی روحی مائین ہین) فرمایا حضرت فاطمہؓ نے کہ اب مین بیان کرتی ہون (کہ حضورؐ اس عالم سے تشریف لے گئے اور وہ راز خود بخود ظاہر ہوگیا اُسکا پوشیدہ کرنا فقط آپ کی حیات تک تھا) وہ بھید یہ ہے کہ آپ نے پہلے مجھے خبر دی تھی کہ حضرت جبرئیلؑ ہر سال مجھسے قرآن کا دَور ایک بار کرتے تھے اور اس سال دو بار فرمایا (تاکہ حفاظت احکام خوب اچھی طرح ہوجاوے) اس سے معلوم ہوا کہ میری وفات قریب ہی ہے سو تم پرہیزگاری پر قائم رہو اور تقویٰ کو بڑھاؤ اور صبر کرو بیشک مین اچھا آگے جانے والا ہون تمھارے لیے (اسلیے کہ مطابق حکمت خداوندی کے تمھارے لیے میرا آگے جانا بہتر ہے پھر گھبرانا کیا) سو مین رو دی جب آپ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو دوبارہ پوشیدہ گفتگو فرمائی کہ اے فاطمہ کیا تو راضی نہین ہے اس بات سے کہ جنت کی تمام عورتون کی سردار ہو یا (یہ فرمایا) تمام جہان کی عورتون کی سردار ہو (الفاظ مین شک یا تو راوی کا ہے یا حضرت فاطمہؓ نے ہی اسطرح فرمایا حاصل ایک ہی ہے غرض حضورؐ کی یہ تھی کہ گھبرانا نہ چاہیے کہ اللہ نے یہ رتبہ تمکو دیا ہے سو اسکا شکر چاہیے اور وہ یہ ہے کہ مرضی الٰہی پر راضی رہو) پھر آپ نے مجھسے پوشیدہ فرمایا کہ آپ اسی درد اور مرض مین جو اُسوقت موجود تھا وصال فرمائینگے پس مین رو دی پھر آپ نے پوشیدہ فرمایا کہ بے شبہہ میرے اہل بیت مین سے سب سے پہلے تم مجھسے ملاقات کروگی (یعنی اس عالمِ دنیا سے اہل بیت مین سے سب سے پہلے تم رخصت ہوگی) تو مین ہنس پڑی (اس حدیث کو جناب بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)—

واضح ہو کہ اس حدیث سے کئی امور ثابت ہوے (۱) حضرت فاطمہؓ کا صاحب اسرار نبوی ہونا (۲) رقیق القلب ہونا اور جناب رسول کریمؐ کے ساتھ بے حد محبت رکھنا (۳) حضورؐ کو آپ کا غم گوارا نہ ہوا اور تسلی دینا جس سے خاص محبت ٹپکتی ہے (۴) حضرت فاطمہؓ کا ستر راز رکھنے مین امانت دار ہونا (۵) مطلقاً آپ کا تمام جہان کی عورتون کا سردار ہونا (۶) عالم دنیا سے محبت نہ ہونا اور حضورؐ کو محبت اس درجہ غالب ہونا کہ اپنی موت قریب ہونے سے امید وصال نبوی کا

باوجود اسقدر غم کے خوش ہوجانا (۲) حضورؐ کا خاص طور پر حضرت سیّدہ کو تقویٰ کی وصیت فرمانا کہ اس خصوصیت کے کاملین اہل ہوتے ہین تو واضح ہو کہ حدیث مذکور مرض الموت کی حالت مین حضورؐ نے ارشاد فرمائی تھی پس اور بعضی حدیثون مین جو آپ کی فضیلت تمام عورتون پر اضافی وارد ہوئی ہے وہ منسوخ ہین اسلیے کہ حدیث مذکور ان سب سے مؤخر ہے اور ناسخ کا مؤخر ہونا ضرور ہے درحق تعالےٰ کی رحمت جو جناب رسول مقبولؐ کے ساتھ تھی اُسکا اقتضا یہی ہے کہ آیندہ زمانہ مین بہ نسبت زمانہ ماضی کے کہ آپ کی ترقی ہو نہ برخلاف اِسکے (یؤیدہ ایضاً قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اعدا بلغ من الحی ربعہ الکورا کما قال) اور علامہ سیوطی قدس سرہٗ کا بھی یہی مذہب ہے پس حضرت فاطمہؓ کو یہ رتبۂ عالیہ بتدریج حاصل ہوا حتّٰی کہ اخیر مین سب سے افضل ہوگئین اور یہی عادت خداوندی ہے کہ کمالات آہستہ آہستہ حاصل ہوا کرتے ہین اور اسمین ایک عظیم الشان حکمت اور اشعۃ اللمعات مین ہے کہ حدیث مین ہے فاطمہؓ اس امت مین ایسی ہین جیسی مریمؑ اپنی قوم مین تھین۔ اس سے بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت ممدوحہ تمام عورتون سے اس امت مین افضل ہین اور یہ امت سب اُمتون سے افضل ہے پس حضرت سیّدہ کا سب عورتون سے افضل ہونا ضرور ہوا اسلیے کہ حضرت مریمؑ اپنی قوم کی سب عورتون سے افضل تھین جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اور چونکہ اُنکی قوم امتِ محمدیہ سے رتبہ مین کم تھی پس وہ بھی حضرت فاطمہؓ سے رتبہ مین کم ہوئین جیسا کہ ظاہر ہے اور علامہ سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت عائشہؓ سے حضرت فاطمہؓ افضل ہین اور یہ اصح مذہب ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی حضرت فاطمہؓ تمام جہان کی عورتون سے افضل ہین اور امام سبکی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو ہمارا اور ہمارے دین کا مختار ہے وہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ سب سے افضل ہین اُنکے بعد حضرت خدیجہؓ اُنکے بعد حضرت عائشہؓ اور بعضون نے حضرت فاطمہؓ سے حضرت عائشہؓ کو بڑھکر مانا ہے اور بعضون نے حضرت فاطمہؓ کو حضورؐ کی بیٹیون مین افضل کہا ہے لیکن قوی مذہب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؓ سب سے بڑھکر ہین اور حضرت امام مالکؒ اور امام سیوطیؒ اور امام سبکیؒ جیسے اکابر امت کا یہی قول ہے۔

(۲) أَتَانِي مَلَكٌ فَسَلَّمَ عَلَيَّ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ يَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِي أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

(أَوْرَدَهُ السُّيُوطِيُّ بِرِوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا بِسَنَدٍ صَحِيحٍ)۔

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا پس اُسنے مجھے سلام کیا اور وہ آسمان سے اُترا اس بار سے پہلے (کبھی) نہیں اُترا تھا اور اُسنے خوشخبری دی مجھے کہ بیشک حسنؓ اور حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور بیشک فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہے (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا حالتِ بڑھاپے میں وصال ہوا ہے پس جوان ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُن لوگوں جنکے اخلاق مثل سخاوت عبادت وغیرہ جوانوں کی طرح ہوں گے اُنکے یہ دونوں حضرات سردار ہیں اور جنکے اخلاق اس درجہ کے نہ ہوں گے اُنکے سردار تو بطریق اَولیٰ ہوں گے۔ اس حدیث سے مطلقاً حضرت فاطمہؓ کا سردار زنان اہل جنت ہونا ثابت ہوا اس حدیث کو ابن عساکر نے صحیح سند سے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہی

(۳) سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ مَرْيَمُ وَفَاطِمَةُ وَخَدِيجَةُ وَآسِيَةُ

(أَوْرَدَهُ السُّيُوطِيُّ عَنِ الْحَاكِمِ مَرْفُوعًا بِسَنَدٍ صَحِيحٍ)۔

ترجمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار چار عورتیں ہیں حضرت مریمؑ حضرت فاطمہؓ۔ حضرت خدیجہؓ۔ حضرت آسیہؓ (یہ قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح سند سے حاکم نے روایت کیا ہے اس حدیث میں سرداری کی شرکت مذکور ہے اور اسکی تفصیل پہلی حدیث کی شرح میں گذر چکی ہے اور حضرت آسیہؓ فرعون کی بیوی تھیں یہ مسلمان اور پارسا تھیں اور فرعون کمبخت کافر سرکش تھا ایسے سخت کافر کے گھر میں رہکر اپنا ایمان قائم رکھا انکا مفصل قصہ بہشتی زیور حصہ میں دیکھو جامع صغیر میں حدیث ہے کہ حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہؓ اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت میں بیویاں ہوں گی۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ایسے ہی رتبے پاتا ہے)۔

(۴) فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ)

ترجمہ حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے پس جس نے اُسکو غصہ دلایا اُسنے مجھے

غصہ دلایا (اسکو بخاری نے صحیح سند سے روایت کیا ہے غرض یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی بات کہے جس سے حضرت فاطمہؓ کو غصہ آوے تو یہ امر حضورؐ کی طرف راجع ہوگا گویا کہ اُسنے حضورؐ کو غصے میں ڈالا امام سبکیؒ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ جو حضرت فاطمہؓ کو بُرا کہے وہ کافر ہے اسلیے کہ اُنکا بُرا کہنا بوجہ اتحاد گویا حضورؐ کو بُرا کہنا ہے)۔

(۵) فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ یَقْبِضُنِیْ مَا یَقْبِضُهَا وَیَبْسُطُنِیْ مَا یَبْسُطُهَا وَاِنَّ الْاَنْسَابَ تَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غَیْرَ نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ [از صراح ۱۲] وَصِهْرِیْ [بضم العین از منتہی ۱۲] (اَوْرَدَهُ السُّیُوْطِیُّ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَالْحَاکِمِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ)۔

ترجمہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے ناخوش کرتی ہے مجھے وہ بات جو ناخوش کرتی ہے اُسکو اور خوش کرتی ہے مجھے وہ بات جو اُسے خوش کرتی ہے اور بے شبہہ خاندان (کے منافع) منقطع ہونگے قیامت کے دن سوائے نسب (یعنی جو میرا اولاد سے علاقہ ہے) اور رشتہ داری اور میری سسرالی علاقہ کی (اس حدیث کو علامہ سیوطیؒ نے امام احمدؒ اور حاکمؒ سے بسند حسن روایت کیا ہے اس حدیث سے عموماً وخصوصاً آپ کے علاقوں کا قیامت میں نافع ہونا ثابت ہوا اور صحیح سند سے امام سیوطیؒ نے اِن لفظوں سے کل سبب ونسب منقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی رواہ الطبرانی عن ابن عباسؓ وعن المسورؓ روایت کی ہے جسمیں صہر کا یعنی سسرالی علاقہ کا لفظ نہیں ہے باقی مضمون وہی ہے جو پہلے گذر چکا اور یہ مضمون آیت پارہ اٹھارہ رکوع چھ کے خلاف نہیں ہے اسلیے کہ آیت عام مخصوص البعض ہے اور وہ آیت یہ ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ (پھر جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو نہ انہیں رشتہ داریاں اُسدن باقی رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا) اس آیت سے نسب کا غیر نافع ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ حقیقت نسب کا اُٹھ جانا تو باطل ہے تو غیر نافع مراد لینا ضرور ہوا پس یہ حکم باعتبار اپنے عموم کے مخصوص البعض ہے یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور خبر واحد سے کسی حکم قرآنی کو خاص کر لینا جمہور

اہل اصول کا مذہب ہے حکاہ النووی فی شرح صحیح مسلم اور اسی عدم انقطاع نسب کی وجہ سے
حضرت عمرؓ نے حضرت سیدتنا ام کلثومؓ دختر حضرت سیدۃ النساءؓ سے شادی کی تھی اور شادی
کی وجہ خود بیان فرمائی تھی یہان تک تطبیق آیت وحدیث مین جو تقریر کی گئی یہ
تفصیل ہے اُس مضمون اجمالی کی جو علامہ شامی نے جلد اول کتاب الجنائز مین تحریر فرمایا ہے
اور کہا ہے کہ مین نے ایک مفصل رسالہ اس باب مین لکھا ہے جسکا نام العلم الظاہر فی نفع النسب الطاہر
ہے مگر اس فقیر کی فہم مین ایک قوی اور لطیف وجہ آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت مذکور کا سیاق
اور سیاق ظاہر طور پر دلالت کرتا ہے کہ آیت کا حکم کافرون کے ساتھ خاص ہے پس آیت اور
احادیث مذکورہ مین تطبیق کی حاجت نہین والحمد للہ علی ذلک اور واضح رہے کہ نسب مبارک
اور علاقۂ دیگر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی شخص کو نافع ہوگا جو کلمۂ اسلام
اور توحید کا قائل ہوا اور جو لوگ آپ کے ذی علاقہ اتقیا ہین اُنکو اعلیٰ درجہ کا نفع ہوگا جو فساق
اہل علاقہ کو نصیب نہ ہوگا اگرچہ نفس نفع سے وہ بھی محروم نہ رہین گے اور الفاظ نسب وصہر وسبب
تفسیر کی گئی ہے یہ تفسیر بے تکلف اور کلام نبوی کے انسب ہونے کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے
ورنہ سبب کی دو تفسیرین اور بھی ہین جو شامی جلد اول مقام مذکور مین منقول ہین لیکن احقر کے
نزدیک وہ مناسب نہین معلوم ہوئین واللہ اعلم۔

اگر یہ خیال پیدا ہو کہ قرآن کی آیت وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ[1] اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنکی راہ چلی اُنکی
اولاد ایمان کے ساتھ ہم اُنکے پاس پہونچا دینگے اُنکی اولاد کو اور ہم اُنکو کم نہ دینگے اُنکے عمل مین
سے کچھ) سے تو ظاہر ہے کہ ہر خاندان مسلمان اولاد کو نفع دیگا پھر جناب رسول مقبول کی کیا
خصوصیت ہے جواب یہ ہے کہ اور مسلمانون کا نسب جب نافع ہوگا کہ اُنکی اولاد نے ضروری

---

[1] فی الجلالین والذین اٰمنوا اتبعتہم معطوف علی اٰمنوا ذریتہم الصغار والکبار بایمان من الکبار ومن الآباء
فی الصغار والخبر الحقنا بہم ذریتہم المذکورین فی الجنۃ فیکونون فی درجتہم وان لم یعملوا بعملہم تکرمۃ للآباء باجتماع الاولاد الیہم
وما التنٰہم بفتح اللام وکسرہا انقصناہم من عملہم من زائدۃ شیء یزاد فی عمل الاولاد ۱۲ منہ

احکام الٰہی کی اطاعت بھی کی ہو اور ایمان بھی رکھتے ہوں چنانچہ لفظ اتباع اور ایمان دونوں کا لانا اس امر پر دلالت کرتا ہے اگر اُن لوگوں کا نسب فقط ایمان پر نافع ہوتا تو اتباع کی قید نہ لگائی جاتی فقط لفظ ایمان کافی تھا بخلاف نفع نسب مبارک نبوی کے کہ وہ باوجود عدم اطاعت احکام ضروریہ فقط ایمان ہونے پر بھی نافع ہے۔ پس پہلی صورت میں نسب کا نفع خاص اُن لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لاکر احکام ضروریہ کی بجاآوری کریں اور نفع نسب نبوی فاسق اور مطیع سب کو عام ہے اور مطیع کو وہ نفع فاسق سے زیادہ ہوگا۔ خوب سمجھ لو اللہ تعالیٰ بیشمار رحمتیں نازل فرمائے گا اُس ذات مقدسہ باعث وجود کائنات پر جسکے نسب کی بدولت دونوں جہان میں عزت اور خدائے تعالیٰ کی نزدیکی میسر ہوئی اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس ناچیز کو جناب رسول مقبول کی اولاد میں ہونے کا شرف بخشا اور ایمان اور اتباع آنحضرت کی توفیق مرحمت فرمائی اور رسم مبارک میں بھی حصہ عطا فرمایا ولہ الحمد یہ حدیث حضرت سیدۃ النساء کے فضائل میں اسوجہ سے درج کی گئی کہ حضور کا نسب مبارک آپ ہی کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور قیامت تک تمام سادات کے لیے یہ حکم شامل ہے۔

(۶) فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ كَمَا قَالَ الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ)۔

ترجمہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ تمام اہل جنت کی بیویوں کی سردار ہیں سوائے حضرت مریم عمران کی بیٹی کے (اس حدیث کو حاکم نے سند صحیح سے روایت کیا ہے اور اس حدیث میں حضرت مریم کی فضیلت حضرت سیدہ پر ثابت ہے مگر اسکا جواب پہلی حدیث کی شرح میں گذر چکا ہے)۔

(۷) كَانَ كَثِيْرًا مَا يُقَبِّلُ عُرْفَ فَاطِمَةَ (اَوْرَدَهُ السُّيُوْطِيُّ عَنْ عَائِشَةَ بِسَنَدِ ابْنِ عَسَاكِرَ)

زینت مبالغۃ الکثرۃ ای اعلیٰ راسہا ۱۲ مناوی

ترجمہ جناب رسول کریم بہت کثرت سے حضرت فاطمہ کے اگلے سر کے بالوں کو چومتے تھے (امام سیوطی نے ابن عساکر سے اور اُنھوں نے حضرت عائشہ سے یہ حدیث روایت کی ہے)۔

(۸) اِبْنَتِيْ فَاطِمَةُ حَوْرَاءُ اٰدَمِيَّةٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمَثْ وَاِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ

[illegible] من نصر و ترجمۃ فی الصلاح بالحیض و لکن المناسب ہہنا تفسیرہ النفاس کما لا یخفی

فطمھا و محبیھا من النار (رواہ الخطیب عن ابن عباس مرفوعاً) ا لشوکانی
فی اسنادہ احمد بن الجمھور الغسانی قلت انہ شیخ متھم بالکذب روی عنہ
محمد بن یوسف العروی فالحدیث منوذ ذلک وھو یعتبر فی الفضائل فلیفہم ناتدبر

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بیٹی فاطمہ آدمیون مین کی حور ہے
(جسکو ہندی مین اور فارسی مین حور کہتے ہین اور حور عربی مین حوراء کی جمع ہے اور حوراء بفتح حاء
سکون واو وفتح راء اُس عورت کو کہتے ہین جو گوری ہو اور جسکی آنکھون مین سپیدی و سیاہی کمال
ہو) نہ اُسے حیض آیا اور نہ نفاس آیا اور فاطمہ اُسکا نام فقط اسلیے رکھا گیا کہ اللہ نے اُسکو اور اُس سے
محبت کرنے والون (یہان دینداری کی محبت مراد ہے) کو دوزخ سے باز رکھا ہے اس حدیث کو
محدث خطیب نے روایت کیا ہے اور فاطمہ کے معنی باز رکھنے والی عورت کے ہین مگر یہ اسم فاعل
بمعنی اسم مفعول کے ہے پس مفطومہ یعنی باز رکھی گئی مراد ہوا حق تعالی نے آپ کو حیض و نفاس اور
نجاست سے محفوظ رکھا تھا یہ آپ کی کرامت حسی تھی اور اسمین بشارت ہے اُسکو جو آپ سے اللہ کے
دینداری کی محبت رکھے اور آپ کے طریق پر چلے انشاء اللہ تعالی ضرور وہ نار جہنم سے محفوظ
رہے گا نیز حدیث مذکور سے حضرت سیدہؓ کا دوزخ سے آزاد ہونا معلوم ہوا اور واضح ہو کہ فضائل کی
جگہ سوائے فضیلت نفس ایمان کے اور موقعون پر دخول جنت سے کامل طور پر داخل ہونا مراد ہوتا ہے
جو ابتداء ہی سے ہو بغیر عذاب کے ورنہ عذاب کے بعد تو فقط کلمہ گو بھی جسنے سوائے اقرار توحید
و رسالت کے اور کوئی نیک عمل باوجود قدرت کے نہ کیا ہو وبال اعمال بھگت کر جنت مین داخل
ہو جائے گا پھر اور اعمال کی کیا فضیلت ہوئی پس معنے وہی ہین جو احقر نے مراد لیے ہین والحمد للہ
علی ذلک اِس حدیث کا مضمون مجھے محفوظ نہ رہا تھا پھر نظر سے گذری اسیوجہ سے لفظ فاطمہؓ کی وجہ تسمیہ کے بارہ مین
اوّل کتاب مین اپنی رائے سے کام لیا اور اصلی وجہ تسمیہ یہی ہے جو جناب رسول مقبول نے ارشاد
فرمائی اور مین نے پہلے مضمون کو خارج کرنا اسلیے نامناسب سمجھا کہ احتمال ہے وہ بھی وجہ ملحوظ رکھی
گئی ہو اور وجہ معقول ہے اور اجتماع وجوہات تسمیہ مذموم نہین بلکہ محمود ہے۔ واضح ہو کہ بخاری کی

صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمیع بنات آدم پر حیض مسلط کیا گیا ہے جسکے عموم مین حضرت فاطمہ
بھی داخل ہین اور حیض و نفاس باہم متلازم ہین جیسا کہ اہل تجربہ و اہل طب پر مخفی نہین اور
جو حدیث بیان ذکر کی گئی وہ ضعیف ہے پس بخاری کی حدیث مقدم کیجاوے گی لیکن اگر
حدیث مذکور بسند حسن ثابت ہوجاوے تو مخصص حدیث بخاری ہوجاوے گی پس علماء سعی
فرماوین شاید کوئی سند مجتمع بہ مل جاوے اسی خیال سے یہ درج کر دی گئی ہے۔

(۹) اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نَادیٰ مُنَادٍ مِّنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ یَا اَھْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا (چشم فرو خوابانید) اَبْصَارَکُمْ عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی تَمُرَّ (از نصر) (رواہ الحاکم مرفوعا و صححہ)۔

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلعم نے جب قیامت کا دن ہوگا ایک آواز دینے والا پردے
پیچھے سے پکارے گا کہ اے مجمع کے لوگوا اپنی آنکھین بند کرلو حضرت فاطمہؓ کی وجہ سے یہان تک
کہ وہ گذر جائین اسکو حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے غرض یہ ہے کہ یہ خصوصیت
پردہ کرانے کی آپ کو میسر ہوگی کہ آپ کے واسطے پردہ کرایا جاوے گا دنیا مین آپ کے اندر
بوجہ آپ کے کامل الایمان ہونے کے اعلیٰ درجہ کی شرم و حیا تھی چنانچہ شروع کتاب مین
کسیقدر اسکے متعلق بیان ہوچکا ہے پس حق تعالیٰ قیامت مین بھی اس حیاء کا خیال فرماوینگے
شریعت نے جس مصلحت سے دنیا مین پردہ مشروع اور واجب کیا ہے اُس خاص وقت بلکہ
ہمیشہ جنت مین وہ مصلحت نہ ہوگی مگر اعلیٰ درجہ کی حیاء مقتضی ہے کہ پردہ وہان بھی کیا جاوے
اور بظاہر یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ خصوصیت حضرت فاطمہؓ کو اسوقت حاصل ہوگی جبکہ اہل جنت
جنت مین داخل نہ ہوئے ہونگے کیونکہ وہان تو باقتضاے غیرت سب عورتون کا پردہ ہوگا
اجنبیون سے سبحان اللہ جو ذات مقدسہ دنیا مین بھی اعلیٰ درجہ کی حیا سے رہی اور محشر اور
جنت مین بھی اس دولت سے مالامال ہو اُسکی کیا مدح کیجائے۔ **فائدہ** اس قصہ سے ضمناً یہ بھی
معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا برتاؤ بندہ سے اُسکی نیت اور حالت کے اختیار سے دین و دنیا مین
ہوتا ہے پس چاہیے کہ اعلیٰ درجہ کے کمالات دینیہ کا طالب رہے اور اسی پر عمل درآمد کرے اور تا بمقدور

خوب سعی کرے اللہ تعالیٰ پناہ دیگا ہمت مردان مدد خدا مثل مشہور ہے خوب سمجھ لو غرض اس سوانح عمری لکھنے سے یہی ہے کہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور اشارۃً اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عورتوں سے حضرت فاطمہؓ افضل ہیں اسلیے کہ اعلیٰ درجہ کی غیرت اعلیٰ درجہ کے ایمان کا ثمرہ ہے پس آپ کا ایمان اعلیٰ ہوا جسکی وجہ سے یہ خصوصیت میسر ہوئی اور اس فضیلت کو فضل جزئی لکھکر بغیر کسی قرینہ کے تاویل کرنا غیر مناسب ہے

(۱۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَّفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَّحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)۔

ترجمہ امام مسلم نے حضرت سعد بنؓ ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ جب آیت ندع ابناءنا وابناءکم الایۃ نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا پھر فرمایا کہ اے اللہ یہ لوگ میرے گھر والے ہیں پورا قصہ یون ہے کہ عرب میں قاعدہ تھا کہ جب کوئی قوم اپنے درمیان اختلاف کرتی کسی بات میں اور ایک دوسرے کو جھٹلاتے اور ظلم کرتے تو باہر شہر کے آتے تھے اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے اور کہتے تھے جھوٹے پر اور ظالم پر خدا کی لعنت (لعنت کے معنی خدا کی رحمت سے دور ہونا) پس عرب کے عیسائیوں کا بھی ایک قبیلہ تھا بنی نجران اور ان کو حضور سرور عالم نے نامہ لکھا تھا اور مسلمان ہونے کا حکم فرمایا تھا انھون نے چودہ آدمی اپنی قوم میں سے چھانٹ کر آپ کی خدمت میں بھیجے پہلے دن ریشمین کپڑے اور انگوٹھیاں سونے کی پہن کر جناب رسول مقبولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اُنکے سلام اور کلام کا کچھ جواب نہ دیا وہ حیران ہوئے دوسرے دن وہ لوگ بمشورہ عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف (ان دونون حضرات سے اور ان لوگون سے پہلے سے جان پہچان تھی) اور بموافق راے حضرت علیؓ کے کہ اسوقت اُن دونون حضرات کے پاس تشریف فرما تھے وہ لباس اور انگوٹھی اُتار کر سادے لباس سے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے آپ نے اُنکے سلام کا جواب دیا اور اُنسے گفتگو فرمائی اور مسلمان ہونے کو فرمایا اُنھون نے قبول نہ کیا اور بہت بیجا مباحثہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال پوچھا

آپ نے فرمایا کہ ٹھیرو اس شہر مین تمھین جواب ملے گا اللہ تعالیٰ نے چند آیتین نازل فرمائین جنکا ترجمہ یہ ہے۔ حال عیسیٰؑ کا نزدیک اللہ کے مثل آدمؑ کے ہے پیدا کیا اُن کو اللہ نے مٹی سے اور کہا موجود ہو وہ پیدا ہو گئے حق تیرے رب کی طرف سے ہے اسمین کچھ شبہہ مت کر (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شک کیسے ہو سکتا تھا پس مراد یہ ہے کہ آپ کی اُمت کو کسی طرح کا شبہہ نہ ہو) پھر جو کوئی جھگڑے تجھ سے اس بات مین تو کہدے کہ آؤ ہم بُلا دین اپنے بیٹے اور اپنی عورتون کو اور تم بُلاؤ اپنے بیٹون اور اپنی عورتون کو اور خود ہم بھی آوین اور تم بھی آؤ اور پھر کرین لعنت اللہ کی جھوٹون پر۔ حضورؐ نے یہ آیتین سُنا دین اُنھون نے مضمون آیتون کا اقرار نہ کیا اور مباہلہ کے بارہ مین کہا کہ کل اس بارہ مین ہم آکر گفتگو کرینگے اپنے مکان پر جا کر اپنے سردار سے جسکا نام عاقب تھا پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے اُس نے جواب دیا کہ اے گروہ نصاریٰ تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ پیغمبر برحق ہین اور جو پیغمبر سے مباہلہ کرتا ہے بیشک تباہ ہو جاتا ہے مباہلہ مت کرو۔ مباہلہ اسے کہتے ہین کہ لوگ جو آپسمین کسی بات پر جھگڑتے ہون یکجا ہو کر بہت اچھی طرح مبالغہ سے اللہ سے دعا کرین کہ جو باطل پر ہو اُسپر خدائے تعالیٰ کی لعنت اُترے اور وہ تباہ ہو جاوے اور مباہلہ مین زیادہ مبالغہ کی صورت یہ ہے کہ دونون طرف کے لوگ اپنی اولاد اور عورتون کو مباہلہ کی جگہ حاضر کرین اللہ نے ایسا ہی مباہلہ کا حکم دیا تھا۔ دوسرے دن نصاریٰ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آنحضرتؐ مع حضرت علیؓ وجناب سیدۃ النساء فاطمہؓ وحضرت حسنینؓ کے تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ میری دعا کے ساتھ آمین کہنا عیسائی اِن پنجتن پاک کی مبارک نورانی صورت دیکھکر گھبرائے اور ابو الحارث بن علقمہ نے کہا کہ یہ لوگ ایسے نظر پڑتے ہین کہ اگر خدائے تعالیٰ سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دعا کرین تو پہاڑ ٹل جاوے ہرگز انسے مباہلہ نہ کرو بس نصاریٰ نے مباہلہ نہ کیا اور نہ اسلام لائے اور اسلام کی ماتحتی اختیار کی اور جزیہ دینا قبول کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو سب بندر اور سُوئر ہو جاتے اور یہ جنگل ان پر آگ برساتا اور ایک سال مین پرندہ زمین

لہ وہی تجوز الآن کما فی الدر المختار والجمل لکنہا فی الامور الیقینیۃ لا الظنیۃ اما ظہور اثرہ فبیانہ نفصل فی ابانۃ البیان ۱۲ منہ

لہ یہ ایک محصول ہے جو کفار ماتحت سلطنت اسلام سے اسلامی عملداری مین لیا جاتا ہے ۱۲ منہ

اُنکا نام و نشان نہ رہتا سب تباہ ہو جاتے اور اشعۃ اللمعات مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پرندے بھی درختون پر جلجاتے (یعنی اُنکے وبال سے اس مقام مین اسقدر عذاب آتا) حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو لوگ آیت مین مراد تھے اُن کو ہمراہ لیا تھا جیسے کہ آپ کو بہت محبت تھی ایسے موقع پر اپنے پیارون کو لیجانا بڑے سچے اور قوی محبت والے کا کام ہے یہ بڑا عظیم الشان حضور کا معجزہ ہے کہ نہ ہتھیار مین نہ روپیہ خرچ ہوتا ہے فقط زبان ہلتی ہے لیکن بوجہ رعب خداوندی جو اُن والون کے نورانی چہرون سے نمایان تھا ایسا غالب ہوا کہ اِن حضرات کے اہلِ حق ہونے کا اقرار کرلیا اور دعا کے لیے زبان ہلانے کی جرأت نہ ہوئی لیکن بدنصیبی کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے یہان سے بزرگی ان حضرات کی ملاحظہ کرنا چاہیے جنمین حضرت فاطمہؓ بھی ہین کہ کافر دشمنون نے بھی اِنکی بزرگی کا اقرار کرلیا اور حضور کا معجزہ ان حضرات کے ذریعہ سے صادر ہوا نیز اِن حضرات کا محبوب عندالرسول ہونا کسدرجہ ثابت ہوا کہ ایسے موقع پر جہان بڑے محبوب حضرات کی ضرورت تھی آپ اُن کو ہمراہ لے گئے یہان سے بہت بڑی فضیلت حضرت فاطمہؓ کی ثابت ہوتی ہے جو مطلوب مقام ہے اور احکام شرعیہ اور تقویٰ کی بجا آوری کا نتیجہ ہے۔

(۱۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۵ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)۔
[اے اہل البیت ۱۲]

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالمؐ باہر تشریف لائے صبح کے وقت اس حالت مین

۵ قال فی الکمالین اختلف فی المراد باہل البیت فی ہذا الامر فروی ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ انہا نزلت فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی ابن جریر عن عکرمۃ انہ کان ینادی فی السوق انہا نزلت فیہن وذہب ابوسعیدؓ الخدری ومجاہد وقتادۃ الی انہم علی وفاطمۃ والحسنین واستدل علیہ بتذکیر ضمیر علیکم ویطہرکم والصواب انہا فیہن وفاطمۃ وعلی وابنیہما اما شمولہا لہن فان سیاق الکلام معہن وفیما قبلہ وکذا فیما بعدہ لخطاب معہن (وبہ یحصل التوفیق بین الروایتین فی شان نزول الآیۃ) واما لہم فلما فی مسلم ان علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً جاء وا فادخلہم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی کساء من شعر اسود کان علیہ ثم قرأ انما یرید اللہ الخ (ثم ذکر روایات اخریٰ وقد ذکرتہا ایضاً اھ) ۱۲ منہ

کہ آپ پھولدار کمل بالون کا اوڑھے تھے پس آئے حضرت امام حسنؓ بن علیؓ سو آپ نے اُن کو اُس کمل مین
داخل کیا پھر حضرت امام حسینؓ آئے اُن کو بھی حضرت امام حسنؓ کے ہمراہ کر لیا پھر حضرت فاطمہؓ آئین اُنکو
بھی داخل فرمایا پھر حضرت علیؓ آئے پس اُن کو بھی داخل فرمایا پھر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۔ یعنے سوائے اسکے نہین ہے کہ اللہ چاہتا ہے
کہ دور کرے تم سے پلیدی گناہون کی اے اہل بیت نبوت اور تمکو خوب پاک کرے (اسکو مسلم نے روایت
کیاہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے کہ کہا اُنھون نے کہ مین تھی پاس رسولؐ
کے کہ خادم نے آن کر خبر دی کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ چوکھٹ پر کھڑی ہین پس فرمایا آنحضرتؐ
مجھسے کہ علیحدہ ہو جاؤ سو مین گھر کے اندر چلی گئی پھر آئے امام حسنؓ اور امام حسینؓ پس آپ نے دونون
صاحبزادون کو گود مبارک مین لے لیا اور حضرت علیؓ کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے
حضرت فاطمہؓ کو تھاما اور اپنے بدن سے چپان کر لیا اور سیاہ کمل جو آپ اوڑھے تھے اُن سب پر
لپٹایا اور فرمایا ای اللہ میرے اہل بیت ہین جو تیری طرف آئے ہین نہ آگ (عذاب) کی طرف (یعنی اپنی اور
رحمت فرما اور عذاب سے بچا) مین اور میرے اہل بیت آور نیز اشعۃ اللمعات اور روضۃ الاحباب
اور ترمذی مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرتے
تھے حضرت فاطمہؓ کے گھر پر جب فجر کی نماز کو مسجد مین تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے اَلصَّلٰوۃ
یَا اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ الآیۃ یعنی نماز پڑھو اے اہل بیت نبوت اور
وہی آیت پڑھتے جو مع ترجمہ گذر چکی اور اسمین اہل بیت کی بزرگی کا بیان ہے اور چھ ماہ تک
ایسا ہی برتاؤ حضورؐ نے رکھا (اور منجملہ حکمتون کے ایک یہ بھی اسمین حکمت تھی کہ طہارت اہل بیت
خوب لوگون کے ذہن مین جانشین ہو جائے آور تفسیر اتقان مین ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُہٗ
عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَغَیْرُہٗ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لہ و روی احمد عن واثلۃ بن الاسقع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد تلاوۃ ہذہ الآیۃ
اللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی وخاصتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا ۱۲ منہ

دعا فاطمۃ وعلیا وحسنا وحسینا لما نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الایۃ فجللھم بکساء وقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا یعنی امام ترمذی وغیرہ نے عمر بن ابی سلمۃ اور امام ابن جریر وغیرہ نے حضرت ام سلمہ رضی سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا حضرت فاطمہ رض اور حضرت علی رض وحضرت امام حسن رض وحضرت امام حسین رض کو جسوقت کہ آیت تطہیر (جو مع ترجمہ گذر چکی) نازل ہوئی پس اڑھایا ان کو کملی اور کہا اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت (گھر والے) ہین سو دور کردے ان سے پلیدی (گناہ) اور ان کو خوب پاک کردے اور تفسیر ابن جریر طبری پارہ بائیس مین حدیث ہے حدثنا ابن حمید قال ثنا عبد اللہ ابن عبد القدوس عن الاعمش عن حکیم بن سعد قال ذکرنا علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ عند ام سلمۃ قالت فیہ نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قالت ام سلمۃ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیتی فقال لا تاذن لاحد فجاءت فاطمۃ فلم استطع ان احجبھا عن ابیھا ثم جاء الحسن فلم استطع ان امنعہ ان یدخل علی جدہ وامہ وجاء الحسین فلم استطع ان احجبہ فاجتمعوا حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بساط فجللھم نبی اللہ بکساء کان علیہ ثم قال ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا فنزلت ھذہ الایۃ حین اجتمعوا علی البساط قالت فقلت یا رسول اللہ وانا قالت فواللہ ما انعم وقال انک الی خیر انتھی ترجمہ اسکا یہ ہے کہ حکیم سعد کے بیٹے فرماتے ہین کہ ہمنے حضرت علی رض کا ذکر حضرت ام سلمہ رض کے سامنے کیا انھون نے فرمایا انکی (یعنی حضرت علی رض کی) شان مین یہ آیت (مذکورہ) نازل ہوئی ہے اور فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے مکان مین رونق افروز ہوئے پھر فرمایا کہ کسی کو (یہان آنے کی) اجازت نہ دینا (مگر یہ حکم ضروری نہ تھا) اسکے بعد فاطمہ رض آئین سو مین اس بات پر قادر نہ ہوئی کہ ان کو روکون انکے باپ کے پاس جانے سے پھر امام حسن رض آئے سو مین قادر نہ ہوئی کہ ان کو روکون اپنے نانا اور اپنی مان کے پاس جانے سے اور امام حسین رض آئے سو مین قادر نہ ہوئی

اُنکے روکنے پر بس جمع ہوئے وہ سب گرد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بچھونے پر پھر آپ نے (یعنی رسول اللہ صلعم نے) اُن کو ایک کمل اُڑھایا جسکو آپ اوڑھے تھے پھر کہا یہ میرے اہل بیت ہیں سو دور کر دے (اے اللہ تعالیٰ) اِن سے نجاست اور ان کو خوب پاک کر دے پس یہ آیت (تطہیر جو اوپر گذری) نازل ہوئی جبکہ وہ سب جمع ہوئے بچھونے پر کہا حضرت ام سلمہؓ نے پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اور میں (یعنی آپ مجھے بھی اس دعا میں شامل فرمائیے) سو خدا کی قسم آپ نے نعم (یعنی ہاں) نہیں فرمایا اور کہا تم بھلائی پر ہو (یعنی تمکو بھی مجھسے خاص تعلق ہے مگر یہ معاملہ خاص اِن ہی حضرات کے ساتھ ہے بحکم خدائے عزوجل) حدیث تمام ہوئی اُس کمل میں حضرت علیؓ کا شامل ہونا حضرت ام سلمہؓ نے اور حضرات کے ساتھ ذکر نہیں کیا لیکن پہلے فرما چکی ہیں کہ اِنکی شان میں یہ آیت نازل ہوئی اِسلیے اب دوبارہ ذکر نہیں کیا یا روایت کرنے والے سے اُنکا بیان رہگیا اُس سے معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ نے جناب رسول اللہؐ کی دعا قبول فرمائی اور وہ حضرات حفاظت کے پروانہ سے مشرف ہوئے اور روایت مذکورہ کی تائید آئندہ حدیث مرفوع سے ہوتی ہے جسمیں آپ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت تطہیر میرے اور چاروں حضرات مخصوصین کے حق میں نازل ہوئی ہے تمہید ابو الشکور سلمی میں امکان عصمت غیر انبیاء کو ثابت کیا ہے اور حضرت ابو سفیانؓ کا وقت اسلام سے کوئی گناہ نہ کرنا خود اُن ہی سے احیاء العلوم میں اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل کا یہی حال قرۃ العیون میں منقول ہے[له] اور ظاہر یہ ہے کہ آیت کریمہ اول حضرات ازواج مطہرات کے باب میں نازل ہوئی جیسا کہ سیاق آیت بھی اسکا مؤید ہے پھر دعا کے بعد ان حضرات یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت فاطمہؓ وغیرہم کے باب میں نازل ہوئی۔

(۱۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)۔

بفتح الحاء ۱۲ بکسر السین ۱۲

له وفی العزیزی عن علیؓ مرفوعاً بسند صحیح بروایۃ الترمذی الا اعلمک (یا علی) کلمات اذا قلتهن غفر اللہ لک (الذنوب الصغائر) وان کنت مغفورا لک (قال المناوی الذنوب الکبائر) قل لا الٰہ الا اللہ العلی العظیم لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الٰہ الا اللہ سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین (جلد ۲ صـ۹ مصری) قلت ہذا کقولہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲ منہ

مُطَهَّرَةٌ اَوْ كَمَا جَاءَ فِي الرِّوَايَةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ عَلِيُّ بْنُ مُوْسَى الرِّضَا لٰكِنْ اَقَالَ بَعْضُ عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ فِي تَشْرِيْفِ الْبَشَرِ الْمُؤَلَّفِ بِلِسَانِ الْهِنْدِ فَتَرْجَمْتُ بِهَا بِالْعَرَبِيَّةِ وَسَيَأْتِي فِي التَّرْجَمَةِ عُنْوَانُ تَأْلِيْفِهَا۔

ترجمہ اسماء بنت عمیسؓ کہتی ہیں میں نے (حضرت) فاطمہؓ کا خون حیض و نفاس کا نہیں دیکھا سو حضرت (رسول مقبولؐ) سے میں نے یہ بات عرض کی آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی طاہرہ (پاک) مطہرہ (پاک کی گئی) ہے (تاکید کے لیے دو لفظ فرمائے یعنی بہت پاکیزہ ہے) اسکو تشریف البشر میں حضرت امام علی بن موسی الرضا سے روایت کیا ہے لیکن سند اس حدیث کی مذکور نہیں اگر ثابت ہو تو اس سے یہ خاص فضیلت حضرت فاطمہؓ کی ثابت ہو گی اور اسکے متعلق مفصل مضمون پہلے گذر چکا ہے۔

(۱۵) حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ[1] (رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ)۔

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے حسین مجھسے ہے اور میں حسین سے اے اللہ پیار اکر لے اسکو جو محبت کرے حسین سے حسین ایک جماعت فرزندی ہے جماعتوں میں سے (یعنی یہ میرا بیٹا ایک جماعت ہے بیٹوں کی جماعت میں سے) اور بیان سے بزرگی حضرت امام حسینؓ شہید کربلا کی کسقدر جہ ثابت ہوتی ہے کہ اُنکے ساتھ محبت کرنے سے اللہ کا پیارا بنجاتا ہے اور یہ دعا حضورؐ کی ہے جسکا قبول ہونا لازم ہے اور آپ نے اُن کو شدت محبت سے بیٹا فرمایا اور آپ اپنے نواسوں کے ساتھ بیٹوں ہی جیسا برتاؤ فرماتے تھے اور بیان سے اولاد کے ساتھ محبت کرنا سنت ثابت ہوا۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا بڑا درجہ ہے بیان فقط مختصر طور پر کچھ مضمون یہ امر بتلانے کو کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد کی کسقدر فضیلت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی کی پاکیزہ اولاد سے کیا دینی نفع ہوا لکھا جاتا ہے۔ حضرت مولنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی

[1] بالکسر فرزند و طائفہ از فرزندان یعقوب علیہ السلام و قال فی مجمع البحرین فی الخبر الحسین سبط من الاسباط ای امۃ من الامم فی الخیر (کی اطلق ہذا اللفظ علی ابراہیم فی القرآن ای لفظ الامۃ) ویحتمل ان یراد بالسبط القبیلۃ ای یتشعب منہا نسلہ السبط شجرۃ لہا اغصان کثیرۃ و اصلہا واحد انتہی قلت لا بعد اجتماع ہذین الوجہین و فی کلام النبوۃ حکم کثیرۃ ۱۲ منہ

قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ کمال شہادت بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہین ہوا اسواسطے
کہ اگر شہادت ظاہری ہوتی تو اسلام مین بڑا فتور واقع ہوتا (یعنی مخالفین اسلام کو بڑا طعن کرنے کا
موقع حاصل ہوتا کہ اشرف الانبیا کو شہید کر لیا نیز خود اہل اسلام کو بڑا رنج ہوتا اور گو یہ دونون باتین
بذات خود دینی اعتبار سے کچھ بُری نہین ہین بلکہ مقصود ہین کہ انکی بدولت رتبہ مین ترقی ہوتی ہے لیکن
حق تعالیٰ کو اتنا بھی گوارا نہین ہوا کہ باعتبار دنیا کے ظاہری طور پر بھی آپ کی نسبت کفار کو ایسی
بات کہنے کا موقع ملے نیز مسلمانون پر یہ رحم کیا کہ اس عظیم الشان صدمہ سے بچا یا۔ اور یہ تمام ہماری
سمجھ کا ثمرہ ہے اصلی حال خداے تعالیٰ کو معلوم ہے۔ اور جو رتبہ اللہ کو دینا ہو وہ بہت طرح کو
حاصل ہو جاتا ہے لیکن عادت الٰہیہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر سبب کا کوئی سبب ہوتا ہے اور اگر شہادت خفیہ
ہوتی (خواہ وہ اسباب شہادت مین سے کسی طرح ہوتی) تو وہ کامل شہادت نہ ہوتی اسلیے کہ کمال شہادت
یہ ہے کہ آدمی مسافرت مین قتل کیا جاوے اور اُسکے گھوڑے کی کونچین کاٹی جاوین اور اور
مصیبت کی باتین لکھی ہین پھر فرمایا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے ذات حسنین رضی اللہ عنہما کو بجاے
ذات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرار دیکر دونون طرح کی شہادتون کا کمال اُنکے
ذریعہ سے جناب رسول مقبول صلعم کو عنایت فرمایا اور واضح رہے کہ امام جلال الدین سیوطی وغیرہ رحمہم
تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات بطریق شہادت زہر سے ہوئی یعنی خفیہ
شہادت زہر سے آپ کو حاصل ہوئی (زہر کا قصہ یہ کہ مشکوٰۃ مین ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی سے
فرمایا کہ وہ لقمہ جو مین نے خیبر مین کھایا (تھا) اُسکی سختی مین ہمیشہ پاتا ہون یہان تک کہ اب میری رگ
بسبب زہر کے کٹ گئی مراد اُس لقمہ سے گوشت زہر کا بھرا ہوا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے
ہاتھ کا گوشت زہر آلود کر کے آپکے کھانے کو بھیجا تھا اور آپ نے اُسمین سے ایک لقمہ منھ مین لے لیا تھا
پس حاصل یہ ہوا کہ اگرچہ نفس شہادت خفیہ آپ کو میسر آئی لیکن کمال شہادت یہی ہے کہ بغیر تاخیر وفات
و شہادت ہو جاوے یعنی بعد زخمی ہونے کے تاخیر کر کے کچھ دوا غذا کھا کر نہ مرے اور اگر ایسا ہو تو کمال
شہادت نہین شمار کیا جاتا اور آپ نے کئی برس کے بعد واقعہ زہر سے وفات پائی پس کمال شہادت

سریہ وخفیہ بذریعہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا اسطرح کہ حضرت امام حسنؓ صدمۂ زہر سے اُسی طریق کمال سے شہید ہوئے۔ پس جناب رسول مقبولؐ کو دونون طرح کی شہادت کا کمال اپنے دونون نواسون وصاجزادون کے ذریعہ سے حاصل ہوا شہادت خفیہ کا کمال بذریعہ حضرت امام حسنؓ کے اور شہادت ظاہری کا کمال بذریعہ حضرت امام حسینؓ کے۔ اگر کوئی کہے کہ شہادت خفیہ مین تو کوئی فتور نہ تھا بس اگر وہ کامل طریق پر آپ کو بذات خود حاصل ہو جاتی اور شہادت ظاہری بذریعہ امام حسینؓ میسر ہوتی تو کیا مضائقہ تھا جواب یہ ہے کہ دونون صاجزادے مقبول نظر نبویؐ تھے اسلیے حضرت امام حسنؓ کا اس رحمت سے خالی رکھنا منظور حق جل شانہ نہ ہوا اِن دونون صاجزادون کی شہادت کا مفصل حال کتاب سر الشہادتین مؤلفہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی مندرج ہے جو چاہے وہان دیکھ لے)۔

(۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ قَتَلْتُ بِیَحْیَی بْنِ زَکَرِیَّا سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَاِنِّیْ قَاتِلٌ بِابْنِ بِنْتِکَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَسَبْعِیْنَ اَلْفًا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وحی بھیجی اللہ تعالی نے طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ بیشک مین نے یحیٰی بن زکریاؑ (یہ پیغمبر تھا اور ظالمون نے اُنکو قتل کیا تھا) کے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا اور مین قتل کرونگا بدلے آپ کے نواسہ (حضرت شہید کربلا) کے ستر ہزار اور ستر ہزار کو اسکو حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور یہ وعدہ اللہ تعالی کا یعنی قتل ایک لاکھ چالیس ہزار کا مختار ثقفی اور سفاح عباسی کے ہاتھون سے ظاہر ہوا اور اس سے عظمت اور وجاہت حضرت سید المرسلینؐ کی اور شدت عذاب اُخروی (اسلیے کہ عذاب دنیاوی بمقابلہ اُخروی کم ہوتا ہے) قاتلین حسین علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی معلوم کیا چاہیے کذا فی تحریر الشہادتین فی شرح سر الشہادتین لمولنا سلامت اللہ الکانپوری قدس سرہ التلمیذ لمولنا
بالکسر شاگرد ۱۲

سلہ من مات بالطاعون کانت شہادتہ وشہادۃ مجاہد الکفار سواء کما جاء فی الحدیث نقلہ الشیخ ابن حجر فی فتح الباری فاغتنم ہذہ الفائدۃ یعنی کافرون سے لڑکر شہید ہونا اور طاعون سے شہید ہونا برابر درجہ کا ہے ۱۲ منہ

عبدالعزیز الدہلوی المولف لسر الشہادتین - یہان سے معلوم ہوا کہ بزرگون کی اولاد اور تابعدارون اور دوستون کو ضرور رہے کہ اعلیٰ درجہ کی دینداری کا تمغہ اور فخر حاصل کرین اور جان و مال کی دین کے مقابلہ مین کچھ وقعت نہ کرین ہر امر مین دین کو مقدم اور زہد کو اپنا شعار بنا دین فقط اولاد ہونا فخر کے قابل نہین کمال جب ہی ہو کہ بزرگون کی اولاد بھی ہو اور اپنے نیک بزرگون کے جیسے کام بھی کرے اگر کوئی کہے کہ یہان سے حضرت امام حسینؓ کی فضیلت نبی پر معلوم ہوئی حالانکہ آپ نبی نہ تھے اور ادنیٰ درجہ کا نبی اعلیٰ درجہ کے ولی سے افضل ہے - اسکے دو جواب ہین (۱) اصل مین یہ فضیلت حضور سرور عالم کی ہے جو تمام انبیا سے افضل ہین جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ دونون صاحبزادون کے وسیلہ سے حضور سرور عالم کی شہادت ظاہری وخفیہ کا کمال مقصود تھا گو ان صاحبزادون کو بھی اعلیٰ رتبہ شہادت اور اسکا ثواب لیگا پس جب یہ فضیلت حضور سرور عالم کی ہوئی تو اعتراض نہ رہا (۲) یہ فضیلت جزئی ہے فضل کلی نہین ہے بعضے اعتبار سے افضل ہونا فضل کلی کے منافی نہین اور میرے نزدیک تقریر مذکور کے اعتبار سے وجہ اول قوی اور بے تکلف ہے اور دوسری وجہ بھی معقول ہے جسکو اہل علم اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہین

(۱۷) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ اُنْثٰى فَاِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِاَبِيْهِمْ مَا خَلَا وُلْدَ فَاطِمَةَ فَاِنِّيْ اَنَا عَصَبَتُهُمْ وَاَنَا اَبُوْهُمْ (اخرجه الطبرانی)

بالضم وبفتحتین فرزند مفرد وجمع آمده کذا فی المنتخب المراد ہہنا الثانی فافہم ۱۲

ترجمہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر عورت کے بیٹے کا عصبہ انکا باپ ہوتا ہے سوائے اولاد فاطمہؓ کے کہ مین انکا عصبہ ہون اور انکا باپ ہون (اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے) معنے یہ ہین کہ ہر عورت کی اولاد نسبت کیجاتی ہے اپنے باپ کی طرف مگر اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے اور مین انکا عصبہ اور باپ ہون یعنی قاعدہ یہ ہے کہ ہر عورت کی اولاد اپنے باپ اور باپ کی طرف نیز رشتہ دارون مثل دادا وغیرہ کی طرف نسبت کیجاتی ہے مگر اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے گویا وہ میری اولاد ہے اور مین انکا باپ ہون پس وہ اولاد آپ کی طرف اسی وجہ سے نسبت کیجاتی ہے اور آپ کی وجہ سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو بھی جاتی ہے

اگرچہ فی الحقیقت انکے باپ حضرت علیؓ ہی ہین بیان سے خصوصیت اور بزرگی اولاد حضرت فاطمہؓ کی جو شامل ہے حضرت فاطمہؓ کی بزرگی کو کسدرجہ ثابت ہوتی ہے کہ ان کو حضورؐ نے خلاف قاعدہ اپنی طرف نسبت کر کے اسقدر شرف مرحمت فرمایا جسکی کوئی قیمت نہین ہوسکتی اور یہ خصوصیت ہے حضرت فاطمہؓ کی کہ انکی اولاد اپنی ماں کی طرف نسبت کیجاتی ہے نہ کہ اپنے باپ کی طرف اور تقریر ذیل جو نہایت مفید ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً اولاد باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے اور شریعت کا بھی یہی حکم ہے حتیٰ کہ اگر باپ شریف قوم کا ہو اور ماں رذیل قوم کی تو اولاد شرفا مین شمار ہوتی ہے الا اولاد الملوک فانہ تابع لامہ لدلیل آخر۔ اور اس تقریر سے وجہ خصوصیت نسبت اولاد حضرت فاطمہؓ بجانب والدہ ماجدہ خود بخوبی ظاہر ہوگی غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

جاننا چاہیے کہ اولاد والدین کا جز ہے اور ماں اور باپ دونون کو پیدائش اولاد مین دخل ظاہر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی یعنی اے لوگو ہمنے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور مشاہدہ بھی اس پر دلیل قوی ہے اور ظاہر ہے اولاد کی پیدائش مین ماں کو زیادہ دخل ہے بہ نسبت باپ کے اسلیے کہ مرد سے فقط چند قطرے منی جدا ہوتے ہین جنکا پیدائش مین کم دخل ہے اور باقی جو کچھ شکم مادر سے نکلتا ہے وہ سب ماں سے نکلتا ہے پس ضرور ہوا کہ اعضاے منویہ اور اعضاے دمویہ ماں کے خون اور اسکی منی سے پیدا ہوتے ہین اور عورت کی منی کا دخل پیدائش مین ہونا معتبر حدیث مین مصرح ہے لیکن فطرت بشریہ اور شریعت الٰہیہ دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ خصوصیت اولاد کی باپ کے ساتھ زیادہ ہے بہ نسبت ماں کے تقریر اسکی یہ ہے اولاً یہ کہ تمام لوگ ہر ولایت کے عربی و عجمی و شرقی و غربی اور اہل اسلام اور کفار وغیرہم اولاد کو باپ کی طرف نسبت کرتے ہین نہ ماں کی جانب ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا یعنی اور ٹھیرادیے تمھارے کنبے اور قبیلے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو اور ظاہر ہے کہ پہچان خاندان اور ضبط قوم باپ کی طرف سے

اولاً نسبت اولاد کی باپ پر

ہوتا ہے نہ کہ ماں کی طرف سے ثالثاً یہ کہ حق تعالیٰ نے توریت میں نسب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ذکر کیا ہے اور سوائے باپ دادون کے ماں کی طرف نسبت نہیں کی نیز جناب رسول مقبولؐ نے بھی اپنا نسب شریف حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تک پہونچایا اور سوای باپ دادون کے ماؤن کا ذکر نہ فرمایا رابعاً یہ کہ اگر نسبت اولاد کی ماں کی طرف صحیح ہوتی تو نسل بنسبت باپ دادون کے تو اولاد حضرت اسمٰعیلؑ کی طرف قبط کے اور اولاد حضرت امام زین العابدینؑ کی نسبت طرف ساسانیہ کے اور نسل حضرت موسیٰ کاظمؑ کی جانب حبش کے ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ خامساً یہ کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی ماؤن کا روٹی کپڑا اُسپر واجب ہے جنکے لیے وہ بچہ پیدا کیا گیا ہے یعنی باپ۔ امام رازی نے المولود کی تفسیر والد سے کی ہے وَقَالَ صَاحِبُ الْكَشَّافِ اِنَّ السَّبَبَ فِيهِ اَنْ يَعْلَمَ اَنَّ الْوَالِدَاتِ اِنَّمَا وَلَدْنَ الْاَوْلَادَ لِلْاٰبَاءِ وَلِذَا الْمَ يُنْسَبُوْنَ اِلَيْهِمْ لَا اِلَى الْاُمَّهَاتِ یعنی مؤلف تفسیر کشاف نے فرمایا ہے کہ باپ کی طرف نسبت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ معلوم ہو جاوے یہ بات کہ عورتوں نے اولاد کو اُنکے باپون کے لیے جنا ہے اور اسی وجہ سے اولاد اُنکی طرف منسوب ہوتی ہے۔ سادساً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی اولاد کو اُنکی پشت میں رکھا نہ حضرت حواؑ کے پیٹ میں اسکے بعد ہر مرد کی پشت میں اُسکی اولاد رکھی یہاں تک کہ وہ پیدا ہوا اُس سے اور وہ ذریت عورتوں کے پیٹ میں نہیں رکھی بلکہ عورتوں کو امانت کی جگہ قرار دیا وقت ڈالنے منی کے اُنکے رحم میں اور مردی ہے کہ بنی آدم کی روحوں نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز حج کرنیکے لیے تھی اسکا جواب باپون کی پشت سے دیا اور یہ روایت مشہور ہے (یہ قصہ جب ہوا تھا کہ اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم فرمایا تھا کہ اعلان دو لوگ خانہ کعبہ کے حج کے لیے آدین پس جو لوگ پیدا نہوئے تھے اُنھون نے اس حکم کو قبول کیا اپنے باپونکی پشتون میں اور ظاہر ہے کہ اسکا

لہ والشید المامون بن الرشید شعر وانما امہات الناس اوعیۃ ؎ مستودعات وللآباء ابناء ۱۲ منہ سلہ فی تفسیر الجلالین فنادی علی جبل ابی قبیس یا ایہا الناس ان ربکم بنی بیتا واوجب علیکم الحج الیہ فاجیبوا ربکم والتفت بوجہہ یمیناً وشمالاً وشرقاً وغرباً فاجابہ کل من کتب لہ ان یحج من اصلاب الرجال وارحام الامہات لبیک اللہم لبیک انتہی واللہ اعلم ۱۲

قبول کرنا ارواح کو اسیطرح تھا جیساکہ عالم ارواح مین سب لوگ مسلمان وولی فاسق اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے کا اقرار کرچکے ہین گو دنیا مین آکر بعض اُسپر عمل نہین کرتے۔ ان تمام امور مذکورہ سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ عموماً خاندان کی نسبت باپ و دادا کی طرف ہوتی ہو شرعاً وعرفاً پس جو لوگ سید و نیکی لڑکیون کی اولاد کو سید کہتے ہین جبکہ اُن لڑکیون کے خاوند سید نہ ہون سخت غلطی پر ہین اور اسی وجہ سے مولٰنا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مین اپنی ذات اور اپنی اولاد کو سید نہین کہتا حالانکہ ہمارے چھہ باپ و دادا سادات کی لڑکیون سے پیدا ہین اور علامہ بحر الرائق زین الدین بن نجیم مصری نے اپنے فتاوی مین اس سوال کا کہ شریف عورت کا لڑکا جبکہ باپ شریف نہو شریف شمار ہوگا یا نہین یہ جواب لکھا ہے کہ اگر اُسکا باپ شریف نہین ہے تو وہ شریف شمار نہ ہوگا اپنی مان کے اعتبار سے اور واضح ہو کہ سیادت اولاد فاطمہؓ اور انکی نسبت حضرت فاطمہؓ کی طرف اسوجہ سے ہو کہ حدیث مین اس امر کی تصریح ہے اور وہ حدیث یہ ہے اِنَّ اَوْلَادَ الْاُمِّ يَنْتَمُوْنَ اِلٰی عَصَبَتِهِمْ اِلَّا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَاِنَّهُمَا اَبْنَایَ وَاَبْنَا اِبْنَتِيْ یعنے اولاد مان کی منسوب ہوتی ہے اپنے باپ کے نر رشتہ دارون کی طرف مگر امام حسنؓ اور امام حسینؓ (کہ وہ میری طرف باوجود نانا ہونیکے اور مان کی قرابت جو باپ کی طرف سے ہے اُسکی طرف منسوب ہے) اسلیے کہ وہ دونون میرے بیٹے اور میرے نواسے ہین۔ یعنی حقیقۃً نواسے اور حکماً بیٹے ہین اور آپکا برتاؤ اُن صاحبزادون سے بیٹون کا سا تھا اور اس تخصیص کے اسباب مندرجہ ذیل ہین (۱) چونکہ جناب رسالت مآبؐ کی اولاد نرینہ نہ تھی پس اولاد دختری اُسکے قائم مقام ہوئی۔ یہ ظاہر وجہ ہے (۲) (الف) اِن دونون صاحبزادون مین راز کمالی نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایسا اثر کیا کہ جو میراث لڑکون کو باپ سے ملتی ہے اُنپر وہ راز غالب آگیا پس اس اعتبار سے یہ نسبت حضورؐ کی طرف صحیح ہوئی اور میراث سے مراد کمال پیدایشی ہے جو مادہ ہے خوش اخلاقی اور معاملات شرعیہ کا چنانچہ یہ تعلق خاص آیت تطہیر اور دوسری مذکورہ

روایتون سے بھی بخوبی ظاہر ہوچکا ہے اور آیت مباہلہ پیشتر گذر چکی ہے (ب) دونون حضرات مذکورین نے یہ سرداری بتوجہ وتعلیم جناب رسول مقبول صلعم حاصل کی جو مثل فطرت کاملہ کے ہوگئی یہ معنے بھی نسبت مذکورہ کے لیے کافی ہین اور وجہ (۲) سبب باطنی ہے اگر سوائے حضرت فاطمہ رضؓ کے اور لڑکیون سے بالفرض جناب رسول مقبول صلعم کا نسب باقی رہتا تو یہ حکم اُن کو شامل نہین ہوسکتا تھا کیونکہ حضرت فاطمہ رضؓ کے نام کی تصریح مع سباق کلام اسپر واضح دلیل ہے اگرچہ بنات خود تمام اولاد آپ کی معظم ہے مگر کوئی خصوصیت جسکی نسبت ثابت ہوگی وہ اسی پر مقصور رہے گی جسکے لیے ثابت ہے عام طور پر بغیر دلیل سب اولاد کو اسمین شرکت محال اور غیر ممکن ہے۔

اور واضح ہو کہ حضرات سادات کی لڑکیون کی اولاد کی بھی بڑی فضیلت ہے جو اور قومون کو حاصل نہین اسلیے کہ وہ اولاد مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گو خصوصیت مذکورہ مین شریک نہین اور مان کا بڑا حق ہے اور اولاد اسکی بھی ہے باپ کی طرف منسوب ہونے سے یہ خیال نہ ہو کہ مان برائے نام ہے وجہ یہ ہے کہ معتبر حدیث سے دو چند[۱] حق مان کا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت باپ کے اور اسکی علت یہ ہے کہ مان بہت خدمت اور شفقت کرتی ہے اور طرح طرح کی مصیبتین گوارا کرتی ہے اس شفقت کی وجہ سے اُسکا حق بڑھگیا جیسے کہ حضرت فاطمہ رضؓ کا نسب شریف نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثواب مین حضرت فاطمہ رضؓ سے بڑھ گئے گو اس خاص خوبی مین وہ حضرت فاطمہ رضؓ سے کم ہین لیکن اپنے اعمال صالحہ کے کمال سے ثواب اُنکا زیادہ ہوگا اور بعد تمام انبیاؑ کی سب مرد و عورتون سے افضل ہین اور حضرت فاطمہ رضؓ تمام عورتون سے بھی افضل ہین خوب سمجھلو اور جان لو کہ کسی کو نسب یا کسی اور برائی پر بعض[۲] طعن کرنا روا نہین کیا خبر ہے خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص افضل ہو جسکو حقیر شمار کرتے ہو بلکہ جسقدر نعمتین حاصل ہون اُسپر شکر کرو اور تواضع اور عاجزی اختیار کرو سب خدا کے بندے ہین اگر وہ تمکو حقیر و ذلیل اور حقیر کو باعزت کر دیتا تو تمھین کب گوارا ہوتا کہ تمکو کوئی

[۱] رواہ ابن منیع کما فی کنوز الحقائق ۱۲ منہ [۲] ہان بُرا کام چھوڑانے کی غرض سے جھڑکنا اور شرم دلانا ضرورت کے وقت بُرا نہین اور خاندان کی بُرائی بھلائی تو اولاد کے اختیار سے باہر ہے اُسمین طعن کیسا ۱۲

برا کہے اسی طرح دوسروں کو سمجھو۔ اور اس فضیلت نسبت مین حضور کی طرف تمام اولاد حضرت فاطمہؓ کی شریک ہے جو قیامت تک ہوگی جیسا کہ اصل حدیث مین لفظ عام ہے گو شرح کی حدیث مین حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کا خاص نام مبارک مذکور ہے اور قاعدۂ عرفیہ بھی عموم کا مقتضی ہے خوب سمجھ لو۔

(۱۸) عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ اُمٍّ يَنْتَمُوْنَ اِلٰى عَصَبَةٍ اِلَّا وُلْدَ فَاطِمَةَ فَاَنَا وَلِيُّهُمْ وَاَنَا عَصَبَتُهُمْ (اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ حَسَنٍ)۔

الانتماء الانتساب اے نسبت داشتن بکسے ولامہ یارد فی بعض الفاظ

ترجمہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ماں کی اولاد نسبت کیجاتی ہے اپنے باپ کے رشتہ دارون کی طرف یعنی باپ دادا و پردادا وغیرہ کی طرف مگر اولاد فاطمہؓ اسلیے کہ مین انکا ولی ہون اور انکا عصبہ ہون۔ لفظ عصبہ کے معنے حدیث گذشتہ کی شرح مین گذر چکے ہین وہی یہان مراد ہین اور ولی و عصبہ یہان متحد المعنے ہین پس مطلب یہ ہوا کہ جب مین عصبہ ہون تو وہ اولاد میری طرف منسوب ہے اسکو طبرانی نے بسند حسن روایت کیا ہے حضرت فاطمہؓ سے اٹھارہ حدیثین کتابون مین مروی ہین کما فی روضۃ الاحباب للسید المحدث اور غالبًا وجہ روایت کی کمی کی یہ ہے کہ سلسلۂ روایت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہتمام کے ساتھ شروع ہوا اور آپ حضورؐ کے بعد فقط چھ ماہ زندہ رہین چنانچہ حضورؐ کے بعد تھوڑے دنون زندہ رہنے کے باعث حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے بھی روایت حدیث کی کم ہوئی آپکا حقیقی علم اعلیٰ درجہ کا تھا جو معرفت الٰہی ہے آپ کے رتبہ کے موافق معتبر حدیث مین ہے کہ ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت صحابہؓ مین فرمایا کہ بتلاؤ عورتون کے لیے کیا چیز بہتر ہے کسی کی سمجھ مین کچھ جواب نہ آیا حضرت علیؓ اپنے گھر تشریف لائے اور جو کچھ مجلس نبوی مین گذرا تھا حضرت فاطمہؓ سے بیان کردیا حضرت سردار زنان جنت نے

اور زہرا حضرت فاطمہ کو بسبب [illegible]

لـه اوردہ فی روضۃ الاحباب وکنز العمال ۱۲ منہ

ارشاد فرمایا کہ آپ نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کے لیے یہ بہتر ہے کہ مرد ان کو نہ دیکھیں اور وہ اُن کو نہ دیکھیں پس حضرت علیؓ مجلس نبویؐ میں واپس تشریف لائے اور یہ جواب بیان کیا جناب رسول مقبول سے حضور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جواب تمنے کس سے سیکھا جواب میں حضرت علی مرتضیٰؓ نے عرض کیا کہ فاطمہ سے حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے (یعنے جسطرح حق تعالی نے مجھے علوم کاملہ سے سرفراز فرمایا ہے فاطمہ بھی میرا جز ہونے کی وجہ سے صاحب فہم صائب اور ذی عقل سلیم ہے) اس معرفت اور پھر اُسپر عمل سے یہ درجہ حاصل کیا کہ بعضی حدیثوں میں آیا ہے کہ حق تعالی غصہ ہوتا ہے بسبب غصہ فاطمہؓ کے اور راضی ہوتا ہے بسبب رضائے فاطمہؓ کے یعنی حضرت جسپر غضبناک ہوتی ہیں اُسپر اللہ تعالی کا بھی غصہ ہوتا ہے اور جس سے وہ راضی ہوتی ہیں اُس سے خدائے تعالی بھی راضی ہوتا ہے اور حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا اپنی والدہ ماجدہ کو کہ شب جمعہ میں گھر کی مسجد میں نماز پڑھتی تھیں جس وقت کہ صبح ہوئی میں نے سُنا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے لیے بہت دعائے خیر کی اور اپنے لیے کچھ دعا نہ فرمائی میں نے عرض کیا کہ اے مادرِ مہربان کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ذات کے لیے کچھ دعا نہ فرمائی فرمایا اے پیارے بیٹے ابتدا پڑوسی سے ہونا چاہیے پھر اپنے مکان سے یعنی دوسروں کا خیال اوّل چاہیے پھر اپنا یہ شان ایثار کی کہ دوسرے کا خیال اپنے سے پہلے ہو حق تعالی نے آپ کو مرحمت فرمائی تھی اور یہ بڑا کمال ہے قرآن مجید کی آیت وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (اور مقدم کرتے ہیں (دوسروں کو) اپنی جانوں پر اگرچہ اُن کو خود بھی حاجت ہو) اس ایثار کی مدح فرما رہی ہے اور پاکیزہ عادتوں کا خزانہ تھیں اور نہایت سچی جس سے ہر شخص کے دل میں انکی جگہ تھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میں نے فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو سچا نہیں پایا۔ ایکبار حضرت سیدۃ النساءؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ میں کچھ رنجش ہوگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرمانے لگے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ جو فاطمہ کہتی ہیں وہی درست ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتیں اشعۃ اللمعات میں صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ جمعہ کے روز اپنی

خادمہ[1] کو حکم دیتی تھیں کہ جب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہو مجھے اطلاع دینا کہ میں اُسوقت (خاص طور پر) ذکر و دعا میں مشغول ہوں (جمعہ کے روز جو گھڑی قبولیت دعا کی ہے اسمیں بہت قول ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ وقت اخیر دن میں ہے) اور واضح ہو کہ دعا میں اپنی ذات کو بھی شریک کرنا چاہیے اور اپنے نفس کی طرف سے بے پروا نہ ہو مگر قصۂ مذکورہ میں شفقت امت محمدیہ کی وجہ سے غالبًا ایسا غلبہ ہوا کہ اپنا خیال نہ رہا اور حدیثوں میں دعا کا طریق یہ بھی آیا ہے کہ پہلے اپنی ذات کو دعا کرے پھر دوسرے کے لیے نیز تنہا بھی دوسرے کے لیے دعا کرنا ثابت ہے اور اپنے لیے بھی تنہا دعا کرنا ثابت ہے غرض یہ کہ حضرت سیدۃ النساءؓ اعلیٰ درجہ کے کمالات سے متصف تھیں اور جاننا چاہیے کہ انسان سے متعلق دُو قسم کے حقوق ہیں جنپر اُسکی فلاح اور نجات موقوف ہے اوّل وہ معاملہ جو بندہ کے اور اللہ کے درمیان ہے دوسرے وہ معاملہ جو اپنی ذات اور دوسرے بندوں کے درمیان ہے سو عبادات کا شوق بطریق مذکور یہ اول مرتبہ کا کمال ہوا اور اخلاق و عادات کا اچھا ہونا مخلوق پر شفقت ہونا یہ دوسرے قسم کا کمال ہے اور دونوں قسم کے کمال کی حکایات مذکورہ سے آپ کا کمال اچھی طرح واضح ہو گیا اور قرآن و حدیث آپکی فضیلت کا اعلیٰ درجہ کا گواہ ہے ــــ

فائدہ حضرت عائشہؓ سے علمی فیض بہت کچھ جاری ہوا اسلیے کہ آپ کی عمر زیادہ ہوئی اور دو ہزار دو سو دس حدیثیں اُنسے مختلف کتابوں میں مروی ہیں اور عبادت کا موقع بھی بوجہ زیادتی عمر خصوصًا بحالت خلوت بعد وفات نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب ہاتھ آیا اسلیے کہ حضورؐ کی خدمت جو اعلیٰ عبادت تھی اُس سے اسقدر فراغت نہ تھی کہ محض توجہ الی اللہ میں مشغول ہوتیں گو وہ خدمت بھی اعلیٰ درجہ کی عبادت تھی ـ مگر باوجود ان تمام امور کے حضرت فاطمہؓ کا درجہ بڑھا ہوا وجہ یہ ہے کہ تقرب الٰہی اور ثواب جنت کچھ کثرت کام پر موقوف نہیں بلکہ رحمت خداوندی اور مراتب ایمان پر موقوف ہے بعضے خاصان خدا تھوڑی عبادت میں بوجہ اپنی قوت ایمان و یقین و زہد وغیرہ

وجہ فضیلت حضرت فاطمہؓ بر حضرت عائشہؓ

[1] خادمہ کے معنی لونڈی اور نوکرنی دونوں آتے ہیں نیز بلا اُجرت خدمت کرنے والی عورت کو بھی کہتے ہیں اور یہاں بھی ہر معنی کا احتمال ہے ۱۲ اسمٰعیل عفی عنہ کما فی ردمۃ الاحباب ۱۲ منہ

وہ درجہ حاصل کر لیتے ہیں جو دوسروں کو باوجود کثرت خدمت علمی و عملی میسر نہیں ہوتا کیونکہ کثرت عبادت و کثرت علم کے لیے یہ ضرور نہیں کہ جس درجہ کی عبادت ہے یا جس درجہ کا ظاہری علم ہے اُسی درجہ کا ایمان بھی قوی ہو اور تعلق دنیا بھی نہ ہو اور زہد و سخاوت وغیرہ بھی اُسی درجہ کا ہو پس نظر اللہ تعالیٰ کی قلب اور نیت پر ہے مثلاً کوئی شاگرد اپنے اُستاد کی جانی مالی خدمت خوب کرتا ہے لیکن محبت اور توجہ کچھ زیادہ نہیں اور ایک دوسرا شاگرد ہے جو بوجہ عدم موجودگی مال یا کسی اور مانع کے پوری خدمت نہیں کر سکتا لیکن محبت اور تعلق اُسکو بہت زیادہ ہے اور بر وقت قدرت کسی طرح اُسکو جان نثاری سے عذر نہیں ظاہر ہے کہ اُستاد دوسرے شاگرد کی تھوڑی خدمت کو بڑا خیال کریگا اور اُس سے محبت بھی زیادہ کرے گا۔ یہی برتاؤ بندوں کے ساتھ خدائے تعالیٰ کا ہے لیکن بمقتضائے محبت و بجا آوری ارشاد خداوندی یہ ضرور ہے کہ کسی درجہ طاعت میں حتی المقدور کوتاہی نہ کرے خوب سمجھو حق تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے) خدا ہی کے اختیار ہے جسے جو چاہے مرحمت فرما دے۔ حضرت اویس قرنی[ل] رضی اللہ عنہ تمام تابعین سے ثواب میں بڑھکر ہیں جیسا کہ اشعۃ اللمعات اور جامع صغیر میں اس باب میں حدیث نقل کی ہے جسکا یہی حاصل ہے اصلی مقصود بعثت انبیاء سے یہ ہے کہ دنیا سے بندہ منھ موڑے اور خدا کا عاشق بنے انھوں نے کسقدر اس حلہ کو طے فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ اور حضرت سعید بن المسیب رح کو علوم ظاہری میں اُنسے بڑھکر اور تمام تابعین سے بڑھکر لکھا ہے اور وہ بھی تابعین میں سے تھے لیکن ثواب اور تقرب الٰہی میں حضرت اویس رض کے برابر نہ تھے۔ انسان کو چاہیے کہ حتی المقدور علوم ظاہری و باطنی تمام میں کمال حاصل کرے اور تعلیم مخلوق میں کسی درجہ اور اُنکی شفقت میں کچھ کمی نہ کرے اور اخلاق حمیدہ اور کمالات مطلوب سے متصف ہو کر محبوبان الٰہی میں داخل ہو بزرگان دین کے قصے بیان کرنے سے عمل کی ترغیب دلانا مطلوب ہے نہ کہ محض کہانی بیان کرنا۔

ل بفتحتین بدر قبیلہ الیست از یمن ۱۲ م ۵ کما فی الکتب المعتبرۃ ۱۲

(حاشیہ: بضم ہمزہ و فتح دال و سکون یا ۱۲)

(۱۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ مَنْ اَقَرَّ مِنْھُمْ بِالتَّوْحِیْدِ وَلِیْ بِالْبَلَاغِ (ای التبلیغ ۱۲) اَنْ لَّا یُعَذِّبَھُمْ (اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہُ السُّیُوْطِیُّ)۔

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے میرے پروردگار نے وعدہ کرلیا ہے میرے اہل بیت مین سے اُن لوگون کے لیے جو توحید خداوندی اور میری رسالت کا اقرار کرین یہ وعدہ کہ اُن کو عذاب نہ دے گا (اس روایت کو حاکم نے نقل کیا ہے اور سیوطیؒ نے صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرتؐ کے اہل بیت مین سے جو شخص اللہ تعالی کو ہر امر مین یکتا جانتا ہوگا اور جناب رسول مقبولؐ کو پیغمبر برحق سمجھتا ہوگا (یعنی تمام احکام شرعیہ کا اقرار کرنے والا ہو) وہ بخشا جاوے گا اگرچہ کسی درجہ کا گنہگار ہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر مسلمان جو کہ اسلام پر مرے اگرچہ وہ کسی درجہ کا گنہگار ہو رحمت خداوندی سے بغیر سزا (بذریعہ رحمت الٰہی جسپر بھی ہوجاوے کسی کا قرض نہین ہے) یا بعد سزا ے جہنم جنت مین ضرور داخل ہوگا پس اسجگہ کوئی خصوصیت مراد ہے جب تو آپ نے اپنے اہل بیت کی خصوصیت ارشاد فرمائی ورنہ جس حکم مین عام مسلمان شریک ہین اسمین اہل بیت کا خاص طریق پر ذکر کرنا کیا ضرور ہے وہ تو تمام مسلمانون مین خود ہی داخل ہین پس فصیح بلیغ پیغمبر کا کلام چونکہ لغویات سے پاکیزہ ہونا ضرور ہے تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص طور پر مغفرت اور بخشش ہوگی جو اور مسلمانون سے زیادہ ہوگی اور اس خاص طریق مین چند احتمال ہین اوّلاً یہ کہ ابتدا ہی سے عذاب نہ ہو ثانیاً یہ کہ حساب بالکل نہ ہو یا اُسمین تخفیف ہو یا نفس عذاب مین تخفیف ہو ثالثاً یہ کہ ثواب مین بعد مغفرت زیادتی ہو اور یہ امر رحمت خداوندی سے کچھ بعید نہین جو تعلق اللہ جل جلالہ کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے وہ ظاہر ہے کہ کس درجہ کا ہے اور اسکی وجہ سے اگر اہل بیت کو یہ نعمت میسر ہو تو کیا جاے تعجب ہے اور اللہ تعالی کا وعدہ ہے جیسا کہ حدیث مین ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (مین نزدیک گمان اپنے بندہ کے ہون وہ گمان جو مجھ سے رکھتا ہے یعنی اگر مجھسے اچھا گمان اور نیک امید رکھے گا

بشارت عظمیٰ مومنین از اہل بیت

تو ویسا ہی برتاؤ کرونگا اور اگر ناامیدی اور بدگمانی رکھے گا تو ویسا ہی برتاؤ کیا جاویگا) لیکن واضح رہے
کہ اسکا یہ مطلب نہین کہ یہ حضرات بالکل مواخذہ سے بری ہین بلکہ گناہ کی سزا خاص لوگون کو زیادہ[له] دیجاتی ہے پس مراد یہ ہے
کہ جو شخص باقتضاے قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اطاعت الٰہی مین مصروف ہوگا اور اتفاقاً کچھ کوتاہی
اور کوئی گناہ بھی ہوجاویگا تو اُسکا مواخذہ نہ ہوگا اور ببرکت قرابت نبوی وہ مغفور ہوگا اگرچہ وہ گناہ کیسا ہی بڑا ہو غرض
اہل بیت نبوی کی مغفرت خاص طور پر ہوگی جو اہل بیت مین سے پارسا اور زاہد ہین اُنکے اعلیٰ درجہ پر پہونچنے کی بشارت ہے یعنی اُنکے
درجے بلند ہون گے اور جو سخت گنہگار ہون گے اہل بیت مین سے وہ بہ نسبت اور لوگون کے
عذاب کے زیادہ مستحق ہون گے بوجہ خصوصیت قرابت نبوی کے اور مغفرت کے وقت خصوصیت
مغفرت سے بھی مشرف ہون گے بڑی بے حیائی اور ناشکری ہے کہ اولاد نبوی مین ہو کر خدا تعالیٰ[۲]
کی نافرمانی کرے بلکہ لازم ہے کہ اس نعمت کو غنیمت کبریٰ سمجھکر ایسا شکر کرے کہ کوئی وقت
طاعت باری سے خالی نہ جاوے اور اہل بیت مین آپ کے تمام اہل قرابت داخل ہین
لیکن یہ ضرور ہے کہ جس درجہ کی قرابت قریبہ ہوگی اُسی درجہ کی فضیلت بھی زیادہ ہوگی یعنی
مثلاً جو حضورؐ کے حقیقی چچا ہون وہ دور کے رشتہ کے چچا سے کم ہون گے اور اولاد مین سب کا
ایک حکم ہوتا ہے یعنی نواسہ - بیٹی - بیٹا اور انکی اولاد ان سب کی قرابت قریبہ ہی شمار ہے
اگرچہ بظاہر کچھ تھوڑا سا فرق ہے لیکن عُرف مین یہ قرابت بعیدہ شمار نہین ہوتی ہان جن
فضائل کے ساتھ بعض مخصوص ہون وہ دوسرون کو نہین میسر ہو سکتے مثلاً حضرت امام حسین رضؓ
بوجہ صحابیت وغیرہ فضائل مین مخصوص ہین وہ فضائل آج کل کے سادات کو جو اُن حضرات کی
اولاد مین ہین میسر نہین ہو سکتے اور واضح رہے کہ فضائل اہل بیت سادات کرام کو اس امر کا اطمینان
دلانے والے نہین ہین کہ وہ عمل چھوڑ دین اور محض قرابت نبوی پر تکیہ کر کے بیٹھ رہین اور
احادیث جن مین حضرت فاطمہؓ کے اعمال صالحہ اور جناب نبی کریم کا اُن کو تعلیم کرنا آیندہ مذکور ہوگا

له قرآن مجید مین یہ حکم صاف مذکور ہے ۱۲ منہ ۲ اور شرعاً فروع واصول سے نکاح حرام تھا اس قول کا
اور اس عرف کا صحیح ہے اور قرائن مین فرق ہونا وہ امر دیگر ہے اسمین دنیاوی ضرورتین ملحوظ رکھی گئی ہین ۱۲ منہ

اسپر دلالت کرتی ہین کہ سادات کو یہ نسبت اور حضرات کے اعمال و علوم مین زیادہ مشغلہ اور سعی ضرور ہے اور اس نعمت یعنی قرابت نبوی کا شکر اُنکے ذمہ واجب الادا ہے اور اسکی پوری تفصیل آیندہ بیان کرونگا۔ واضح رہے کہ قیامت تک حضرت فاطمہ رض کی اولاد بواسطہ حضرت سیدۃ النساء رض داخل اہل بیت رسول ہے اور اسی طرح دیگر اہل قرابت نبوی کی اولاد بھی قیامت تک اپنے درجہ کے مطابق داخل قرابت نبوی ہے اور یہ بات عرفاً بالکل ظاہر ہے کہ اولاد کی اولاد اپنی اولاد ہوتی ہے لیکن تقویت شرعیہ اور اطمینان کے لیے عبارت ذیل نقل کیجاتی ہے جسکا حاصل وہی ہے جو مذکور ہوا اسی خیال سے ترجمہ نہین کیا جاتا و جمل اللیل در ذخیرۃ الخیر زیادہ بر یکصد حدیث میان صحاح و حسان و ضعاف در مناقب ایشان و محبان ایشان و وعید مبغضان ایشان ایراد کردہ بعدہ گفتہ بہر نسبت وے بسوے رسول خدا امروز صحیح گشتہ و تناول صدقہ بروے حرام گردیدہ وے داخل است در لفظ اہل بیت و ذریت و عترت و آل و قرابت اگرچہ وسائط متعددہ درمیان باشند انتہی و سمہودی در اوائل ذکر خامس از کتاب جواہر العقدین گفتہ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنْهُ كَمَا فِي الصَّحِيحِ وَ اَوْلَادُهَا بَضْعَةٌ مِّنْ تِلْكَ الْبَضْعَةِ فَيَكُوْنُوْنَ بَضْعَةً مِّنْهُ بِالْوَاسِطَةِ وَكَذَا بَنُوْ بَنِيْهِمْ وَهَلُمَّ جَرًّا فَكُلُّ مَنْ يُّوْجَدُ مِنْهُمْ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ بَضْعَةٌ مِّنْهُ بِالْوَاسِطَةِ اور اثنائے ذکر حادی عشر نزد کلام برحدیث بضعۃ دیناسبہا ذکر کردہ فَكُلُّ مَنْ يُّشَاهَدُ الْيَوْمَ مِنْ وُلْدِهَا بَضْعَةٌ مِّنْ تِلْكَ الْبَضْعَةِ وَاِنْ تَعَدَّدَتِ الْوَسَائِطُ انتہی گویم دلالت میکند بر تصحیح معنی این معنی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دربارہ حسنین رض کہ ایشان سبطی از اسباط اند چہ سبط بودن ایشان دلیل کثرت اولاد و اخلاف ایشان ست و چون ایشان پارہ گوشت از رسول خدا باشند لامحالہ ابنائے ایشان پارۂ ایشان خواہند بود و آل پارہا بوسائط پارۂ او رسول ؐ بودند و شاہد اوست آیت کریمہ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا چہ مفسران گفتہ اند میان غلامین و این اب صالح ہفت پشت بود و اسْتَدَلَّ بِذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ الصَّادِقِ وَالْحَافِظُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَالْحَافِظُ الزَّرَنْدِيُّ وَغَيْرُهُمْ هٰذَا كُلُّهٗ مِنْ رِسَالَةِ بَعْضِ اَهْلِ الْبَيْتِ اور واضح ہوا کہ

کہ جو اہل بیت نبوی ﷺ سے پابند شرع ہو اُسکی اعلیٰ درجہ کی خاطر و مدارات اور تعظیم ظاہری و باطنی لازم ہے اور جو اہل بیت نبوی ﷺ سے فاسق معلن ہو اُسکے اعمال کو بُرا سمجھے اور عمدہ طریق سے اُس کو نصیحت کرے اور اس اعتبار سے جب تک وہ اپنی حالت سے توبہ نہ کرے اُسکو بُرا سمجھے لیکن باعتبار قرابت نبوی ﷺ اُسکو اچھا بھی سمجھے اور اُسکی تعظیم اور بجا آوری حقوق مین کوتاہی نہ کرے اور یہ بات بعید نہین کہ ایک اعتبار سے ایک شئے عمدہ سمجھی جاوے اور دوسرے اعتبار سے خراب شمار ہو. چنانچہ والدین اگرچہ فاسق بلکہ کافر ہون تب بھی اُنکی خدمت اور عظمت اور بجا آوری حقوق شریعت مین لازم ہے اور یہ قاعدہ مذکورہ کلیہ ہے کہ جہان ایسے دو سبب پائے جاوینگے جو مذکور ہوے وہان حکم مذکور جاری ہوگا چنانچہ ہدایہ کے حاشیہ مولفہ مولٰنا عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ مین لکھا ہے کہ عالم فاسق[1] کی تعظیم کرے بوجہ علم کے مطلب یہ ہے کہ باعتبار فضیلت علم کے اُسکی تعظیم کرے اور حقوق بجالاوے اور باعتبار گناہون کے بُرا سمجھے مگر گستاخی نہ کرے اور بعض علما نے لکھا ہے لیکن تمسک امت باہل بیت و متابعت ایشان کہ در احادیث آمدہ مراد بدان علمائے عاملین عترت اند نہ مخلطین و جاہلین و بہ قال سلف الامۃ و ایمہا و احادیث تعظیم و احسان و تجاوز از مسیئین ایشان عام ست در حق کسیکہ تناول صدقہ بروے حرام باشد زیراکہ وے بجملہ آل نبوی ست علی المعتمد اور ایک سید کو دوسرے سید کی تعظیم باعتبار سیادت ضرور نہین گو اولیٰ ہی اسلیے کہ ان دونون مین مساوات ہے اور تعظیم مین ایک کا معظم ہونا ضرور ہے یہی قاعدہ کلیہ ہے جو بہت جگہ کام دیگا ہان اگر باعتبار محبت نبوی ﷺ ایک دوسرے سے عمدہ برتاؤ کرین اور تعظیم سے پیش آوین تو غایت محبت نبوی ﷺ شمار ہوگی اور ثواب ہوگا۔ اور جس شخص کی عظمت لازم ہے اگر وہ کافر ہو اور اُسمین کوئی اچھی بات پائی جاوے تو اُسکی مدح نہ کرنا چاہیے اگر کوئی ضرورت ہی واقع ہو اُسکے اچھے کامون کے اظہار کی تو بطریق انصاف بیان کردے اور بطور مدح نہ بیان کرے مدح مین عظمت ممدوح کی پائی جاتی ہے ظاہراً و باطناً بخلاف انصاف کے کہ وہان فقط

[1] یعنی جبکہ وہ عالم اپنا اُستاد ہو ورنہ اُسکی تعظیم دین کی ہتک کرنا ہے ۱۲ منہ

ایک واقعی امر کا بیان ہوتا ہو کسی کی وقعت و عزت مقصود نہین ہوتی اور اگر وہ شخص جسکی تعظیم کسی اعتبار سے ضروری ہے فاسق ہوا ور اُسمین کوئی اچھی بات ہوا ور اُسکے اظہار کی حاجت ہو تو اِس اعتبار سے اُسکی مدح کرنا مذموم نہین لیکن ساتھ ہی اُسکا فسق بھی ظاہر کردے تاکہ مدح مطلقاً نہ ہوا ور نیز دوسرے لوگ دھوکے مین نہ پڑین اور بندہ کے نزدیک یہ دو سبب ہین جن کی وجہ سے فاسق کی مدح کرنا ممنوع ہے اور حدیث اس باب مین آئی ہے اور کافر پر فاسق کا قیاس بعید ہے کیونکہ کافر کے پاس تو کوئی نیکی مقبول نہین بخلاف مسلمان کے کہ اُسکا ایمان بڑی نیکی ہے جو عذاب ہمیشگی سے بعد سزاے معاصی یقیناً نجات دیگا اور وہ ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے گا واللہ تعالیٰ اعلم اور واضح ہو کہ اگر عالم اور سید کافر ہون تو ہرگز اُنکی سیادت اور علم کی وجہ سے تعظیم نہ کرے کیونکہ وجہ تعظیم جاتی رہی گو نسب نبویؐ اور علم اب بھی باقی ہے لیکن وہ بحیثیت اسلام معتبر ہے اور وہ اعتبار جاتا رہا اور اگر باپ چچا وغیرہ کافر ہون تو اُنکی تعظیم بقاعدہ شریعت کرے اِسلیے کہ یہان وجہ تعظیم محض حق پرورش و جزئیت ہے اور وہ عام ہے مسلمان اور غیر مسلمان مین خوب سمجھ لو بہرحال تعظیم و محبت اہل بیت واجب ہے اور اسکا صلہ وہ ہے جسکو سواے خداوند کریم کوئی نہین دے سکتا اور جسکے مقابلہ مین ہفت اقلیم کی سلطنت ہیچ ہے امام احمد اور ترمذی نے روایت کی مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی فرمایا جناب رسول مقبول صلعم نے جو مجھسے محبت کرے اور ان دونون یعنی حضرات حسنین رضؓ سے محبت کرے اور اِن دونون کے باپ سے یعنی حضرت علی رضؓ سے اور ان دونون کی مان سے یعنی حضرت سیدۃ النساء سے وہ میرے ساتھ ہوگا میرے درجہ مین دن قیامت کے۔

فائدہ۔ ساتھ ہونیسے برابری لازم نہین آتی ہان قرب نبویؐ اعلیٰ درجہ کا نصیب ہوگا جیسے نوکر اور آقا دونون کی کوئی ضیافت کرے ظاہر ہے کہ وہ دونون ہمراہ جانے اور ایک مکان مین کھانا کھانے سے برابر نہین ہوگئے مگر ہمراہی نبویؐ اور ثواب کثیر کسقدر بڑی دولت ہے امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ الباری نے فرمایا ہے کہ اہل بیت رسالت پانچ چیزون مین برابر

حصول معیت جناب رسول اللہ صلعم بذریعہ محبت حضرات حسنین و اہل بیت

حضرت نبوت کے ہین (یعنی شریک ہین یہ نہین کہ بالکل برابر ہین) ایک درود بھیجنے مین حضرت پر التحیات مین دوم سلام مین تیسرے طہارت مین (آیت تطہیر کا مضمون گذرچکا اور وہان ازواج مطہرات اور حضرت سیدۃ النساء اور امام حسنین اور حضرت علی مراد ہین) چوتھے صدقہ حرام ہونے مین پنجم وجوب محبت مین۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت سے محبت واجب ہے اور بغض اُنکا بتحریم غلیظ حرام ہے امام بیہقی اور بغوی نے اِسکی تصریح کی ہے اور امام شافعیؒ نے اسپر تنصیص فرمائی ہے ؎

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم	فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
یکفیکم من عظیم الفخر انکم	من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ[۱]

حضرت خاتم المحققین عارف ربانی اعلم العلماء مولٰنا وسیدنا شاہ عبدالوہاب المالکی الشعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہین مِنن کبریٰ مین ومما من اللہ بہ علی محبتی للشرفاء واھل البیت ولو من قبل الام فقط ولو کانوا علی غیر قدم الاستقامۃ لانھم یحبون اللہ ورسولہ ومن احب اللہ ورسولہ لا یجوز بغضہ ولا سبہ الی قولہ ولا یلزم من اقامۃ الحد علی الشرفاء اننا نبغضھم بل اقامتنا الحد علیہم انما ھو محبۃ فیھم وتطھیر لھم ابن عربی نے فرمایا ہے مین یہ کہتا ہون کہ معاصی اہل بیت (امہات ازواج مطہرات اور حضرت امام حسنینؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ) ہین اس خاص مقام مین صورت مین ذنوب ور گناہ ہین نہ حقیقت مین اس لیے کہ اللہ نے بسابقۂ عنایت انکے ذنوب معاف کردیے ہین[۲] بدلیل آیت تطہیر (جسکا مفصل بیان گذرچکا) اور کوئی رجس (مذکور در آیت تطہیر) گناہون سے بڑھکر نہین ہے۔ انسے اگر ہمکو کچھ ایذا پہونچے تو باعتبار ادب کے ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم اُسکو بمنزلہ مقادیر آسمانی مثل امراض وغیرہ کے سمجھکر راضی رہین اور صبر کرین اور اگر وہ ہمارا مال چھین لین اور ہمکو نہ دین تو ہمکو نہ چاہیے کہ ہم اُن کو قید کرین یا اُنکے مقدمہ کو

[۱] ای لا تصح صلوٰۃ عند الشافعی ولا تکمل عند غیرہ ومذہبہ مذہب شاذ مخالف للاجماع ۱۲ [۲] علامہ عنہ مراد دیے گناہون سے حفاظت مرحمت فرمائی ۱۲

حاکم تک پہونچائین اسلیے کہ یہ بضعۂ (ٹکڑا) رسولؐ ہین۔

حکایت۔ ایک بار عبداللہ بن حسنؓ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ (جو خلیفۂ وقت زاہد پارسا تابعین مین سے تھے) کے پاس آئے کسی کام کے لیے اُنھون نے کہا آپ کو جب کچھ کام ہوا کرے تو آدمی بھیجکر مجھے بُلوالیا کرین مین حاضر ہونگا یا مجھکو رقعہ لکھ بھیجا کرین مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ وہ تمکو میرے دروازے پر دیکھے۔

حکایت۔ ایک بار دختر اُسامہ بن زید (حضرت زید حضورؐ کے آزاد شدہ غلام تھے پس یہ لڑکی اُنکی پوتی تھین) حضرت عمر بالضم ۱۲ بن عبدالعزیزؓ کے پاس گئین خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے اُن کو اپنی جگہ بٹھایا اور آپ سامنے اُنکے بیٹھے اور اُنکا ہر کام پورا کر دیا۔ ذرہ غور کرو کہ جب جناب رسول مقبولؐ کے غلام کی پوتی سے یہ برتاؤ تھا تو تیرا کیا گمان ہے کہ وہ آپ کی اولاد سے کیسا برتاؤ کرتے ہون گے۔

حکایت۔ حضرت معاویہؓ کو یہ بات پہونچی کہ حابس[1] بن ربیعہؓ مشابہ آنحضرتؐ ہین تو جب کبھی وہ آتے تو حضرت امیر معاویہؓ اُنکے لیے اپنے تخت سے اُٹھ کر پیشوائی کرتے اور دونون آنکھون کے بیچ بوسہ دیتے۔

حکایت۔ حضرت علی خواصؒ (مرشد حضرت شیخ عبدالوہابؒ شعرانی) کہتے تھے کہ جابجا شریف پر (جو اہل بیت سے ہو) ہم اپنی جان فدا و قربان کر دین کیونکہ گوشت اور خون رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسمین اثر کرنے والا اور جاری ہے اور وہ ایک پارۂ گوشت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

بعض اہل علم نے کہا ہے حقوق شرفا (اہل بیت) کے ہمپر یہ ہین اگرچہ وہ خاندانین دور ہون کہ ہم اُنکی رضا کو اپنی خواہش پر ترجیح دین اور اُنکی تعظیم و توقیر بجالائین اور جب وہ زمین پر

[1] اور انکو حابس بن سعد بھی کہتے ہین نیز ابن ربیعہ بھی کہتے ہین یہ جنگ صفین مین حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ تھے اور وہین مقتول ہوے اور انھون نے حضور سرور عالمؐ کا زمانہ پایا تھا ۱۲ منہ

بیٹھے ہوں ہم تخت پر نہ بیٹھیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو کوئی جھوٹا دعویٰ شرف (خاندان نبوی اور اولاد نبوی) کا کرے اُسکو سخت مارنا اور مدت تک قید میں رکھنا چاہیے یہانتک کہ توبہ کرے اِسلیے کہ اسمیں حضرت کا استخفاف ہوتا ہے (کہ نا اہل اہل بیت نبوت میں داخل ہوتا ہے) اور جس سید کے نسب میں طعن کیا جاتا وہ اُسکی تعظیم کرتے اور کہتے کہ شاید حقیقت میں وہ سید ہو اور شریف ہو پہلا حکم یقین کی صورت میں ہے اور دوسرا شک کی صورت میں شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ ایک ادب یہ ہے کہ کوئی ہم میں کا کسی شریفہ (اہل بیت سید کی لڑکی) سے نکاح نہ کرے مگر جبکہ اپنے نفس سے اِس بات کو معلوم کرلے کہ میں اُسکے زیر حکم رہونگا[1] اور اُسکے اشارے پر کام کرونگا اور اُسکی جوتیاں سیدھی کرونگا اور جب وہ آوے تو اُسکے لیے کھڑا ہوجاوے اور اُسپر دوسری عورت نہ لاوے اور اُسپر رزق کی تنگی نہ کرے اور اگر شریفہ اجنبی ہو تو اُسکی طرف آنکھ اٹھاکر نہ دیکھے (اگرچہ کسی اجنبی عورت کو نہ دیکھنا چاہیے مگر شریفہ خاص طور پر احتیاط کرے وہ معظمہ محترمہ ہے)۔

(۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى قَالَ مِنْ رِضٰى مُحَمَّدٍ اَنْ لَّا يَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ (رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَهِيَ تَطْحَنُ بِالرَّحٰى وَعَلَيْهَا كِسَاءٌ مِّنْ خَمْلَةِ الْاِبِلِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا بَكٰى وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ تَعَجَّلِيْ مَرَارَةَ الدُّنْيَا لِنَعِيْمِ الْاَبَدِ فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ لَالٍ وَالْعَسْكَرِيُّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَابْنُ النَّجَّارِ

ترجمہ ابن عباس نے تفسیر آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (اور البتہ قریب دیگا تجھکو

---

[1] یہ قول بطریق مبالغہ کے ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت خاوند ہو کر رہے اور مرد عورت ہو کر بلکہ مراد یہ ہے کہ اُسکی اچھی طرح خاطر کرے ۱۲ منہ

(قیامت کے دن) تیرا پروردگار جس سے تو راضی ہو گا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے)
مین مروی ہے کہ آپ کی رضامندی سے یہ بھی ہے کہ آپ کے اہل بیت مین سے کوئی دوزخ مین
داخل نہ ہو۔ یعنی آپکا مقصود جب پورا ہو گا اور وعدہ الٰہی جب صادق آویگا جبکہ اہل بیت
جہنم سے بچین اور پوری شرح اس معنی کی گذر چکی۔ اسکو امام ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے
اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے
اس حال مین کہ وہ اناج پیس رہی تھین چکی سے اور ایک کمل اونٹ کے بالون سے بنا ہوا اوڑھے تھین
(ایسے فقر کے حال مین) جب آپ نے اُنکو دیکھا تو آپ رو دئیے اور فرمایا اے فاطمہ دنیا کی تلخی کو
گھونٹ گھونٹ کرکے پی ہمیشہ کی نعمت[1] کے واسطے پس یہ آیت نازل ہوئی (ولا یاس فی
تعدد النزول کما فی الاتقان) اسکو ابوبکر بن لال و عسکری اور ابن مردویہ اور
ابن النجار نے روایت کیا ہے۔

(۲۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ فَاطِمَةَ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ أَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ
وَأَبُوْ يَعْلَى وَالْعُقَيْلِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ شَاهِيْنَ فِي السُّنَّةِ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ

ترجمہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے بیشک فاطمہ نے اپنی شرمگاہ
کی حفاظت کی پس اللہ نے اُسکی اولاد کو دوزخ پر حرام کر دیا[2] (اسکو محدث بزار اور ابو یعلی اور
عقیلی اور طبرانی نے اور ابن شاہین نے سنت مین اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے)

(۲۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ إِنَّ اللهَ
غَيْرُ مُعَذِّبِكِ وَلَا وَلَدِكِ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ

بقیۃ التفعیۃ ۱۲
ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے فاطمہؓ سے بیشک اللہ عذاب دینیوالا
نہین ہے تجھکو [illegible]

[1] شوربادم شراب الم درکشند + دگر تیغ بیند دم درکشند ۱۲ منہ [2] مرضاہ ولا یمکن ان یقال بحفاظۃ اولادہا
بشاہدۃ المعاصی منہم ۱۲ منہ

تجھکو اور نہ تیرے دونون بیٹون کو (اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے)۔

(۲۳) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ أَسَاسٌ وَأَسَاسُ الْإِسْلَامِ حُبُّ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُبُّ أَهْلِ بَيْتِهِ (أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهِ)۔ بالفتح بنیاد ۱۲

ترجمہ۔ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے ہر شئے کی ایک بنیاد ہے اور بنیاد اسلام کی محبت اصحاب رسول مقبولؐ اور محبت آپ کے اہل بیت کی ہے (اس کو بخاری نے تاریخ مین روایت کیا ہے وجہ یہ ہے کہ دین اُن ہی حضرات سے ہمکو پہونچا ہے وہ ہمارے محسن ہین پس اُنکی محبت مین خلل ہونا بنیاد کا ضعیف کرنا اور ناشکری ہے پھر شکر یعنی اور اعمال کیسے درست ہو سکتے ہین نیز یہ کہ اُن کو حضورؐ سے خاص تعلق ہے اُنکی محبت گویا بعینہٖ آپ کی محبت ہے اور ظاہر ہے کہ آپ کی محبت بنیاد ایمان ہے پس بنیاد اُسیقدر کمزور ہو گی کہ جس درجہ کی محبت کم ہو گی خوب سمجھ لو)۔

(۲۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ)۔ بدل الکل من عترتی ۱۲

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے لوگو مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تم اُسکو پکڑ لوگے تو ہرگز نہ بھٹکوگے اور وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہین (اسکو ترمذی نے بسند حسن روایت کیا ہے ظاہر ہے کہ دین کا قیام ان ہی دو چیزون پر ہے قرآن تو ظاہر ہے کہ رہنما ہے اور اہل بیت اِسوجہ سے کہ اُن کو بوجہ ہمسائگی وقرب

لہ عن ابن الاعرابی حکاہ عنہ ثعلب العترۃ ولد الرجل وذریتہ من صلبہ ولذلک سمیت ذریۃ محمد من علیؓ وفاطمۃ عترۃ محمد کذا فی مجمع البحرین وفی اہل بیت النبی اقوال لکن المظاہر ہم المذکورون فی قول ابن الاعرابی ویحتمل العموم ایضاً ویقرب علی ہذا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اجعل رزق آل محمد قوتاً وقولہ فی الحدیث آل محمد کل تقی محمول علی المجاز کما لا یخفی وستقف علی بنا المراد فی آیۃ التطہیر ۱۲ منہ

نبوی کثرت سے مسائل معلوم ہوئے خصوصاً ازواج مطہرات رضی سے خاص خاص قسم کے مسائل حاصل ہوئے اور پھر اُنسے بکثرت اور لوگون کو معلوم ہوئے پس اہل بیت مثل قرآن مجید کے رہنما ہین)

(۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَہٗ مِنْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَھْلُ بَیْتِیْ (اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ)۔

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے وہ لوگ جنکی مین شفاعت کرونگا اپنی امت مین سے قیامت کے دن وہ میرے اہل بیت ہون گے (طبرانی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس حدیث مین یہ الفاظ اور بھی ہین ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من اٰمن بی واتبعنی من الیمن ثم من سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع لہ اولا افضل)۔

(۲۶) عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجُحْفَۃِ فَقَالَ اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنِ اثْنَیْنِ عَنِ الْقُرْاٰنِ وَعَنْ عِتْرَتِیْ (اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ)۔

ترجمہ مطلب بن عبداللہ حنطب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا خطبہ سنایا ہمکو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جحفہ مین (یہ ایک مقام ہے مکہ و مدینہ کے درمیان) پس فرمایا کیا مین تمپر تمھاری جانون سے زیادہ حقدار نہین ہون (یعنی کیا تمپر میرا حق زیادہ نہین ہے اُس حق سے جو تمھاری جانون کا تمپر ہے) صحابہ رضی نے عرض کیا کیون نہین یا رسول اللہ پھر فرمایا آپ نے بیشک مین تمسے پوچھونگا (قیامت مین بابت تمھارے برتاؤ کے قرآن اور اپنی اولاد کے یعنی تم لوگ ان دونون سے کیسا برتاؤ کیا) دو چیزون سے اور وہ قرآن اور میری اولاد ہے (طبرانی)

ؔؔلہ اور طبرانی کی ایک اور صحیح حدیث مین یہ اولیت اہل مدینہ اور اہل مکہ اور اہل طائف کے لیے وارد ہوئی ہے سو اگر حدیث مذکور فی الکتاب صحیح یا حسن ثابت ہووے تو تطبیق یون ہوسکتی ہے کہ اولیت اہل بیت سے ابتداء حقیقی مراد ہوا در دوسری حدیث مین ابتداء اضافی مراد ہو اور اگر وہ حدیث حسن نہ ہو جیسا کہ جامع صغیر مین اسکی تضعیف کی ہے تو صحیح حدیث معمول بہ اور دوسری متروک ہوگی ۱۲ منہ

(۲۷) اخرج الدیلمی عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یرد علی الحوض اھل بیتی۔

ترجمہ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوّل حوض کوثر پر (بالفتح ۱۲) میرے پاس میرے اہل بیت آوینگے۔

(۲۸) اخرج الدیلمی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبتکم علی الصراط اشدکم حبا لاھل بیتی واصحابی۔

ترجمہ۔ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم مین زیادہ ثابت قدم رہنے والا پل صراط پر وہ شخص ہوگا جو میرے اہل بیت اور میرے صحابہؓ سے بہت زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔

(۲۹) اخرج الدیلمی عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ انا لھم شفیع یوم القیمۃ المکرم لذریتی والقاضی لھم حوائجھم (جمع حاجۃ ۱۲ ص) والساعی لھم فی امورھم عند ما اضطروا الیہ والمحب لھم بقلبہ ولسانہ

ترجمہ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار شخص ہین کہ مین (خاص طور پر) قیامت کے دن اُنکی سفارش کرونگا اوّل وہ شخص جو میری اولاد کی تعظیم کرنے والا ہو دوسرا وہ جو اُنکی حاجتین پوری کرتا ہو تیسرا وہ جو اُنکے کامون مین کوشش کرتا ہو جسوقت کہ وہ لوگ اُس شخص کی طرف مضطر ہون چوتھا وہ کہ اُنسے محبت رکھنے والا ہو اپنے دل اور اپنی زبان سے **ف** یہ چارون شخص حضور سرورِ عالم کی اولاد سے حُسن برتاؤ کرنے والے ہین جو اس نعمتِ عظمی شفاعت خاصہ سے مشرف ہون گے پس عاشقانِ رسول اور محبانِ اولاد بتولؓ کو لازم ہے کہ حضرات اہل بیت کرام سے جان و مال سے دریغ نہ کرین گو عام طور پر سب کے ساتھ شریعت نے احسان و سلوک کی ترغیب دلائی ہے اور اُسپر

له وعزاہ السیوطی الی ابن عدی ایضا ثم ضعفہ والضعاف تقبل فی الفضائل ۱۲ منہ

بے حد ثواب کا وعدہ ہے مگر اہل بیت اطہار بوجہ قرابت نبوی اس امر کے زیادہ مستحق ہین اور اُنکی جو کچھ خدمت کیجاوے بڑی تعظیم سے کرنا چاہیے اور اپنے کو یون سمجھے کہ مین انکی خدمت کے لائق نہین اسلیے کہ وہ واسطہ جو اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہے اُس اعتبار سے تو اُنکی خدمت ممکن ہی نہین جسکے لیے تمام مخلوق پیدا ہوئی اگر تمام دنیا اور اہل دنیا اُس ذات مقدسہ اور اُسکی اولاد طاہرہ پر نثار ہو جائین تو کچھ بعید نہین جسکی خاطر اور دلداری خداے تعالی فرماوے بندہ کی کیا مجال ہے کہ اُس مقدس ذات کی خاطر و دلداری کا حق ادا کر سکے خوب غور سے سمجھ لو۔

(۳۰) اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ اٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ۔

ترجمہ۔ دیلمی نے حضرت ابی سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے سخت ہوا غضب اللہ کا اُسپر جو مجھے رنج دے میری اولاد اور اہل بیت کے بارے مین۔ یعنی میری اولاد و اہل بیت کو رنج دے اور پھر اسوجہ سے مجھے رنج ہو ہی گا تو ایسے شخص پر خدا کا سخت عذاب اور غصہ نازل ہوگا اور ترجمہ یون بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ بد دعا کے لیے ہو پس معنی یہ ہون کہ سخت ہووے خدا کا غصہ اُسپر جو مجھے میری اولاد و اہل بیت کے بارہ مین رنج پہونچاوے۔ بہرحال معاملہ سخت اور عذاب دردناک ہے موذیان اہل بیت نبوی کے لیے خواہ کلام مذکور جملہ خبریہ ہو یا جملہ دعائیہ ہو۔

(۳۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھْلُ بَیْتِیْ وَالْاَنْصَارُ کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِھِمْ (اَخْرَجَہُ الدَّیْلَمِیُّ)

ترجمہ۔ دیلمی نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اہل بیت اور انصار (انصار وہ لوگ ہین جنھون نے مدینہ مین جناب رسول مقبولؐ کا ساتھ دیا اور ہر طرح مدد کی اور نیز مسلمانون کی بھی دلداری اور مدد کی) خالص دوست اور محل اعتبار

وموضع راز ہین پس قبول کرو (نیک کام) اُنمین سے اُن لوگون کا جونیک بخت ہین اور درگذر کرو اور معاف کرو بُرے کام کو اُن لوگون کے جو اُنمین سے بدکار ہین اور گنہگار ہین

ف اِسکے متعلق مفصّل مضمون پہلے بیان ہوچکا ہے بیان سے بڑی عزّت اور ہدایت برائے دلداری حضرات اہل بیت وانصار ثابت ہوئی کہ اگرچہ وہ بدکار اور گنہگار ہون لیکن تم لوگ بوجہ میری قرابت کے اُنسے حسن سلوک سے پیش آؤ یہ غرض نہین کہ احکام شرعیہ مین بھی اُنسے درگذر کرو اور دار وگیر نہ کرو بلکہ احکام شرعیہ مین گرفت کرنا تو عین شفقت ہے اسمین کوتاہی تو اُنکے حق مین مضر اور ممنوع ہے اور باقی تفصیل اسکی پہلے بیان ہوچکی ہے -

(۳۲) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَدًا کَافَیْتُہٗ عَلَیْھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (اَخْرَجَہُ ابْنُ عَسَاکِرَ)

ترجمہ ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص نیکی کرے کسی شخص کے ساتھ میرے اہل بیت مین سے مین اُس نیکی کرنے والے کو بدلہ دونگا قیامت کے دن - سبحان اللہ حضورؐ جس شخص کے احسان وسلوک کا بدلہ دینگے تو کیا کچھ دینگے اور وہ شخص کیسا خوش نصیب ہوگا -

(۳۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ صَنِیْعَۃً اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلَفِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِی الدُّنْیَا فَعَلَیَّ مُکَافَاتُہٗ اِذَا لَقِیَنِیْ (اَخْرَجَہُ الْخَطِیْبُ) ضعفه السیوطی ۱۲ منہ

ترجمہ حضرت عثمان ذی النورین بن عفّان رضی اللہ تعالی عنہ سے خطیب نے روایت کی کہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے جو شخص نیکی کرے کوئی نیکی طرف کسی کے اولاد عبدالمطلب سے دنیا مین تو مجھپر اُسکا بدلہ ہے جب وہ مجھسے ملیگا (یعنی قیامت کو مین بدلہ پورا کرونگا) -

---

۱ ضعفہ السیوطی ۱۲ منہ ۲ فرزند وہو بالتحریک حسن وبالسکون سیئی تقال ہو خلف سوء بالتسکین من ابیہ وخلف صدق بالتحریک ۱۲ صراح وسیاتی حکم ہذین عنقریب ۱۲ منہ

(۳۴) عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰی عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا (تِرْمِذِیْ)۔

ترجمہ جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ مین اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین نے پوچھا کہ لوگون مین کون زیادہ محبوب تھا حضور سرورِ عالمؐ کو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ فاطمہ رضؓ پھر کہا گیا کہ مردون مین سے کون زیادہ محبوب تھا حضورؐ کو فرمایا کہ اُنکے (یعنی فاطمہ رضؓ کے) خاوند (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا بَنِیْ ھَاشِمٍ اِنِّیْ قَدْ سَأَلْتُ اللّٰہَ لَکُمْ اَنْ یَّجْعَلَکُمْ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ وَ سَأَلْتُہٗ اَنْ یَّھْدِیَ ضَالَّکُمْ وَیُؤْمِنَ خَائِفَکُمْ وَیُشْبِعَ جَائِعَکُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُھُمْ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ بِحُبِّیْ اَتَرْجُوْنَ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِیْ وَلَا یَرْجُوْھَا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ (اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ)۔

ترجمہ طبرانی نے عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہین مین نے سُنا رسول مقبولؐ سے کہ آپ فرماتے تھے اے بنی ہاشم بیشک مین نے اللہ سے تمھارے لیے طلب کیا ہے کہ وہ تمکو بنا دے دلیر اور رحم کرنے والا اور اللہ سے تمھارے لیے یہ مانگا ہے کہ تم مین جو بھٹکتا ہوا ہو اُسے اللہ ہدایت فرما دے اور جو خوف کرتا ہو اُسے امن اور چین دیوے اور جو بھوکا ہو اُسے سیر کرے قسم اُس ذات کی کہ جسکے ہاتھ مین میری جان ہے نہ مومن ہوگا کوئی اُنمین کا (یعنی جو لوگ تمھارے سوا ہین) یہان تک کہ تمسے محبت رکھے بوجہ میرے (تعلق) محبت کے یعنی آدمی مسلمان کامل نہین ہوسکتا اور اُسکا ایمان ادھورا اور خراب رہتا ہے جب تک حضرات اہل بیت سے محبت نہ رکھے) کیا امید رکھتے ہو تم (اے لوگو اہل بیت کے سوا اور لوگون سے خطاب ہے) کہ تم جنت مین داخل ہو جاؤ گے میری سفارش سے اور نہ امید رکھین

تشفاعت کی اولادِ عبدالمطلب (یعنی کیسطرح ممکن ہے کہ تم امید شفاعت رکھو اور بنی عبدالمطلب امید نہ رکھیں بلکہ وہ تو بطریق اَولیٰ اس امر کے مستحق ہیں غرض بیان پر اُنکا حق ظاہر کرنا اور اُنکے غیر پہ ترجیح بیان کرنا مقصود ہے)۔

(۳۶) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ عِتْرَتِيْ وَالْاَنْصَارِ فَهُوَ لِاِحْدٰى ثَلَاثٍ اِمَّا مُنَافِقٌ وَّاِمَّا لِزَنْيَةٍ وَاِمَّا لِغَيْرِ طُهُوْرٍ يَعْنِيْ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ عَلٰى غَيْرِ طُهْرٍ (اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ)۔

(حاشیہ: لزنیۃ — بالفتح ہو فی الاصل المرۃ من الزنا ۱۲ — بالفتح پاک شدن ۱۲ — پاکی از حیض و جز آن ۱۲)

ترجمہ بیہقی اور ابن عدی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص نہ پہچانے حق میرے اہل بیت اور انصار کا سو وہ تین باتوں میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور وہ باتیں یہ ہیں یا تو وہ منافق ہے (ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کافر) یا زنا کی پیدائش ہے (یعنی حرامی ہے بطریق اشارہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کو بچہ کے اخلاق خراب کر دینے میں اور معاصی کے ارتکاب میں دخل ہے ہاں اگر ایسا شخص علم و عمل سے اپنی اصلاح کرے تو بہت کچھ اصلاح ممکن ہے لیکن بدگوئی اور طعنہ زنی کسی کو نہ کرنا چاہیے) اور یا حیض کی حالت میں اُسکی ماں کو حمل رہا ہے یعنی وہ حیض کی پیدائش ہے (حیض میں صحبت کرنا حرام ہے پس ایسی پیدائش میں اخلاق کامل نہیں ہوتے)۔

(۳۷) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُبْغِضُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ رَجُلٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ النَّارَ (اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ وَكُلُّ مَا فِيْ صَحِيْحِ ابْنِ حِبَّانَ صَحِيْحٌ كَمَا قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ)

(حاشیہ: من الافعال ۱۲)

ترجمہ ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص ہم سے یعنی ہم گھر والوں سے (مراد اہل بیت ہیں) بغض نہ رکھیگا مگر یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکو جہنم میں داخل کریگا

لہ یقال للولد من الزنا ہو لزنیۃ وقیل الفتح فی الزنیۃ والرشدۃ افصح وولد الرشدۃ ما کان عن نکاح صحیح ۱۲ مجمع البحرین

یعنی جو اہل بیت سے بغض رکھے گا جہنم مین داخل ہو گا یہان سے اہل بیت کا محبوب رکھنا اور اُنسے بغض نہ رکھنا ضروری ثابت ہوا اور اسکے خلاف کرنے والے کو اسقدر سخت عذاب کے استحقاق کی خبر معلوم ہوئی۔

(۳۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُغْضُ بَنِیْ هَاشِمٍ وَالْاَنْصَارِ کُفْرٌ وَّبُغْضُ الْعَرَبِ نِفَاقٌ (اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ)۔

ترجمہ طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی ہاشم اور انصار کا بغض کفر ہے (یعنی قریب کفر کے ہے اور اتنا بڑا گناہ کبیرہ ہے کہ کفر کے قریب ہے نیز عام اولیاء اللہ کی گستاخی اور عداوت سے بھی ایمان نکل جانے اور کافر ہونے کا سخت اندیشہ ہے جو خدا کے ولی سے عداوت رکھے اللہ میان اُس سے لڑائی کا اعلان دیتے ہین جیسا کہ صحیح حدیث قدسی مین ہے) اور بغض عرب کا (عموماً) نفاق ہے (یعنی مسلمان اہل عرب کا بغض عموماً نفاق ہے اور اسکا بھی بڑا گناہ ہے کہ نفاق کے قریب پہونچ گیا مگر پہلے سے کم ہے)

(۳۹) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ (اَخْرَجَہُ مُسْلِمٌ وَّالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)۔

ترجمہ مسلم اور ترمذی و نسائی نے حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا مین تمکو اللہ یاد دلاتا ہون اپنے اہل بیت کے بارہ مین (یعنی خدا کا خوف کرو اور میرے اہل بیت سے بدسلوکی نہ کرو تاکہ اللہ عذاب سے محفوظ رکھے ورنہ بدسلوکی سے دارین مین تباہ ہو جاؤ گے)

(۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا

لہ لاتخفی وجہ تاویلہ علی اہل العلم والحدیث القدسی الصحیح لفظہ من عادلی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب ۱۲ منہ عفی عنہ

سکہ قال فی الجلالین استثنا منقطع ای لکن اسئلکم ان تودوا قرابتی التی ہی قرابتکم ایضا فان لہ فی کل بطن من قریش قرابۃ وقال فی الکمالین ای لکن اسئلکم ان تودوا قرابتی التی ہی قرابتکم ایضا ولا تؤذوہم والقرابۃ ہہنا اسم جمع لقریب کالصحابۃ او مصدر وعلی ہذا فلابد من تقدیر المضاف ای اہل قرابتی او ذوی قرابتی والظرف حال متعلقۃ بالمحذوف کتقدیرہ او المودۃ ثابتۃ فی القربیٰ مکنہ فیہا ای فی اہل القربیٰ جعلوا مکانا للمودۃ ومقرا لہا انتہی فلا یرد ان مودۃ القربیٰ عوض التبلیغ فافہم ۱۲ منہ

اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ قَرَابَتُکَ ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُھُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَّفَاطِمَۃُ وَوَلَدُھَا (رَوَاہُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ فِیْ تَفَاسِیْرِھِمْ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْمُعْجَمِ الْکَبِیْرِ)۔

ترجمہ ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیروں میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی یعنی کہدیجیے اے رسول اللہ میں تم سے اجرت نہیں مانگتا احکام خداوندی پہونچانے کی مگر دوستی اہل قرابت کی چاہتا ہوں یعنی میرے اہل قرابت سے محبت رکھو جس سے مجھے تکلیف اور رنج نہ ہو اور دینی خدمت تو میں اللہ کے واسطے کرتا ہوں کچھ مزدوری اُس پر نہیں چاہتا اور دوستی اہل قرابت کی مزدوری میں داخل نہیں بلکہ یہ خود ایک حکم مستقل ہے احکام خداوندی میں سے اور وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عقلاء کے نزدیک مسلم ہے کہ اپنے محسن کے احسان کا لحاظ چاہیے اور احسان کا بدلہ پورا کرنا چاہیے موافق طاقت کے پس ضرر اور رنج سے محسن کو خواہ وہ معلم ہو یا مرشد یا و کسی طرح کا سلوک کرنے والا ہو بچانا ضرور ہے حد شرعی کے اندر پھر چونکہ جناب رسول مقبولؐ اعلیٰ درجہ کے خیرخواہ اور محسن ہیں لہٰذا آپ کو ہر طرح سے منظور نظر اور خوش رکھنا اور رنج سے بچانا واجب ہے پس اس آیت کے نازل ہوئے پیچھے لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ آپ کے وہ رشتہ دار کون سے ہیں جنکی محبت ہمپر لازم ہوئی ہے حضورؐ نے جواب میں فرمایا وہ رشتہ دار علی اور فاطمہ اور فاطمہ کی اولاد (یعنی حضرات حسنینؓ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے جو شان نزول آیت تطہیر میں وارد ہے)۔

(۱۴) اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ یُّزَوِّجَ عَلِیًّا فَاطِمَۃَ اَمَرَ مَلَکًا اَنْ یَّھُزَّ شَجَرَۃَ طُوْبٰی فَھَزَّھَا فَنَثَرَتْ رِقَاقًا یعنی حوکا کا وَاَنْشَأَ اللّٰہُ مَلٰٓئِکَۃً فَالْتَقَطُوْھَا فَاِذَا کَانَتِ الْقِیٰمَۃُ ثَارَتْ مَلٰٓئِکَۃٌ فِی الْخَلْقِ فَلَا یَرَوْنَ مُحِبًّا لَّنَا اَھْلَ الْبَیْتِ مُحْضًا اِلَّا دَفَعُوْا اِلَیْہِ مِنْھَا کِتَابًا بَرَآءَۃً لَّہٗ مِنَ النَّارِ (رَوَاہُ الْخَطِیْبُ عَنْ بِلَالٍ

مرفوعاً وقال رجالہ کلھم مجھولون کذا قال الشوکانی قلت لا یضرنا فان الضعاف تعتبر فی فضائل الاعمال فضلا عن فضائل الرجال وھذا الحدیث لیس مقطوعاً بضعفہ بل یحتملہ ویحتمل غیرہ فاعتبارہ فی ھذا الموضع اولیٰ قد تدبر)۔

ترجمہ جب حق تعالیٰ نے قصد فرمایا نکاح کرنے حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے تو حکم فرمایا ایک فرشتہ کو کہ وہ درخت طوبیٰ (طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے) کو ہلاوے پس اُس فرشتے نے اُس درخت کو حرکت دی سو گرائیں اُس درخت نے چکین (یعنی نامے او رسندیں) اور پیدا کیا اللہ نے ملائکہ کو تو انھوں نے اُن چکوں کو چن لیا اور اُٹھایا پس جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ فرشتے مخلوق میں پھر ینگے تو نہ چھوڑینگے وہ کسی ہم اہل بیت کے دوست خالص کو لیکن اُن چکوں اور سندوں میں سے ایک سند اُسکو دینگے جو جہنم سے براءۃ اور نجات کا ذریعہ ہوگی (اسکو خطیب نے روایت کیا ہے)۔

(۳۴) من سرہ ان یکتال بالمکیال الاوفی اذا صلی علینا اھل البیت فلیقل اللھم صل علی محمد ن النبی وازواجہ امھات المؤمنین وذریتہ واھل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید (رواہ ابو داؤد وعبد بن حمید)

ترجمہ فرمایا رسول مقبولؐ نے جسے یہ بات اچھی معلوم ہو کہ پورے پیمانہ سے ناپ لے یعنی عمدہ اور پورا بدلہ درود شریف کا قیامت میں لیوے) جبکہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو اُسے چاہیے کہ یہ درود پڑھے اللھم صل علی محمد ن النبی وازواجہ امھات المؤمنین واھل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید یعنی اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر جو نبی ہیں اور اُنکی بیبیوں پر جو مسلمانوں کی (روحی) مائیں ہیں اور اُنکی اولاد پر اور اُنکے گھر والوں پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے (اسکو ابو داؤد اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان مقدس ہے حضرات اہل بیت کی کہ درود جیسی معظم عبادت میں وہ حضرات رسول مقبولؐ کے شریک ہیں جنمیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں اور درود شریف میں

آل محمد سے مراد باعتبار عموم الفاظ کے تمام سادات جو قیامت تک ہونگے داخل ہین اور اسکے خلاف مراد لینا دعویٰ بلا دلیل ہے اور اسی طرح حدیث اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا مین بھی عموم مراد ہے اور اس حدیث مین آل سے اُمت مراد لینا دعویٰ بلا دلیل ہے خوب سمجھ لو)۔

(۳۴) مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یُصَلِّ فِیْھَا عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ (اَخْرَجَہُ الْبَیْھَقِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ رَفْعًا وَّ وَقْفًا)

ترجمہ فرمایا رسول مقبولؐ نے جو شخص درود بھیجے کوئی درود جسمین میرے اہل بیت کو شامل نہ کرے (فقط مجھپر درود بھیجے) تو وہ درود قبول نہ ہوگا اُس شخص سے (اللہ تعالیٰ کے دربار مین اور پورا ثواب نہ ملے گا اور ایسا کرنا مکروہ ہوگا اسکو بیہقی اور دار قطنی نے روایت کیا ہے) اور جان لو کہ کوئی درود ایسا نہین کہ مسلمان اُسکو بقاعدہ عبادت بجالاوے اور اُسکا ثواب نہ ملے ہان ثواب مین کمی وبیشی ہوسکتی ہے درود شریف کا مقبول ہونا ضروری ہے پس اگر اچھی طرح بشرائط شرعیہ درود بھیجے تو ثواب کامل ہوگا ورنہ ناقص باجی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب تو خدا سے دعا مانگے تو اُسمین درود نبی صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر شامل کرلے اسلیے کہ درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مقبول ہے اور اللہ بڑا کریم ہے تو یہ نہین ہوسکتا کہ وہ بعض دعا (جو کسی مقصود کے لیے کی گئی ہے) رد کردے اور بعض (درود) قبول کرلے اور پھر اسی کے مثل حضرت سیدنا شیخ ابوطالب مکی اور مولٰنا محبوبنا امام محمد غزالی رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے حضرت زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ قول حدیث مرفوع مجھے ثابت نہین ہوا بلکہ موقوف ہے حضرت ابو درداءؓ رضی اللہ عنہ پر مین کہتا ہون کہ یہ قول مرفوع کے حکم مین ہے اسلیے کہ یہ حکم رائے سے ثابت نہین ہوسکتا پس ہر درود کا مقبول ہونا لازم ہے جیسا کہ اوپر حضرت ابو درداء اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابو طالب مکی اور حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رضی اللہ عنہم کے قول سے ثابت ہوا اور کوئی شبہہ نہ کرے اُس حدیث سے جو اصبہانی نے روایت کی ہے

کہ جو مجھپر ایک بار درود بھیجے اور وہ قبول ہوجاوے تو اُسکے اسّی برس کے گناہ بخشدیئے جاوینگے اسطور کہ اُسمین قبولیت کی قید ہے تو معلوم ہوا کہ بعضا درود قبول نہین بھی ہوتا ہے یہ اِسلیے کہ تمام احادیث مین مطابقت کرنی حتی المقدور ضرور ہے پس مراد اس سے وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا یعنی جسکو پورا ثواب اور پوری قبولیت ایک دفعہ درود پڑھنے کی میسر ہو تو اُسی سال کے گناہ معاف ہوجاوینگے اور جسکو مقدار معین سے کم ثواب ہو کسی نقصان کی وجہ سے اُسکو یہ فضیلت میسر نہ ہوگی گو کسی قدر ثواب ہوگا اور اہل علم پر یہ محاورات شرعیہ مخفی نہین ہین اس مقام کو خواص و عوام بغور ملاحظہ فرمائین کہ محض فضل الٰہی سے قلب پر وارد ہوا ہے اور اسکی نفاست اہل علم بنظر انصاف معلوم کر لینگے۔ اور بعض اکابر علمانے جو احادیث مذکورہ مین یہ تاویل کی ہے کہ قبولیت سے مراد یہ ہے کہ رحمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوجاتی ہے اور وہ جو چیز سائل نے درود مین طلب کی تھی وہ یہی ہے رہی یہ بات کہ سائل کو ثواب ملے یہ ضرور نہین کبھی ملتا ہے جبکہ شرائط معتبرہ بجالائے جاوین اور اگر شرائط نہ ادا ہون تو ثواب نہین ملتا یعنی رد درود کے ہین سو یہ تاویل نہایت بعید ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ جب قبولیت کو ایسا ضروری قرار دیا جاوے تو کافر کے درود کا مقبول ہونا بھی لازم آوے اور اسکا کوئی قائل نہین اِسلیے کہ کافر کسی مُردہ کو (خواہ اُسکی موت محض ظاہری ہو جیسے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسّلام کہ وہ حضرات فی الحقیقت اعلیٰ حیات کے ساتھ بعد ظاہری موت کے موصوف ہین یا دوسرے قسم کے مردہ ہون) اپنی دعا سے نفع نہین پہونچا سکتا۔ پس تاویل وہی قوی اور صحیح ہے جو بندہ نے محض موہبت الٰہیہ سے بیان کی نیز قبولیت کے معنی مذکورہ جو ان علمانے بیان کیے ہین علاوہ وجہ مذکور کے دوسری وجہ سے بھی بعید ہین اسلیے کہ شئے کا وجود مع اپنے لوازمات کے ہوا کرتا ہے اور قبولیت دعا کے لوازم سے ثواب و رضای الٰہی ہے پس قبولیت کا ثواب سے خالی ہونا غیر معقول ہے اور کافر دعا کرکے جو مقاصد دُنیوی بر آتے ہین وہ اِس اعتبار سے نہین کہ خداے تعالیٰ اُنکی دعا قبول کرتا ہے بلکہ اس حیثیت سے

کہ تقدیر الٰہی مین وہ چیز اُن کو ملنے والی ہوتی ہے اُن کا طلب کرنا اُس تقدیر کے موافق ہوجاتاہے پس مقصود حاصل ہوجاتاہے اور کافر بوجہ نافرمانی خالق کے اس امر کے اہل نہین کہ اُن کو باعتبار قبولیت کوئی چیز دیجاوے۔ اللہ تعالےٰ فرماتاہے وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (اور نہین ہے دعا کافرون کی مگر گمراہی مین یعنی اُسکا کچھ اثر نہین) اور یہ تفسیر اِس تقریر سے عمدہ ہے جو بعض علمانے بیان کی ہے کہ کُفّار کی دعا دنیا کے بارہ مین مقبول اور آخرت کے بارہ مین مردود ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ کُفّار کو آخرت مین بطریق مذکور کچھ ثواب وغیرہ نہین مِل سکتا اِس لیے کہ حق تعالےٰ نے خبر دیدی ہے کہ وہ ضروری اور ابدی طور پر جنت کی نعمتون سے محروم رہین گے بخلاف دنیا کی نعمتون کے کہ اُسکے بارے مین یہ حکم صادر نہین ہوا خوب سمجھ لو حتی المقدور مَین نے تقریر سہل کی ہے لیکن چونکہ باوجود اِس لحاظ کے بھی اِس مضمون کے سمجھنے مین علوم کی حاجت ہے اِس لیے پورے طور پر اہل علم اِس سے منتفع ہون گے اور بقدر ضرورت غور سے دیکھنے کے بعد عوام بھی محروم نہ رہین گے اور بعضی معتبر حدیثون مین فقط حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی بغیر شمول حضرات اہل بیت درود شریف وارد ہوا ہے سوایسے موقعون پر اس احقر کے نزدیک وہی طریق اولےٰ ہے جو اُس موقع پر ثابت ہے اور اگر اہل بیت کو ایسی جگہ بھی شامل کرے تو بھی جائز ہے باقی مقامون پر بلاکسی صحیح عذر اور بغیر کسی مجبوری کے اہل بیت کا ذکر نہ کرنا درود شریف مین مکروہ اور کمی ثواب کا سبب ہے اور درود شریف کے الفاظ وہ پڑھنے زیادہ بہتر ہین جو حدیثون مین وارد ہوے ہین۔

(٣٣) لَا تُصَلُّوْا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ الْبَتْرَآءَ قَالُوْا وَمَا الصَّلٰوۃُ الْبَتْرَآءُ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّتُمْسِکُوْنَ (یعنی البار دُم بریدہ ١٢) بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (ای اِلٰی ان تقولوا ١٢) (اَخْرَجَہٗ ابْنُ سَعِیْدٍ فِیْ شَرَفِ الْمُصْطَفٰی ١٢ (ہو محمد بن جلیل ١٢))

ترجمہ فرمایا رسول مقبول ؐ نے مجھپر درود دُم بریدہ اور بے برکت مت پڑھو صحابہؓ نے عرض کیا

دم بریدہ اور بے برکت درود سے کیا مراد ہے فرمایا یہ کہ تم کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اے اللہ
درود بھیج محمد پر) اور رک جاؤ (یعنی فقط مجھ پر درود بھیجو اور اہل بیت کو شامل نہ کرو ایسا درود
دم بریدہ اور بے برکت اور ناقص ہے ایسا نہ کرو) بلکہ یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ درود بھیج محمد پر اور آلِ محمد پر) واضح ہو کہ اہل بیت مین اولاد نبوی اور
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم داخل ہین اور اس حدیث کو ابن سعد نے شرف المصطفیٰ
مین روایت کیا ہے (**فائدہ جلیلہ**) محدثین اور اکابر علما کے کلام مین فقط درود شریف
ذات مقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پایا جاتا ہے بہت جگہ اہل بیت کا ذکر نہ
معقول اور عمدہ وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کو کثرت سے تحریر درود اور قراءت درود کا
پڑتا ہے جسمین طوالت کی وجہ سے طبیعت پریشان ہونے اور دینی کاروبار بیکار رہو جانے کا
اندیشہ ہے اور عبادت خوشی اور دلچسپی سے اچھی ہوتی ہے اور شریعت مین نفاست دیکھی
جاتی ہے محض کثرت تعداد معتبر نہین ہے مگر یہ حکم ہر جگہ نہین ہے بعض بعض جگہ ہے لیکن تفصیل کا
یہ موقع نہین ہے۔ اور اسوجہ سے وہ کراہیت جسکا بیان ہوا جاتی رہتی ہے خوب سمجھ لو
اور ایک جواب بغیر دلیل قوی بعض علمانے یہ بیان کیا ہے کہ بعض اہل حکومت
مخالفین اہل بیت کے خوف سے اکابر علماے اسلام نے تحریر لفظ اہل بیت درود مین چھوڑ دی
تھی سو اسکا ضعف ظاہر ہے اسلیے کہ بلا عذر قوی اور بغیر نقل معتبر اکابر علما کی نسبت یہ بھی
ثابت کرنا حسن ظن کے خلاف ہے نیز یہ جواب ایک خاص صورت مین ہے ہم بعض اکابر علما کو
دیکھتے ہین کہ وہ ایسے موقع پر جہان اس عذر کا احتمال بھی نہین اختصار کرتے ہین پس وہان تو
یہ جواب بالکل ہی باطل ہوگا خوب سمجھ لو۔

(۴۵) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ
عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ وَالْوَاحِدِيُّ

ترجمہ سعید بن جبیرؓ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ الخ تو صحابہؓ نے عرض کیا آپ کے اہل قرابت جنکی دوستی ہمپر واجب ہے کون ہین فرمایا علیؓ اور فاطمہؓ اور دونون کے دونون بیٹے (امام حسنینؓ) اسکو طبرانی اور احمد اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور واحدی نے روایت کیا ہے اور اسکا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے تاکیداً مختلف روایات سے یہ حدیث یہان نقل کی گئی)۔

(٤٦) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْرَجَ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ مِنْ فَمِ الْحَسَنِ اَوِ الْحُسَیْنِ وَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا یَاْکُلُوْنَ الصَّدَقَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ لَفْظِ مُسْلِمٍ اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ۔

ترجمہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکالا ایک چھوہارا صدقے کے چھوہارون مین سے حضرت امام حسنؓ یا حضرت امام حسینؓ کے منہ مبارک سے اور فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ آل محمد صدقہ نہین کھاتے (یعنی اُن کو صدقہ کھانا حرام ہے) اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم کے لفظ یہ ہین کہ ہمکو صدقہ حلال نہین اور بخاری کی روایت یہ بھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اہل بیت کو صدقہ حلال نہین کذا فی فتح القدیر اور حدیث ٥٥ جو اس مضمون کے متعلق ہے اور آگے آوے گی اُسکا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے بے شبہہ یہ صدقہ سوائے اسکے نہین کہ مَیل کچیل لوگون کا ہے اور بے شبہہ وہ (صدقہ) حلال نہین محمدؐ کو اور نہ آل محمدؐ کو یہ مسلم کی روایت ہے اور مَیل کچیل ہونا بھی علت ہے حرمت کی چنانچہ یہ روایت مسلم کی تصریح کرتی ہے اور جن لوگون پر صدقہ حرام ہے وہ لوگ اولاد بنی ہاشم ہین سوائے اولاد ابولہب کے چنانچہ کتب فقہ مین تفصیل مذکور ہے۔ جاننا چاہیے کہ اہل بیت نبوت کو حق تعالی نے ایک بزرگی یہ بھی عطا فرمائی ہے کہ صدقہ جو لوگون کا مَیل کچیل ہے اُنپر حرام فرمادیا تاکہ وہ پاک صاف رہین اور اس مَیل کچیل کے خراب اثر سے محفوظ رہین اور اُنکی لطافت و طہارت مین

؎ کیونکہ اسکی وجہ سے طہارت باطنی اور گناہون سے پاکی میسر ہوتی ہے پس یہ مثل وضو کیے ہوئے پانی کے ہے ١٢ منہ عفی عنہ

نقصان نہ آوے اور اہل بیت مین بڑی خصوصیت کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کا داخل ہونا ظاہر ہے اور
جن حضرات پر صدقہ حرام ہے اُنکے غلام بھی اس بزرگی مین شریک ہین چنانچہ صحیح حدیث مین وارد ہے
یعنی اُنکے غلامون کو بھی صدقہ کھانا حرام اور منع ہے اور جان لو کہ اعمال کی خرابی اور درستی مین کھانے
پہننے کو بڑا دخل ہے جس درجہ کا مال حلال انسان استعمال کرے گا اُسی درجہ کی نورانیت پیدا ہو گی دعا
قبول ہو گی ایک صحابی نے قبولیت دعا کی آرزو کی تھی تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حلال مال
کھایا کرو پس معلوم ہوا کہ حلال مال کے استعمال سے دعا قبول ہوتی ہے یہ روایت احیاء العلوم مین ہے
اور مستند ہے اور اُسی مین ہے کہ مشتبہ ایک لقمہ کھانے سے چالیس۴۰ روز تک اعضا عقل کی
نافرمانی کرتے ہین یعنی عقل طاعت کو کہتی ہے اور عمدہ باتون کا حکم کرتی ہے وہ قابو مین نہین آتے اور
مشتبہ مال وہ ہے جسکے حلال یا حرام ہونیکا یقین نہ ہوا اور دونون جانب کا احتمال ہو نہ یہ معلوم ہو
اسمین کسقدر حلال ہے اور نہ یہ خبر ہو کہ کسقدر حرام ہے اور اگر اکثر مال حلال اور کچھ حرام ہو اُسکو بھی مشتبہ
کہتے ہین لیکن ایسے مال کے کمانے والے کو اکثر حلال کی صورت مین بھی[1] کھانا حرام ہے اور دوسرے لوگون کو
مشتبہ مال کھانا مکروہ ہے اور اسکا برا اثر پڑتا ہے لیکن اہل صفا اور نورانی قلب کے حضرات اِس قسم کے
اثر کو معلوم کرتے ہین جنکے قلوب پر گناہون کی ظلمت چھا رہی ہے حُبّ دنیا کا غلبہ ہے اُن کو تو اسمین بڑا
مزہ آتا ہے واقعی حق نظر نہین آتا اسکو جسکے قلب کی بینائی گناہون کے اندھیرے سے جاتی رہے لہٰذا
مناسب ہے کہ انسان حتی المقدور اعلیٰ درجہ کا حلال مال کھاوے اور اگر بڑا پست ہمت ہو تو حرام سے
تو ضرور ہی پرہیز کرے کہ اِس سے بچنا ہر شخص پر فرض ہے۔

اَب یہ بھی معلوم کرنا ضرور ہے کہ حضرات مذکورین پر صدقہ فرض و واجب مثل زکوٰۃ طعام کفارہ وغیرہ
بالاتفاق حرام ہے لیکن بعض علما نے اِسکے خلاف کہا ہے اور دلیل اُنکی ضعیف ہے قابلِ التفات نہین
ہان نفل صدقہ مین اختلاف معتد بہ ہے بعض نے جائز رکھا ہے لیکن اہل تحقیق اسکے بھی خلاف مین محققین حنفیہ کے
نزدیک (اور یہی قول میرے نزدیک معتمد علیہ اور قابلِ فتویٰ ہے) صدقہ فرض واجب ۔ نفل سب حرام

[1] افادہ مرشدی ۔ ظلہ العالی ۱۲ منہ

وممنوع ہے ہاں حضرات مذکورین کی خدمت بطریق ہبہ تواضع اور محبت سے بلحاظ قرابت رسول
مقبولؐ اچھی طرح کرنا چاہیے اور خود اُن حضرات کو حرص وطمع دنیاوی سے بچکر محض خدا کے
بھروسہ پر زندگی بسر کرنا مناسب ہے بلکہ واجب ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر محبوب ومقبول کے
تعلق دارون کو ضائع نہ کریگا اُسکی رحمت دنیاوی تو ایسی عام ہے کہ کافر دو بھی محروم نہین
پھر مسلمان ذی قرابت نبویؐ کی نسبت کیا گمان ہے **شعر** دوستان را کجا کنی محروم ٭ تو کہ با دشمنان
نظر داری ٭ اور مضمون مذکور کی تفصیل فتح القدیر اور فتاوی اشرفیہ مین دیکھنی چاہیے
تھوڑی سی عبارت فتح القدیر کی نقل کرتا ہون فِي شَرْحِ الْكَنْزِ لَا فَرْقَ بَيْنَ الصَّدَقَةِ
الْوَاجِبَةِ وَالتَّطَوُّعِ ثُمَّ قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَحِلُّ لَهُمُ التَّطَوُّعُ انْتَهَى فَقَدْ أَثْبَتَ
الْخِلَافَ عَلَى وَجْهٍ يُشْعِرُ بِتَرْجِيحِ حُرْمَةِ النَّافِلَةِ وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِلْعُمُومَاتِ
فَوَجَبَ اعْتِبَارُهُ فَلَا يُدْفَعُ إِلَيْهِمُ النَّافِلَةُ إِلَّا عَلَى وَجْهِ الْهِبَةِ مَعَ الْأَدَبِ
وَخَفْضِ الْجَنَاحِ تَكْرِمَةً لِأَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْرَبُ
الْأَشْيَاءِ إِلَيْكَ حَدِيثُ لَحْمِ بَرِيرَةَ الَّذِي تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا لَمْ يَأْكُلْهُ حَتَّى اعْتَبَرَ
هَدِيَّةً مِنْهَا فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ وَالظَّاهِرُ أَنَّهَا
كَانَتْ صَدَقَةً نَافِلَةً وَأَيْضًا لَا تَخْصِيصَ لِلْعُمُومَاتِ إِلَّا بِدَلِيلٍ انْتَهَى
كَلَامُ الْمُحَقِّقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَأَرْضَاهُ صاحب فتح القدیر بڑے درجہ کے
امام اور مصنف اور حنفیہ مین مجتہد مقیدا ور درویش ہین نیز امام زیلعیؒ شارح کنز بھی بڑے
نامی مستند امام ہین جن حضرات کا یہ فتویٰ ہے اور امام طحاویؒ نے حضرت امام ابو یوسفؒ
وامام محمدؒ کا بھی یہی مذہب نقل کیا ہے جو تحقیق صاحب فتح القدیر کی ہے اور حضرت
امام اعظمؒ سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی نقل کی ہے جسکا جی چاہے شرح آثار مولفہٗ
امام طحاویؒ ملاحظہ کرے۔ اور عقلی دلیل سے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے پس ان لوگون کو
چاہیے کہ صدقات واجبہ ونافلہ وطعام میت سے بچین اور خدائے تعالیٰ کی عطا کردہ

بزرگی کی ناقدری نہ کرین اور دوسرے لوگ بروقت حاجت حضرات سادات اور اہل قرابت نبی کی خاص طور پر تواضع اور محبت سے خدمت کرین اور جان و مال اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نثار کر دین کہ اس سے بڑھکر اور کونسی بزرگی ہوگی نتیجہ یہ ہوگا کہ دارین مین عافیت اور رضاے خدا و رسول میسر آوے گی جسکے مقابلے مین ہفت اقلیم کوئی چیز نہین۔

(**شکایت و ہدایت**) افسوس صد افسوس کہ آج کل بعضے سادات نے اپنی بزرگی کو نیست و نابود کر دیا۔ جہالت۔ رذالت۔ طمع۔ اخلاق مذمومہ۔ مال حرام کھانا۔ ایمان فروشی۔ کفران نعمت الٰہی وغیرہ اپنا شیوہ مقرر کر لیا اور قناعت و توکل اخلاق حمیدہ علم دین وغیرہ سے کنارہ کشی کی جسکی بدولت دنیا مین بھی بے چین و ذلیل ہین اور آخرت مین سخت ندامت اور رسوائی و عذاب سے مقابلہ ہوگا اور بعضے مسلمانون کی یہ حالت ہے کہ ایسے حضرات کی جو سادات اور قرابت نبوی مین صاحب حاجت ہین خدمت نہین کرتے نہ اُنکا حق ادا کرین نہ تعظیم بجالاوین کیا منہ دکھاوین گے خدا اور رسول کو ان دونون گروہ سے دونون وقت صبح و شام جناب رسول مقبول کو جبکہ نامہ اعمال پیش ہوتے ہین ایذا ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کی ایذا دینے والے کو خاص طور پر عذاب دینے کا وعدہ فرمایا ہے لہذا دونون فریق پر فرض ہے کہ اپنی اصلاح کرین اس طریق سے جو اوپر بیان ہو چکا۔

(۴۷) قَالَ بَعْضُ الشُّيُوخِ الْكِبَارِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَهُوَ يَحْتَاشُنِي بِفَضَائِلِ الْفُقَرَاءِ وَشَرَفِ الْفَقِيرِ عَلَى الْغَنِيِّ فَحَفِظْتُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ لِي حَسْبُكَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهَا بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ وَأَنَّ ابْنَتِي فَاطِمَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَبْلَ عَائِشَةَ بِأَرْبَعِينَ سَنَةً [1] لِأَنَّهَا نَالَتْ مِنَ الدُّنْيَا أَقَلَّ مِنْ عَائِشَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهَا (ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ الْيَافِعِيُّ فِي رَوْضِ الرَّيَاحِينِ)۔

حاشیہ (بین السطور): الحث ۱۲ — ای لفاک فی فضل الفقر ۱۲ — بالفتح جمع ریحان ۱۲ غ د م

[1] ہذا العرض عدوۃ وعشیار واہ ابن المبارک مرسلاً کما فی فتح الباری ۱۲ منہ

(ترجمہ) بعض بزرگون نے فرمایا کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اس حالت مین کہ آپ مجھسے فقراء کے فضائل بیان فرما رہے تھے اور دولت پر فقیر کی بزرگی بیان کرتے تھے پس آپکے کلام میں سے مین نے یہ یاد رکھا کہ آپنے فرمایا مجھسے کافی ہے (فضل فقر مین) تجھکو یہ بات کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) جنت مین اپنے دولتمندون سے (یعنی اپنے ہم پلہ اعمال نیک مین جو لوگ ہونگے اُن سے) پانچسو برس پہلے داخل ہوگی اور میری بیٹی فاطمہ (رضوان اللہ علیہا) جنت مین داخل ہوگی چالیس برس قبل عائشہ کے اسلیے کہ اُسنے (یعنی فاطمہؓ نے) دنیا سے نفع بہت کم اٹھایا ہے بہ نسبت عائشہ کے (رضوان اللہ علیہما) یہ حدیث منامی ہے اور اسکو امام یافعی نے روض الریاحین مین روایت کیا ہے اور اس باب کا مفصل مضمون چہل حدیث کی شرح مین بیان کرچکا ہون۔ یہان سے حضرت سیدۃ النساء کا دنیا سے بہت ہی بے تعلق رہنا اور اُس سے محض معمولی نفع اُٹھانا اور پھر اسکی بدولت جنت کا اعلیٰ مقام حاصل ہونا ثابت ہوا باوجودیکہ حضرت عائشہؓ بھی بڑی زاہدہ تھین لیکن تاہم اس درجہ کو نہ پہونچین اور اُنکی عمر بھی حضرت فاطمہؓ سے بہت زیادہ ہوئی یعنی پچاس سال سے زائد ہوئی اور حضرت فاطمہؓ کی بہت کم عمر ہوئی ایک باعث دنیا سے کم حصہ لینے کا یہ بھی تھا دوسرا سبب فقر تھا۔ فقیر شاکر غنی شاکر سے بدرجہا افضل ہے مولنا بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین نقل کیا ہے کہ حضرت شیخ عارف عالم اجل صوفی زاہد اوحد الدین قدس سرہ سے کسی نے پوچھا کہ جسکے پاس دوسو درہم ایک سال تک رہین تو وہ کسقدر زکوٰۃ ادا کرے فرمایا کہ اگر صوفی نے ایک سال تک اسقدر مال جمع رکھا تو دوسو پانچ درہم زکوٰۃ دے اور اگر کسی عام آدمی نے ایسا کیا تو پانچ درہم (جو کہ شرعی حکم ہی) ادا کرے واضح ہو کہ اصلی زکوٰۃ تو شرعاً ہر شخص کے ذمے اس رقم کی فقط پانچ درہم ہین مگر صوفی پر حضرت موصوف نے تعلیماً اسلیے سختی کی کہ طالب مولیٰ و محب حق کو جمع دنیا سے کیا علاقہ یہ اُسکی شان سے بالکل بعید ہے اسلیے لازم ہے کہ دوسو درہم اصلی اور پانچ زائد بطور جرمانہ خیرات کرے واقعی صاحب نصاب ہونا درویشی اور محبت حق کے بالکل خلاف ہے اس مضمونکو چہل حدیث کی شرح مین ضرور ملاحظہ

فرمائیے قابلِ دید ہے اور بعض شبہات کا نفیس جواب بھی وہاں دیا گیا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بغیر اختیارِ زہد ایمان کامل اور رضاے الٰہی پورے طور پر اور نیز معرفت حق بھی حاصل نہین ہوتی جسقدر جے کا قرب خداوندی ہوگا اُسی درجے کا زُہد اور دنیا سے بے رغبتی ہوگی خود حالت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِن امور پر شاہد عدل ہے۔

(۴۸) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَا فَاطِمَةُ تَدْرِيْنَ لِمَ سُمِّيْتِ فَاطِمَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمَ سُمِّيَتْ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَطَمَهَا وَذُرِّيَّتَهَا عَنِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اَخْرَجَهُ الْحَافِظُ الدِّمَشْقِيُّ كَذَا فِيْ عُمْدَةِ التَّحْقِيْقِ لِلْعَالِمِ الْفَاضِلِ اِبْرَاهِيْمَ الْعُبَيْدِيِّ الْمَالِكِيِّ قُدِّسَ سِرُّهٗ)

(ای اتدرین بحذف الاستفهام)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ کیا تجھے معلوم ہے کہ کس وجہ تیرا نام فاطمہ رکھا گیا (حضرت) علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کسواسطے یہ نام رکھا گیا فرمایا جناب رسول مقبول صلعم نے بیشک اللہ غالب و بزرگ ضرور باز رکھے گا اُسکو اور اُسکی اولاد دوزخ سے قیامت کے دن (اسکو حافظ دمشقی نے روایت کیا ہے اور اسکے متعلق تفصیلی مضمون پہلے گذر چکا ہے)۔

(۴۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ فَطَمَ اِبْنَتِيْ فَاطِمَةَ وَوَلَدَهَا وَمَنْ اَحَبَّهُمْ مِنَ النَّارِ (رَوَاهُ الْاِمَامُ عَلِيُّ بْنُ مُوْسَى الرِّضٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ كَذَا فِيْ عُمْدَةِ التَّحْقِيْقِ)۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بیشک اللہ نے باز رکھا میری بیٹی فاطمہ اور اُسکی اولاد او جو اِن سب کو دوست رکھے جہنم سے (اسکو امام علی بن موسی الرضی نے اپنی مسند مین روایت کیا اور اسکے متعلق مضمون گذر چکا ہے)۔

(۵۰) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلْ اِلَى الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ

فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ طَوِيْلٌ لٰكِنِّيْ نَقَلْتُ ذٰلِكَ الْقَدْرَ لِغَرَضِ وُرُوْدِ الْمُفَادِ)۔

ترجمہ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ فرشتہ کبھی نہین اُترا زمین پر قبل اس رات کے اسنے اجازت چاہی اپنے پروردگار سے اسبات کی کہ مجھپر سلام کرے اور مجھے خوشخبری دے کہ بیشک فاطمہؓ سردار اہل جنت کی عورتون کی ہے اور حسنؓ اور حسینؓ سردار جوانون اہل جنت کے ہین (اسکو ترمذیؒ نے روایت کیاہے اس کے پہلے اسکے متعلق تفصیلی مضمون گذر چکاہے)۔

(۵۱) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(ای فی الفضل ۱۲ — علیٰ وزن فعیلۃ ۱۲ — بالضم وفتح الواو وسکون الیاء وکسر اللام ۱۲)

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کافی ہے تجھکو (بزرگی اور فضیلت مین) تمام جہانون کی عورتون مین سے مریم بیٹی عمران کی (یعنی والدہ صاحبہ حضرت عیسیٰؑ کی) اور خدیجہؓ بنت خویلد (یعنی والدہ ماجدہ حضرت سیدۃ النساءؓ کی اور خویلد بضم خا وفتح واو وکسر لام ہے) اور فاطمہؓ صاحبزادی محمدؐ کی اور (حضرت) آسیہ زوجہ فرعون (یعنی یہ عورتین بڑی بزرگ اور تمام عورتون مین منتخب ہین حضرت آسیہ بڑی کامل ہوئی تھین باوجود خاوند کے کافر ہونے کے اپنا ایمان قائم رکھا انکا حال کتب تاریخ اور بہشتی زیور حصہ ہشتم مین ملاحظہ ہو اور یہان سے یہ وہم نہ ہو کہ یہ سب ایک درجے کی ہین کیونکہ بیان فقط اظہار کمال مقصود ہے نہ کہ زیادتی کمی کا بیان اور حضرت فاطمہؓ سب سے افضل ہین جیسا کہ یہ بات دلائل متقدمہ سے ثابت ہوچکی ہے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے)

(۵۲) أَيُّمَا امْرَأَةٍ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ فَهِيَ لِآخِرِ

(ما زائدۃ ۱۲ — مجہول ۱۲)

آخِرِ اَزْوَاجِهَا (رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَصَحَّحَهُ السُّيُوطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ)

ترجمہ جو عورت کہ خاوند اُسکا مر جائے (اور وہ دوسرا نکاح کرلے) سو وہ (جنت مین) اخیر خاوند کو ملے گی (طبرانی نے حضرت ابو درداء سے اسکو صحیح سند سے روایت کیا ہے)

(۵۳) اَلْمَرْأَةُ لِاٰخِرِ اَزْوَاجِهَا (رَوَاهُ الْخَطِيبُ عَنْ عَائِشَةَ وَضَعَّفَهُ السُّيُوطِيُّ)۔

ترجمہ عورت (جنت مین) اخیر خاوند کو ملے گی (یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور خطیب نے اسکو ضعیف سند سے روایت کیا ہے یہ حدیثین یہان اس غرض سے لائی گئین کہ حضرت فاطمہؓ پر اللہ نے یہ رحمت کی کہ پہلے ہی خاوند جناب سیدنا علیؓ کے نکاح مین وفات فرمائین اور یہ بڑا کمال (اگرچہ غیر اختیاری) ہے اسلیے کہ گو بیوہ کو نکاح کرنا بعض صورتون مین واجب اور بعض صورتون مین بہتر ہے مگر جو عورت اعلیٰ درجے کی حیادار اور احکام شرعیہ کی پوری پابندی ہوتی ہے اس امر کا کہ دوسرے خاوند سے نکاح ہو بڑا رنج ہوتا ہے اور یہ امر طبعی اور ظاہر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا نکاح آپ کے بعد اورون کے ساتھ اسی وجہ سے حرام کردیا کہ جناب رسول مقبول کو اس امر سے رنج ہوگا۔ پس اگر کوئی بیوہ عورت محض اس حیا اور پہلے خاوند کی محبت کی وجہ سے اور اُس سے جنت مین ملنے کے شوق مین بشرطیکہ کوئی شرعی مجبوری نہ ہو دوسرا نکاح نہ کرے تو مضائقہ نہین کہ کمال حیا کمال ایمان کی دلیل ہے مگر دوسرے نکاح کو برا نہ سمجھے بعضی عورتین باوجود ضرورت شرعی کے اور حاجت مرد کے دوسرا نکاح نہین کرتین اور اُسکو برا سمجھتی ہین اور خلاف شرع کام کرتی ہین خاوند نہ ہونے کی وجہ سے سو ایسی عورتین بہت برا کرتی ہین اور بعضی صورتون مین اُنکے ایمان جاتے رہنے کا اندیشہ ہے اُنکو بوقت حاجت ضرور نکاح کرلینا چاہیے جناب رسول مقبولؐ کی ایک صاحبزادی کے اور حضرت اسماءؓ زوجۂ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تین تین نکاح ہوئے اور احیاء العلوم کی کتاب الاخلاق مین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس عورت کے دنیا مین چند نکاح ہوئے ہون وہ جنت مین اُس خاوند کو ملے گی جسکی عادتین

مقصود اس بات سے [illegible]

اچھی ہوں گی سو حافظ عراقی نے اسکو ضعیف کہا ہے اور مضمون بالا کی حدیث صحیح ہر پس وہی معتبر اور معمول ہے
و اللہ تعالیٰ اعلم ویؤیدہ ما فی تہذیب التہذیب (ج ۱۲ ص ۴۶۵ و ۴۶۶) قال ابو الزاہریۃ عن جبیر بن نفیر
عن ام الدرداء[1] انہا قامت لابی الدرداء انک خطبتنی الی ابوی فی الدنیا فانکحونی وانی اخطبک الی نفسک
فی الآخرۃ قال فلا تنکحی بعدی فخطبہا معاویۃ فاخبرتہ بالذی کان فقال علیک بالصیام کانت تقیم ستۃ اشہر
ببیت المقدس وستۃ اشہر بدمشق وکانت من العابدات اھ۔

(۵۴) اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ وَابْنُ عَسَاکِرَ مِنْ طَرِیْقِ اَبِی الْمُنْذِرِ ھِشَامِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ
قَالَ اَضَاقَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ وَکَانَ عَطَاءُہٗ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ مِّائَۃَ اَلْفٍ فَحَبَسَھَا عَنْہُ مُعٰوِیَۃُ
فِیْ اِحْدَی السِّنِیْنَ فَاَضَاقَ اِضَاقَۃً شَدِیْدَۃً قَالَ فَدَعَوْتُ بِدَوَاۃٍ لِاَکْتُبَ اِلٰی
مُعٰوِیَۃَ لِاُذَکِّرَہٗ نَفْسِیْ ثُمَّ اَمْسَکْتُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فِی الْمَنَامِ فَقَالَ کَیْفَ اَنْتَ یَا حَسَنُ فَقُلْتُ بِخَیْرٍ یَا اَبَتِ وَشَکَوْتُ اِلَیْہِ تَاَخُّرَ الْمَالِ
عَنِّیْ فَقَالَ اَدَعَوْتَ بِدَوَاۃٍ لِتَکْتُبَ اِلٰی مَخْلُوْقٍ مِّثْلِکَ تُذَکِّرُہٗ ذٰلِکَ فَقُلْتُ
نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ اَصْنَعُ فَقَالَ قُلِ اللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَکَ وَاقْطَعْ
رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَکَ اَللّٰھُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْہُ
قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْہُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَہِ اِلَیْہِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْہُ مَسْاَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی
لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِہٖ
یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ فَوَاللّٰہِ مَا اَلْحَحْتُ بِہٖ اُسْبُوْعًا حَتّٰی بَعَثَ اِلَیَّ مُعٰوِیَۃُ بِاَلْفِ اَلْفٍ
وَّخَمْسِمِائَۃِ اَلْفٍ فَقُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَنْسٰی مَنْ ذَکَرَہٗ وَلَا یُخَیِّبُ مَنْ دَعَاہُ
فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ یَا حَسَنُ کَیْفَ اَنْتَ فَقُلْتُ بِخَیْرٍ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَحَدَّثْتُہٗ بِحَدِیْثِیْ فَقَالَ یَا بُنَیَّ ھٰکَذَا مَنْ رَجَا الْخَالِقَ وَلَمْ یَرْجُ الْمَخْلُوْقَ کَذَا فِیْ تَارِیْخِ الْخُلَفَاءِ
منادیٰ مصغر مولا خفاق ۱۲

---

[1] الصغریٰ زوج ابی الدرداء صحابیۃ ویقال جہیمۃ بنت حی الاوصابیۃ الدمشقیۃ ذکرہا ابن سمیع فی الطبقۃ الثانیۃ من تابعی اہل الشام ۱۲ منہ [2] ای العطائی الف فہو علی اصول العرب ۱۲

ترجمہ بیہقیؒ اور ابن عساکر محدثین نے روایت کی ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ خرچ سے تنگ ہوئے اور اُنکا وظیفہ سالانہ ایک لاکھ (درہم یا دینار) تھا (یہ اُس زمانہ مین جبکہ اُنھون نے سلطنت مسلمانون کی خونریزی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی تھی اور یہ قصہ طویل ہے نہ اسکی نقل کا یہ موقع ہے) سو حضرت امیر معاویہؓ نے ایک سال وظیفہ مذکورہ روک لیا اور نہ بھیجا پس خرچ کی سخت تکلیف ہوئی حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ مین نے دوات منگائی تاکہ (حضرت) امیر معاویہؓ کو لکھون اور یاد دلاؤن یہ بات پھر مین رُک گیا (غالباً رُکنے کی وجہ کسی مخلوق سے رزق کی طلب مناسب نہ سمجھنا تھا جو ایک قسم کا شرک خفی ہے اہل طریقت اسکا بڑا اہتمام کرتے ہین اللہ کے سوا کسی سے حتی المقدور آرزو اور فرمایش نہ کرے اور آپ بہت بڑے سخی تھے احیاء العلوم اور تاریخ الخلفاء مین مختلف حکایتین آپ کے کمال سخاوت کی منقول ہین مگر بعضے وقت تنگی مین انسان پریشان ہوجاتا ہے چنانچہ یہان بھی ایسا ہی ہوا تھا کہ قصد کیا مگر خدائے تعالےٰ نے بچا لیا اور اپنے محبوب نواسۂ محبوب کی شان عالی سے یہ بات گوارا نہ کی بعض اوقات سخت مصائب اور تنگی کی وجہ سے بعضے انبیاءؑ سے بھی لغزشین جو اُن درجے کے خلاف تھین گو گناہ نہ تھین واقع ہوگئی ہین ایسی ہی لغزش یہ بھی ہے اگرچہ بیت المال مین آپکا حق بھی تھا لیکن تاہم اپنی جیسے مخلوق سے فرمایش نامناسب تھی پس مناسب یہ ہے کہ جو معاملہ کیا رکھے ہوئے ہو یا وہ اگر برابر چلے چلنے دے زیادہ درپے نہ ہو اسلیے کہ اسمین خالق اکبر پر بھروسہ مین نقصان معلوم ہوتا ہے اسباب کی طرف بقدر حاجت بہت کم توجہ ہونی چاہیے) پھر مین نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے حسن تمھارا کیا حال ہے مین نے عرض اچھا حال ہے اے باباجان اور مین نے شکایت کی آپکے مال کے آنے مین دیر ہونے کی سو فرمایا کیا تمنے دوات منگائی تھی تاکہ اپنی مثل مخلوق کو اپنا حال لکھو اور اپنی ذات (کا حال) یاد دلاؤ مین نے عرض کیا جی ہان یا رسول اللہ (اور اس امر کی اے مبارک چونکہ نہین ہے تو) پھر مین اور کیا (تدبیر) کرون (یعنی تنگی سخت ہے کوئی رہائی کی صورت تعلیم کیجیے) آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی اور کہا کہ کہو (اس دعا پر لکیر کھینچ دی ہے جب پڑھے عربی مین پڑھے ترجمہ یہ ہے) اے اللہ ڈالدے میرے دل مین

اپنی امید اور قطع کر دے میری امید اپنے غیر سے یہانتک کہ مین تیری غیر سے امید نہ رکھون اے اللہ اور
وہ چیز کہ اُسکے حاصل کرنے سے ضعیف ہو میری قوت اور کوتاہی کرے اُس سے میرا عمل اور
نہ پہونچے اُس تک میری رغبت اور نہ پہونچے اُسپر میرا سوال (تجھسے) اور نہ جاری ہو میری
زبان پر اُس چیز سے کہ دیا تو نے کسی کو پہلون اور پچھلون سے (اور وہ) یقین (ہے عطاے روزی
وجمیع آرزؤنکا) تو مجھسے خاص کر دے اُس یقین کے ساتھ اے پروردگار تمام جہانون کے خدا
حضرت حسن رض نے کہ خدا کی قسم مین اسکو پورا ایک ہفتہ کثرت سے نہ پڑھنے پایا کہ امیر معاویہ نے
پندرہ لاکھ بھیجے سو مین نے کہا کہ حق تعریف اُس اللہ کو ہے جو نہین چھوڑتا اُسے جو اُسکو یاد کرے
اور نہین گھاٹے مین رہتا وہ جو اُس سے دعا کرے پھر مین نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب
دیکھا پس آپنے فرمایا اے حسن کیا حال ہے تمھارا مین نے عرض کیا اچھا حال ہے یا رسول اللہ او
مین نے اپنا قصہ بیان کیا آپنے فرمایا ای میرے پیارے بیٹے ایسا ہی ہوتا ہے جو خالق سے امید رکھے
اور مخلوق سے نا امیدی رکھے۔ واضح ہو کہ یہ فضل ہے اولاد فاطمہ رض کا کہ حق تعالیٰ اور رسول کریم
اُنکا ذرا سا بھی نقصان دینی گوارا نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے پھر تنگی بھی رفع کر دی یہ تعلیم نبوی تھی
اہل بیت کو جب تو اُن کو اسقدر مراتب علیا میسر ہوئے ایسے ایسے ذی کمال اولاد حضرت فاطمہ
پیدا ہوئے (تنبیہ) غرض اس قصے سے یہ ہے کہ ہر حال مین اللہ سے رجوع کرے اُسکے پاس سب
موجود ہے تمام جہان اُسکے قبضے مین ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے جو اُسکا ہو گیا وہ بھی اُسکا ہوا
جسنے اُسپر بھروسا کیا وہ اُسکو کافی ہو گیا انسان کو ثابت قدم اور استقلال واستقامت سے
رہنا چاہیے اور کیسی ہی سختی ہو خدا سے رہائی کا امیدوار رہے کہ نا امیدی کافرونکا کام ہے اللہ سب
آسان کر دیتا ہے دیکھو ایک لاکھ کی جگہ پندرہ لاکھ بھیجدیے اور تنگی پر صبر کا ثواب جدا اہل اللہ کا
کام مصائب کا برداشت کرنا اور رضاے مولی پر خوش رہنا ہے وہ رحیم وکریم اُنکا کفیل ہے کبھی
ضائع نہ ہونے دیگا شعر ہر سود دو آنکس کہ از در خویش براند، کانرا کہ بخواند بدر کس ندواند۔
(فائدہ) جس کسی کو رزق کی تنگی ہو اِس دعا کو پڑھے مگر کثرت سے پڑھے اگر وضو ہو بہتر ورنہ

بغیر وضو بھی درست ہے انشاء اللہ تعالیٰ تنگی رفع ہو جائے گی۔

(۵۵) اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاَنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ
وسخ بفتحتین چرک ۱۲م
وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(ترجمہ) بیشک یہ صدقہ سوائے اِسکے نہین کہ مَیل کُچیل لوگون کا ہے اور وہ حلال نہین محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو (اسکو مسلم نے روایت کیا ہے تفصیل اسکی گذر چکی)۔

(۵۶) اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرِنِ الطَّبَرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ وَرَفَعَهُ بِلَفْظِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ خَمْسَةٍ فِيَّ وَفِيْ عَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ (وَالْمُرَادُ مِنْهَا اٰيَةُ التَّطْهِيْرِ وَمِثْلُ رِوَايَةِ ابْنِ جَرِيْرٍ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ)۔

ترجمہ ابن جریر طبری نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ آیت تطہیر میرے اور علیؓ اور حسنؓ و حسینؓ اور فاطمہؓ کے بارے مین نازل ہوئی (اسکا بیان گذر چکا بعض حدیثین بوجہ اختلاف الفاظ و تاکید مضمون چند بار درج کی گئین)۔

(۵۷) فِيْ تَفْسِيْرِ الْجَلَالَيْنِ فِيْ اٰيَةِ الْمُبَاهَلَةِ وَقَدْ دَعَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَیْ یہم نجران
وَفْدَ نَجْرَانَ لِذٰلِكَ لَمَّا حَاجُّوْهُ فِيْهِ فَقَالُوْا حَتّٰى نَنْظُرَ فِيْ اَمْرِنَا ثُمَّ
جمع وافد بمعنی برسولی پیش کسے رونده ۱۲م
نَاْتِيْكَ فَقَالَ ذُوْ رَاْيِهِمْ لَقَدْ عَرَفْتُمْ نُبُوَّتَهُ وَاَنَّهُ مَا بَاهَلَ قَوْمٌ نَبِيًّا
اِلَّا هَلَكُوْا فَوَادِعُوا الرَّجُلَ وَانْصَرِفُوْا فَاَتَوْهُ وَقَدْ خَرَجَ وَمَعَهُ الْحَسَنُ
من المواعدة بمعنی ابعالو بنیادہ صلح کردن ۱۲م ، علی زنة الامر ۱۲م
وَالْحُسَيْنُ وَفَاطِمَةُ وَعَلِيٌّ وَقَالَ لَهُمْ اِذَا دَعَوْتُ فَاَمِّنُوْا فَاَبَوْا اَنْ
من التامین ۱۲
يُّلَاعِنُوْا وَصَالَحُوْهُ عَلَى الْجِزْيَةِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
ملاعنہ یعنی یکدیگر لعنت و نفرین کردن ۱۲م
لَوْ خَرَجَ الَّذِيْنَ يُبَاهِلُوْنَ لَرَجَعُوْا لَا يَجِدُوْنَ مَالًا وَّلَا اَهْلًا
وَرُوِيَ لَوْ خَرَجُوْا لَاحْتَرَقُوْا اَوْرَدَهُ السُّيُوْطِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ الزَّمَخْشَرِيِّ
معروف ۱۲
فِي الْكَشَّافِ قَالَ اُسْقُفُّ نَجْرَانَ يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰى اِنِّيْ لَاَرٰى وُجُوْهًا

۵ بضم اول ثالث تشدید فا عالم و مقتدائے ترسایان قاضی دین ایشان او فوق قسیس ہست و دون مطران ۱۲ منتخب اللغات

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یُّزِیْلَ جَبَلًا مِّنْ مَّکَانِہٖ لَاَ زَالَہٗ بِهَا فَلَا تُبَاهِلُوْا فَتَهْلِكُوْا وَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ نَصْرَانِیٌّ وَکَذَا فِی السِّیْرَةِ الْحَلَبِیَّةِ۔

مباہلہ کے بیان میں اس حدیث کا حاصل گذر چکا (اسکو امام سیوطی اور علامہ زمخشری نے نقل کیا ہے)

(۵۸) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ جَاعَ فِیْ زَمَنِ قَحْطٍ فَاَهْدَتْ لَهٗ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا رَغِیْفَیْنِ وَبَضْعَةَ لَحْمٍ اٰثَرَتْهُ بِهَا فَرَجَعَ بِهَا اِلَیْهَا وَقَالَ هَلُمِّیْ یَا بُنَیَّةُ فَکَشَفَتْ عَنِ الطَّبَقِ فَاِذَا هُوَ مَمْلُوْءٌ خُبْزًا وَّلَحْمًا فَبُهِتَتْ وَعَلِمَتْ اَنَّهَا نَزَلَتْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنّٰی لَكِ هٰذَا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَكِ شَبِیْهَةَ سَیِّدَةِ نِسَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ثُمَّ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَّالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَجَمِیْعَ اَهْلِ بَیْتِهٖ فَاَکَلُوْا عَلَیْهِ حَتّٰی شَبِعُوْا وَبَقِیَ الطَّعَامُ کَمَا هُوَ فَاَوْسَعَتْ فَاطِمَةُ عَلٰی جِیْرَانِهَا (رَوَاهُ الزَّمَخْشَرِیُّ فِی الْکَشَّافِ وَتَتَبَّعْتُ کُتُبَ الْمَوْضُوْعَاتِ فَلَمْ اَجِدْهُ فِیْهَا وَرَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی مَعْنًا بِغَیْرِ ذِکْرِ الْقَحْطِ وَغَیْرِ قَوْلِهٖ ثُمَّ جَمَعَ الخ)۔

ترجمہ حضور صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ کو ایکبار قحط کے زمانے میں بھوک کی تکلیف پیش آئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو دو روٹی اور گوشت (غالباً پختہ ہوگا) کا ٹکڑا ہدیہ بھیجا اور خود باوجود بھوک کے نہ کھایا (کس درجہ سخاوت تھی اور کیسی محبت تھی رسول مقبول کی پھر سردار زنان جنت کیوں نہ ہوتیں پس حضور نے یہ کھانا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو لوٹا دیا اور فرمایا اے پیاری بیٹی تم خود آکر

---

۱ قولہ یوثرون کالانفسہم ای یقدمون علی انفسہم من قولہم آثر دعلے نفسہ قدمہ وفضلہ ۱۲ مجمع البحرین ۱۲ ۲ ہلم بفتح المیم ضم اللام المشددۃ وفتح المیم اسم فعل بمعنی لام الکحال بجمع الناس قال فی مجمع البحرین یستوی فیہ الواحد والجمع والتانیث فی لغۃ اہل الحجاز واہل نجد یصرفونہا ہلمی وہلما وہلمن قال الجوہری والاول افصح ۱۲ ۳ شاید یہ وجہ ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کھانے کے ہمراہ آنے سے کھانے میں زیادتی ہو جاوے گی اور دوسری وجوہ بھی محتمل ہیں ۱۲ منہ

سو وہ رحاضر ہوئیں اور) طباق کو کھولا تو وہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا پس حیران ہو گئیں اور جانا کہ یہ کھانا اللہ کے پاس سے اُترا ہے پھر فرمایا اُنسے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہاں تمکو یہ کھانا ملا تو جواب دیا حضرت فاطمہؓ نے وہ خدا کے پاس سے اُترا ہے بیشک اللہ روزی دیتا ہے بے شمار جسے چاہتا ہے پس فرمایا حضورؐ نے تمام شکر ہے اُس اللہ کا جسنے تجھے مثل سردار تمام عورتوں بنی اسرائیل کے بنایا (اور وہ حضرت مریمؑ تھیں بطریق کرامت اُنکے پاس بے موسم غیب سے میوے آتے تھے اُنھوں نے حضرت زکریاؑ کے جواب میں بھی یہی فرمایا تھا کہ یہ میوے بے موسم خدا کے پاس سے آتے ہیں آخر تک) پھر اکٹھا کیا رسول مقبولؐ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو اور تمام اہل بیت کو سو سب نے کھانا کھایا اُس طباق پر یہانتک کہ سیر ہوئے اور کھانا باقی رہا جیسا کہ تھا تو وسعت کی (یعنی دیا) حضرت فاطمہؓ نے اپنے پڑوسیوں (اسکو صاحب کشاف نے روایت کیا ہے اور قاضی ابو یعلیٰ محدث نے بھی یہ قصہ سوائے ذکر قحط اور سب کے جمع کرنے کے روایت کیا ہے۔ اس سے حسی کرامت حضرت فاطمہؓ کی ظاہر ہوئی جو تقوے کے ساتھ محمود ہے۔)

(۵۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ مَرِضَا فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مَّعَهٗ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلٰى وَلَدِكَ فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَّ فَاطِمَةُ وَ فِضَّةُ جَارِيَةٌ لَّهُمَا اِنْ بَرِءَا مِمَّا بِهِمَا اَنْ يَّصُوْمُوْا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَشُفِيَا وَمَا مَعَهُمْ شَيْءٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِيٌّ مِّنْ شَمْعُوْنَ الْخَيْبَرِيِّ الْيَهُوْدِيِّ ثَلٰثَ اَصْوُعٍ مِّنْ شَعِيْرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُ صَاعًا وَّاخْتَبَزَتْ خَمْسَةَ اَقْرَاصٍ عَلٰى عَدَدِهِمْ فَوَضَعُوْهَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ لِيُفْطِرُوْا فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ سَائِلٌ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ مِّسْكِيْنٌ مِّنْ مَّسَاكِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَطْعِمُوْنِيْ اَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ مِنْ مَّوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاٰثَرُوْهُ وَبَاتُوْا لَمْ يَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ وَاَصْبَحُوْا صِيَامًا فَلَمَّا اَمْسَوْا

مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تمہیں کھانا کھلادے دسترخوان جنت سے سو اُنھون نے اِس درخواست کو
قبول کیا اور رات گذاری اس حال مین کہ سوائے پانی کے اور کچھ نہین چکھا اور صبح کی روزے
کی حالت مین (یعنی صبح کو روزے پر روزہ رکھ لیا اور چونکہ پہلے روزے کو پانی سے افطار کیا
تھا اسلیے یہ صوم وصال جو مکروہ ہے اُسمین داخل نہین اور صوم وصال پے درپے بلا افطار روزہ
رکھنے کو کہتے ہین) پھر جب شام ہوئی اور اُنھون نے اپنے سامنے کھانا رکھا ایک یتیم آیا
سو وہ کھانا اُسپر صدقہ کر دیا اور تیسرے دن ایک قیدی آیا اُس سے بھی یہی برتاؤ کیا (غرض
تین روز کھانا نہین کھایا اور روزے رکھے اور باوجود اپنی حاجت کے خیرات کی اور دوسرون کی
حاجت کو اپنی ضرورت پر مقدم کیا) پس جب تیسرے روزے کے بعد صبح ہوئی حضرت علیؓ
حضرت حسنینؓ کا ہاتھ پکڑ کر اور حضور سرور عالمؐ کے پاس تینون صاحب حاضر ہوئے جب سو
مقبولؐ نے اُن کو دیکھا اس حال مین کہ وہ کانپتے تھے مثل چوزون پرند کے بوجہ شدت بھوک
کے فرمایا کسقدر سخت ہے وہ چیز جو مجھے ناگوار ہے اور وہ یہ حالت ہے جسمین تمکو دیکھتا ہون
(یعنی مجھے سخت غم اور ناگواری ہے تمھاری اس تنگی کو دیکھکر) پھر چلے آپ اُنکے ہمراہ او
حضرت فاطمہؓ کو دیکھا اُنکی محراب مین ایسے حال مین کہ اُنکی پیٹھ اُنکے پیٹ سے (بوجہ سخت بھوک
کے) ملگئی تھی اور اُنکی آنکھین گڑ گئی تھین آپ کو یہ ناگوار ہوا سو اُترے حضرت جبرئیل او
کہا لیجیے یہ آیات اللہ تعالےٰ آپ کو مبارک باد دیتا ہے آپ کے اہل کے بارے مین اور
پڑھائی آپکو سورۂ دہر (جسمین اِن حضرات کی مدح وثنا کی آیات ہین اور وہ چند آیتین
ہین جنکا حاصل اِن حضرات کی مدح وثنا اور وعدہ جزاے دائمی کا بیان ہے اگر شوق ہو ترجمہ
قرآن مین دیکھ لو۔ اِس حدیث کی سند کا تفصیلی بیان حواشی عربیہ مین گذر چکا ہے)
مسلمانو! اپنے پیشوا کے اخلاق اور دنیا سے قطع تعلق اور خدا کی رضامندی کی جستجو اور
احتمال شدائد کو ذرہ غور سے دیکھو اور پھر اُسکے ثمرہ اور نتیجہ پر نظر ڈالو جو ہر بے بہا معلوم ہوگا
یہ بہت بڑا مرتبہ ہے کہ اورون کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کرے حضرت ابدال جو

اولیاء اللہ ہین بڑے درجے کے لوگ ہین اِسی وجہ سے اِس رتبہ کو پہونچے ہین چنانچہ حدیث مشکوٰۃ مین اسطرح کی صفات انکی مذکور ہین جنکی وجہ سے اس درجہ مین کہ انکو اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل ہوئی ہے اور احیاء العلوم وکیمیائے سعادت وغیرہ اِس قسم کی کتابین اِن مضامین کی خوب تفصیل بیان کرتی ہین مگر عالم درویش کو اُن کتب کا سُنا دینا ضرور ہے محض خود مطالعہ سے بغیر اہلیت علم ظاہری وباطنی مطلب حاصل ہوگا بلکہ ضرر کا اندیشہ ہے اور ثمرہ اس تکلیف کا یہ ہوا کہ قیامت تک قرآن مین اِن حضرات کی تعریف باقی رہے گی لوگون کو عبرت ہوگی اعلیٰ درجہ کا ثواب ہوگا دارین اِس تقویٰ کی بدولت عزت ہوئی -

آج جو مسلمان دین ودنیا کی خرابیون مین مبتلا ہین غیر اقوام کی غلامی مین گرفتار اور طرح طرح کی تکلیفون مبتلا ہین اِسکی وجہ یہی ہے کہ انھون نے اپنے اعمال معاملات - اخلاق خراب کرلیے ہین جب تک ایسے لوگ جنکا تذکرہ ہوا یا اُنکے پیرو موجود تھے طرح طرح کی برکتین دارین کی راحتین اور عزت مخالفین پر غلبہ ظاہری وباطنی علوم کی ترقی وغیرہ نعمتین میسر تھین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اللہ پاک کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جبتک وہ اپنی حالت خود نہ بدلڈالین چنانچہ قرآن مجید مین یہ مضمون موجود ہے- اللہ کی ذات ہمیشہ یکسان حالت پر ہے تغیّر وتبدّل سے پاک ہے اگر اب بھی مسلمان دین پر پورا عمل کرین انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ اُنکو وہی نعمتین میسر فرماوین مسلمان بدل گئے خدا کی حالت تو نہین بدلی اسمین خدا کا کچھ نقصان اور مجبوری نہین وہ تو ہر زمانہ مین اپنے ذاتی وصفاتی کمالات مین یکتا اور واحد اور ہر شرکت اور نظیر سے

(٤٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ وَجَمْعُ قُرَیْشٍ فِیْ مَجَالِسِہِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ مِّنْہُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی ہٰذَا الْمُرَائِیْ اَیُّکُمْ یَقُوْمُ اِلٰی جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَیَعْمِدُ اِلٰی فَرْثِہَا وَدَمِہَا وَسَلَاہَا ثُمَّ یُمْہِلُہٗ حَتّٰی اِذَا سَجَدَ وَضَعَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاہُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ وَثَبَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِکُوْا حَتّٰی مَالَ بَعْضُہُمْ اِلٰی

بالفتح جماعت ۱۲ — من المفاعلۃ ۱۲ — بالفتح شتر کہ پارہ پارہ کردہ شود در شاۃ نیز اطلاق میکنند — من الامہال ۱۲

۵ بفتح سین وتخفیف لام پوستے کہ در وے بچہ میباشد از آدمیان ومواشی وبعضے گفتہ اند مخصوص مواشی است ودر آدمیان مشیمہ گویند ۱۲

بَعْضٍ مِّنَ الضِّحْكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰی فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰی وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰی اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِيْثِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے کعبہ کے پاس اُس حال مین کہ ایک جماعت قریش اپنی مجلسون مین تھی (اور وہ مجالس حرم شریف مین تھین) ناگاہ کسی کہنے والے نے اُنمین سے کہا تم نہین دیکھتے ہو اِس (حضور سرورِ عالم) ریاکرنے والے کی طرف (اور یہ بات ابوجہل نے کہی تھی) تم مین سے کون شخص ہے کہ جاوے طرف انو ذبح کیے ہوئے فلان قبیلہ کے (کسی قبیلہ مین اونٹ ذبح کیا گیا تھا) پس لادے اُسکی لید اور خون اور وہ کھال جسمین بچہ ہوتا ہے پھر اُن چیزون کو رکھے یہان تک کہ جسوقت آنحضرت سجدہ کرین تو آپکے دو شانون کے بیچ مین ڈالدے سو اُٹھا اُنمین کا بدبخت تر اشقی پھر جب حضرتؐ نے سجدہ کیا تو اُسنے اُن چیزون کو آپ کے دونون کندھون کے بیچ مین رکھدیا اور حضور سرورِ عالم اپنی جگہ پر ثابت رہے سجدہ کی حالت مین پس ہنسے وہ مشرک یہانتک کہ ہنسنے کی وجہ سے بعض اُنمین کا بعض کی طرف جھک گیا پھر گیا ایک جانے والا (اور وہ ابن مسعودؓ تھے) حضرت فاطمہؓ کے پاس (اور آپکو اس حال کی خبردی اور آپ چھوٹی عمر کی تھین اُسوقت) سو آپ دوڑتی ہوئی تشریف لائین اور حضورؐ بدستور سجدہ مین ثابت قدم رہے یہانتک کہ وہ چیزین حضورؐ کے اوپر سے ہٹادین اور حضرت فاطمہؓ اُن مشرکون کی طرف متوجہ ہوئین اور اُن کو جھڑکا اور ڈانٹا یہ مضمون طویل ہے بقدر ضرورت نقل کردیا - آئین قوت اور ہمت اور کرامت ہے حضرت فاطمہؓ کی کہ باوجود چھوٹی عمر کے ایسی دلیری اور دین کی مدد کی اور اُن لوگون کو کچھ جواب نہ بن پڑا اور مجال نہ ہوئی کہ کچھ کہہ سکین سبحان اللہ اہل اللہ کو ایسا ہی ہونا چاہیے اُنکی مدد خدا کرتا ہے (اِس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے دونون روایتون کے بعضے لفظون مین اختلاف ہے)۔

(۶۱) قَالَ الْقَاضِیْ عِیَاضٌ فِی الشِّفَاءِ فِیْ اِجَابَۃِ دَعْوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لِفَاطِمَۃَ اِبْنَتِہٖ اَنْ لَّا یُجِیْعَھَا قَالَتْ فَمَا جُعْتُ بَعْدُ وَکَذَا فِیْ اَنْحَصَائِصِ الْکُبْرٰی

(من الاجاعة گرسنہ کردن ۱۲ اص — من نصر گرسنہ شدن ۱۲ ص)

ترجمہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کے لیے دعا فرمائی کہ اُن کو بھوک نہ لگے وہ فرماتی ہیں کہ اس دعا کے بعد مجھے بھوک نہیں لگی اور بیہقی نے عمران بن حصینؓ سے روایت کی ہے کہ عمرانؓ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا حضرت بی بی فاطمہؓ تشریف لائیں اور آپ کے سامنے کھڑی ہوئیں آپ نے اُنکی طرف دیکھا کہ بسبب بھوک کے چہرہ اُنکا زرد ہو رہا تھا آپ نے اُنکے سینے پر ہاتھ رکھا کہ اے اللہ پیٹ بھرنے والے بھوکوں کے اور اونچے کرنے والے نیچوں کے فاطمہ بنت محمد کو بلندی دے بعد تکلیف اُنکی دور کر عمرانؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ چہرۂ مبارک حضرت بی بی فاطمہؓ کا سُرخ اور روشن ہو گیا اور زردی اُنکے چہرہ کی جاتی رہی پھر ایک بار میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوا اُنھوں نے مجھسے فرمایا کہ اُسدن سے مجھے پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی ف بیہقی نے بعد روایت اس حدیث کے کہا ہے یہ قصہ ماقبل نزول آیت حجاب کا ہے کذا قال المفتی عنایت احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور عالمؐ نے یہ دعا فرمائی کہ جب کھانا میسر ہو تو بھوک کی کلفت نہ ہو نہ یہ کہ ہمیشہ بھوک کی خواہش نہ ہو کیونکہ اس دعا کی کوئی وجہ معتد بہ نہیں معلوم ہوتی واللہ اعلم چونکہ حضرات اہل بیت پر فاقہ کی سخت حالتیں گذرتی تھیں اور جناب سیدۃ النساءؓ بوجہ لطافت و نزاکت طبعیہ کے اِن مشقتوں کی دشواری سے متحمل ہو سکتی تھیں اور سخت تکلیف ہوتی تھی اسوجہ سے حضورؐ نے یہ دعا فرمائی جو مقبول ہوئی آور معلوم کرنا چاہیے کہ بندہ کی بندگی کا یہ اقتضا ہے کہ ہر حال میں راضی رہے اور کسی وقت میں فلاحیت اور سہولت کی تمنا قائم ہو کہ اکثر سختی تنگی و مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں فرق آتا ہے اور پریشانی کی وجہ سے قلب ٹھکانے نہیں رہتا اور اصل مقصود عبادت اور محبت اور اطاعت الٰہی ہے اور محبت وراحت سے جو عبادت ہوتی ہے اُسمیں توجہ کامل ہوتی ہے اور وہ عبادت افضل ہے اُس عبادت سے بحیثیت عبادت ہونے کے جو تنگی اور پریشانی میں ہوتی ہے چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ الباری نے

جواہر القرآن اور احیاء العلوم میں تصریح فرمائی ہے اور اگر سختی و تنگی کا سامنا ہو تو بھی شکر کرے اسلیے کہ مصائب اور شدائد بھی نعمتیں ہیں بڑا ثواب ملتا ہے اور نفس کی انسے بڑی اصلاح ہوتی ہے خدای تعالیٰ حکیم ہیں جو حالت جس شخص کے لیے جسوقت میں بہتر ہوتی ہے وہ اُسکو مرحمت فرماتے ہیں مگر (بلا عذر قوی) اپنی طرف سے عافیت کا خواہان اور دعا کہنے والا رہے مستند حدیث میں ہے کہ جنت میں اوّل وہ لوگ داخل ہون گے جو خدا کا بہت شکر کرتے ہیں مصیبت و راحت میں مقصود یہ ہے کہ ہر حال میں شکر اور رضا بقضا ضرور ہے اور رضا کا اعلیٰ رتبہ ہے کہ طبعی کراہت بھی جاتی رہے اور زبان سے بھی کوئی لفظ خلاف مرضی خالق کے نہ نکلے اور طبعی کراہت گو اختیار سے باہر ہے لیکن بعد عادت تحمل و برداشت یہ ملکہ اور قوت بھی پیدا ہوجاتی ہے کہ انسان طبعی کراہت سے بھی باز رہے اور یہ سلوک کا اعلیٰ مقام ہے۔ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ شیخ نجم الدین عمر نسفیؒ[1] اپنی تفسیر سورہ فاتحہ میں روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول مقبولؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ آپ ملول اور غمگین بیٹھی ہیں اور رو رہی ہیں پس حضورؐ نے دریافت کیا حضرت سیدہؓ سے کہ کسو سے ملول اور غمگین ہو عرض کیا یا رسول اللہ بطور حکایت اور اظہار امر واقعی بجواب آنحضرتؐ عرض کرتی ہوں نہ بطریق شکایت مصیبت حق تعالیٰ (کسقدر ادب ملحوظ رکھا جسکے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید و عظمت جاگزین ہے اسکی یہی حالت ہوگی کہ یہاں پر شکایت کا وہم بھی جاتا رہا) میں اسوجہ سے روتی ہوں کہ تین دن سے ہمارے گھر میں کھانا نہیں ہے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو (بوجہ بچپن اصغر اور قلت صبر کے) نہایت شدت بھوک سے روتے تھے اُنکے رونے سے مجھے بھی رونا آیا اور حضرت علیؓ بھی رو رہے تھے (بچون کی تنگی اور مشقت دیکھکر یہ ہو طریقہ محبان رسولؐ کا فقط جھوٹی محبت اور اہل اللہ کی عداوت سے کہین کام چل سکتا ہے سوائے رسوائی دارین اسکا اور کیا انجام ہے) اور آپ سے ہم اس امر کو اور اپنی تنگی کو پوشیدہ رکھتے رہے (کہ اس عہد میان میں بغیر استفسار آنجناب

---

[1] وہو امام الثقلین مفتی الفریقین کما قال صاحب قرۃ العیون ۱۲ منہ ۵۴۲ لم اطلع علی سندہ سوے ہذا وتبعت فی الموضوعات فلم اجدہ وانما ذکرہ صاحب روضۃ الاحباب المحدث ۱۲ منہ

ہم میں سے کسی نے کچھ عرض کیا) مگر آج کے دن حسنؓ اور حسینؓ سے ایسی بات (بیقراری کی) میں نے سنی کہ مجھے قرار نہ رہا اور وہ بات یہ تھی کہ وہ کہنے لگے کہ کیا کوئی بچہ اسقدر بھوکا ہوتا ہے جسقدر کہ ہم ہیں (یعنی سخت بھوک اور سخت تنگی ہے حتیٰ کہ تعجب سے پوچھنے لگے) یہ سنکر جہان مجھپر تاریک ہو گیا (یعنی سخت رنج ہوا) اے باپ آپ کیا فرماتے ہیں اگر بندہ اللہ پاک سے مناجات (خفیہ دعا) میں بے تکلفی سے گفتگو کرے تو کیا وہ برائی اور گستاخی تو نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ گستاخی نہیں (اپنے مولی حقیقی اور کریم فرمانے اصلی سے. التجا کرنا اپنی محتاجی اور بیکسی کا اظہار ہے اور اللہ پاک کی عظمت کا اقرار ہے اور یہ سب باتیں عبادت اور اللہ کی خوشنودی کا باعث ہیں) اے بیٹی اللہ تعالیٰ بندوں کی بے تکلفی پسند فرماتا ہے حضرت فاطمہؓ تشریف لے گئیں (غسل کے لیے اور دعا کے لیے) اور غسل فرمایا اور گھر کے ایک کونہ میں نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور نماز سے فارغ ہو کر مناجات کی اور ہاتھ اٹھائے اور زاری کی اور عرض کیا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ عورتوں کو پیغمبروں کی (برابر صبر کی) طاقت نہیں ہے اگر تجھے میرے باپ کے ساتھ کوئی بھید اور راز ہے تو مجھے اس راز کے تحمل کی طاقت نہیں ہے یا مجھے طاقت دے یا اس مصیبت سے راحت بخش یہ فرمایا اور بیہوش ہو گئیں (اس جملہ شرطیہ سے شک مراد نہیں بلکہ تاکید مراد ہے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے اور حکمت خفیہ جسکی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شقتیں پیش آتی تھیں اس راز خداوندی اور حکمت الہیہ کی وجہ انکا آپ کو تحمل ہوتا تھا اسکا وجود تو یقینی ہے منجملہ ان حکمتوں کے ایک یہ ہے کہ آپکے مراتب اور درجات کی ترقی ہو اور دوسری یہ کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور استغنائی کا اندازہ ہو تیسرے یہ کہ اور لوگوں پر مصائب آسان ہوں کہ جب باعث وجود خلق اور مقبول رب اکبر پیغمبر معصوم کا یہ حال ہے تو ہم ناچیز گنہگار ردن نالائقوں کی کیا ہستی ہے وغیرہ اور اولیاء کو مثل انبیاء کے کمالات حاصل نہیں ہوتے نبوت کی ابتدا ولایت کی انتہا سے بڑھکر ہے خوب سمجھ لو اسکے بعد) جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ اٹھیے فرمایا کیا ہوا ہے عرض کیا فاطمہؓ نے فرشتوں کو خروش (وجوش غم) میں ڈالدیا ان کو تسلی و تسکین دیجیے سرور عالم تشریف لائے اور صاحبزادی کو بیہوش دیکھا ان کے

سر کو زمین سے اُٹھایا اور گود مین لیا حضرت فاطمہؓ ہوش مین آکر اُنھین اور شل نادم شخص کے سرِ مبارک سامنے کیا (باوجود اِس بات کے کہ کوئی امر خلاف شرع نہ تھا بلکہ دعا عبادت تھی مگر اِس خیال سے کہ شاید کوئی بات بے صبری کی نہ ہوگئی ہو بوجہ شدّت رنج و تنگی کے ندامت طاری ہوئی سبحان اللہ سب کچھ اطاعت کرین اور اپنے کو ناقابل اور نالائق سمجھین اللہ والون کا یہی کام ہے اور حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پورا حق کوئی نبی اور کوئی ولی ادا نہین کرسکتا اُسکی بے شمار نعمتون کا شکر کس سے ادا ہوسکتا ہے مگر بندہ کو حتی المقدور کسی وقت اطاعت و شکر سے غفلت روا نہین جب باوجود ہر وقت اطاعت کے باری عزّ شانہٗ کا حق نہین ادا ہوسکتا تو غفلت مین تو کسقدر ناشکری اور بے پروائی ہے حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہ آیت[۱] نَحْنُ قَسَمْنَا[۲] پڑھتی رہ اور اللہ تعالیٰ کو تقسیم کرنے والا (رزق و دیگر نعمتون کا) جانتی رہ تاکہ تجھ پر سختیان آسان ہو وین کیونکہ جب انسان سمجھے گا کہ سب کچھ اللہ کے حکم و ارادہ سے ہوتا ہے تو دل کو تسکین ہوگی اور رنج مین بہت کمی ہوگی کہ خالق کے کاروبار مین ہمین رنج کا کیا موقع ہے۔ نیز ہمارا کیا بس و قابو ہے پس رنج بیکار ہے حضرت فاطمہؓ پہلے سے ان امور سے واقف تھین اور ادنیٰ مسلمان ایسے احکام سے واقف ہے مگر شدت مصائب و رنج و مصیبت سے قلب پر رنج غالب ہوتا ہے جس سے ایسے امور کی حضوری جاتی رہتی ہے اور دوسرے کی نصیحت سے بیداری ہوجاتی ہے بلکہ کبھی یہان تک نوبت پیش آتی ہے کہ افضل شخص ایسے حال مین فاضل کی نصیحت سے منتفع ہوتا ہے یعنی ایسے وقت اعلیٰ درجہ کے مسلمان کو ادنیٰ درجہ کے مسلمان کی نصیحت باعث صبر و سبب ہوشمندی و بیداری ہوجاتی ہے یہ امر تجربے سے ثابت ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت خدیجہؓ کی تسلی دینے سے حضرت رسول مقبولؐ کو تسکین

بیان مطعون ہونے زہرا از حضرت خدیجہؓ

[۱] یہ پوری آیت مع ترجمہ یہ ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ یہ آیت پارہ پچیس سورہ زخرف مین ہے ترجمہ یہ ہے۔ ہم نے تقسیم کی ہے اُنکے درمیان اُنکی روزی دنیا کی زندگی مین اور ہمنے بلند مرتبہ بنایا اُنمین ایک کو ایک پر تاکہ بنالے ایک دوسرے کو محکوم اور تیرے پروردگار کی رحمت اُن چیزون سے بہتر ہے جو یہ جمع کرتے ہین یعنی جنت بہتر ہے مسلمانون کے لیے اس ناپائدار دنیا سے ۱۲

[۲] نیز اس کام کے لیے اِس آیت کا ورد باطنی نفع بھی دے گا ۱۲

حاصل ہوئی تھی ابتدای وحی کے زمانہ مین حالانکہ آپ نبی اور افضل الانبیاء تھے اور حضرت خدیجہؓ
فقط ولی تھین یہ مفصل قصہ کتب حدیث مین موجود ہے یہان پر فقط شخص کا حال بتلانا مقصود ہے اور
حضرت خدیجہؓ کی یہ توجیہ بغیر کسی کی تعلیم کے میرے قلب پر غیب سے القا ہوئی اور اسکو حضرت مرشدی
کی خدمت مین پیش کیا حضرت والا نے پسند فرمایا یہ نکتہ اہل علم کے لیے بڑا مفید اور عوام کے لیے
مفید ہے پس یاد رکھنا چاہیے) اور اسوقت حضرت رسول مقبولؐ نے دست مبارک حضرت سیدۃ النساء
کے سینہ مبارک پر رکھا اور کہا اے خدا اسکو بھوک سے بیخوف کردے حضرت فاطمہؓ فرماتی ہین جب سے مین نے بھوک کی
کلفت کبھی اپنے دل مین نہ پائی (اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کی دعا نیز حضرت سیدہؓ کی التجا مقبول ہوئی
اور تنگی پھر پیش آئی مگر اسکا اثر نہ معلوم ہوا کیونکہ دل کے لفظ سے ظاہر ہے یہ کہ تنگی پیش آئی مگر باطن مین
اثر نہ معلوم ہوا اور اگر تنگی ہی پیش نہ آتی تو یہ فرماتین کہ پھر کھانے کی وسعت ہوگئی عبرت کی جگہ ہے کہ
باوجود ایسی سخت کلفتون کے اللہ تعالی کا ادب ملحوظ رکھا اور شکرگزاری کی اور عاجزانہ درخواست کی
اور یہ ظاہر ہے کہ اسکے بعد بچون کو تنگی نہ ہوئی ہوگی کیونکہ انکی شفقت و تنگی کا اثر اپنی ذات سے
زیادہ والدین پر پڑتا ہے پس جس اللہ نے ادنی تکلیف کو محو کردیا اسنے اعلی کو ضرور ہٹا دیا ہوگا شعر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہین ہے + یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے + دیگر نہ لائق بود عیش با دلبرے
کہ ہر بامدادش بود شوہرے + دیگر زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فداے تو + دل شدہ مبتلاے تو ہر چہ کنی
رضاے تو + دیگر آنکس کہ ترا شناخت جان را چہ کند + فرزند و عیال و خانمان را چہ کند + دیوانہ کنی ہر دو
جہانش بخشی + دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند + دیگر چند خوانی حکمت یونانیان حکمت ایمانیان را ہم بخوان آزمودم عقل
دور اندیش را + بعد ازین دیوانہ سازم خویش را + وللہ در من قال ؎

ولو کان النساء کمن ذکرنا لفضلت النساء علی الرجال + فلا التانیث لاسم الشمس
عیب + ولا التذکیر فخر للهلال + حبیب لیس یعدل له حبیب + وما لسواه
في قلبي نصيب + حبيب غاب عن بصري وشخصي + ولكن عن فؤادي ما يغيب
اذا ابقت الدنيا على المرء دينه + فما فاته ليس بضائر + وكيف يذل العبد

مَنْ هُوَ عَالِمٌ، بِاَنَّ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُهٗ، فَیَاْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهٗ بِعِبَادِهٖ +
وَیَجْزِیْهِ بِالْخَیْرِ الَّذِیْ هُوَ فَاعِلُهٗ +

ترجمہ انسان کو اہوال محشر۔ عذاب قبر۔ عبور پُل صراط۔ سوال نکیرین۔ عذاب جانکندن وغیرہ وغیرہ مہلکات کو خیال کرکے دنیا کو دل تر سرد کردینا چاہیے یہ جگہ جائے کی ہے اللہ تعالیٰ نے محض عبادت کے لیے جن و انسان کو پیدا کیا ہے بقدر ضرورت معاش کا بند و بست کرکے شب و روز زہد۔ تقویٰ۔ اطاعت الٰہی مین مشغول رہنا چاہیے۔ مشکوٰۃ الانوار مین منقول ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بنت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب وصال ہوا (یعنی آپ فوت ہوگئین) تو اُن کے جنازے کو چار شخصون نے اُٹھایا حضرت علی و حضرت حسنین اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم پھر جب کہ ان حضرات نے جنازہ قبر کے کنارے رکھا کھڑے ہوئے ابوذرؓ اور فرمایا اے قبر تو جانتی ہے اُس ذات مقدسہ کو کہ جس کو ہم تیرے پاس لائے ہین وہ فاطمہ زہراؓ ہین جو بیٹی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بیوی ہین حضرت علی مرتضیٰ کی اور مان ہین حسنینؓ کی پس انھون نے قبر سے آواز سُنی کہ کہتی ہے کہ مین جگہ حسب و نسب کی نہین ہون اور سوائے اسکے اور کچھ نہین ہے کہ مین نیک عمل کی جگہ ہون پس نہین نجات پاتا ہے مجھسے مگر وہ شخص جسنے کثرت سے نیکی کی ہو اور اُسکا قلب سلیم رہا ہو اور پاک رہا ہو بُرے عقیدون سے اور اُسکے اعمال اللہ ہی کے لیے ہوے ہون یہ روایت مجھکو محقق نہین صاحب درۃ الناصحین نے اسکو نقل کیا ہے حضرت ابوذر غفاری بڑے درجہ کے پارسا اور زاہد تھے زہد (بیزاری دنیا) مین سب صحابہؓ پر فوقیت رکھتے تھے اور آپکو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زہد مین مشابہت تھی چنانچہ مشکوٰۃ مین ہے۔ انھون نے بطریق حسرت قبر سے یہ کلام کیا تھا کہ ایسی ذات مقدسہ بھی تجھ مین تشریف فرما ہوئین بطور کرامت

لہ یہ مضمون حاشیہ مشکوٰۃ مین ہے اور امام غزالی قدس سرہٗ نے احیاء العلوم مین اس رتبہ کا حضرت عثمانؓ کو تحریر فرمایا ہے ممکن ہے کہ دونون حضرات اس درجہ کے ہون واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

اور خرق عادت آپ کو قبر نے جواب دیا اور حسب و نسب کا مفید اور غیر مفید ہونا بتشریح معلوم ہو چکا ہے حق یہ ہے کہ اعمال صالحہ سے کام چلتا ہے اور نجات ملتی ہے ومن در من قال۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی ✦ کہ درین راہ فلان ابنِ فلان چیزے نیست ✦

(۶۲) اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا[له] (ترمذی)

ترجمہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے اللہ کردے رزقِ آلِ محمدؐ بقدر کفایت و حاجت اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے سبحان اللہ کیا رحم تھا آلِ محمدؐ پر اللہ کا کہ دُنیا سے اُن کو نہایت دُور رکھا اور کیسی شفقت تھی اور کسقدر خیال تھا اطاعت الٰہی کا جناب رسول مقبول کو کہ اپنی ذات مقدسہ اور اپنی آل کو دنیا سے ہٹائے رکھا اور دنیا مین باوجود قدرت عیش و عشرت مین مشغول ہونے کے محض رضائے الٰہی کی غرض سے اور تعلیم امت کی غرض بالکل بچائے رکھا اور اس مقدس تعلیم اور دعا کی بدولت اہل بیت مین بڑے بڑے صاحب کمال لیکن دنیا سے بیزار حضرات پیدا ہوئے یہ بھی بڑی فضیلت ہے حضرت فاطمہؓ کی کہ وہ دنیا جیسی ناپاک چیز اور غفلت مین ڈالنے والی مُہلک بیماری سے اپنے کو بچا لے گئین اور حضورؐ کی دعا کی بدولت دین کا اعلیٰ رتبہ حاصل کیا اور دنیا کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی۔ اس دعا کی برکت تھی کہ خلافت حضرات اہل بیت کو موافق نہ آئی اور وہ حضرات اُسکی آسایش سے منتفع نہ ہوسکے چنانچہ اہل تواریخ پر حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ کی خلافت کا حال ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے ذرہ سا لگاؤ بھی دنیا کا ان حضرات کے لیے پسند نہ کیا گو کارِ خلافت بوجہ انتظام دین دینی کام تھا لیکن پھر بھی دین مقصود اور محض مشغولی حق سے کسی درجہ مین خالی تھا اور یہ بات باریک ہے اہل بصیرت خوب اندازہ کرسکتے ہین ہان علوم ظاہری و باطنی کے وہ حضرات مخزن رہے۔ لقد احسن من قال ✦ اَدنی الزُّھّادُ

فِی رَوحٍ وَّرَاحَۃٍ ۔ قُلُوبُھُم عَنِ الدُّنیَا مُزَاحَۃٌ ۔ اِذَا اَبصَرتَھُم اَبصَرتَ قَومًا ✦

(زاہد ۱۲ – بالضم دور کردہ شدہ ۱۲)

[له] عن ابن فارس والازہری القوت ما یؤکل لیمسک الرمق وفی الحدیث اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا ای بقدر ما یمسک بہ الرمق من المطعم یعنی کفایۃ من غیر اسراف ۱۲ مجمع البحرین –

مُلُوكُ الْاَرْضِ بِمَيْتِهِمْ سَمَاحَاً[1] ۔ بڑی آمدنی جو زکوٰۃ کی تھی حضورؐ نے اہل بیت پر حرام فرما دی تھی جسکا مفصل بیان گذر چکا جس کو خدا کی محبت کا مزہ آجاتا ہے ماسوی اللہ اُسکے نزدیک ہیچ اور ناچیز نظر آتا ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْهُ رِزْقًا تَامًّا وَّ اسِعًا اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ سَبْعًا اور حدیث میں ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ يَمْنَعُ اَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيْرَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ كَذَا فِي كُنُوْزِ الْحَقَائِقِ لِلْمُنَاوِيِّ یعنی آپ اپنے اہل بیت کو زیور اور ریشم سے منع فرماتے تھے (یعنی بطریق استحباب و اختیار زہد) اور نسائی میں یہ بھی ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ اگر زیور جنت کا اور ریشم جنت کا پسند کرتی ہو (اور ملنا چاہتی ہو) تو دنیا میں نہ پہنو اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ اپنی صاحبزادیوں کو ریشم اور قرنبلے (جو خاص قسم کا لباس ہے) سربند اُڑھاتے تھے سو جواب یہ ہے کہ وہ معمولی درجہ کا ریشم تھا جسمیں زیادہ زینت اور شان و شوکت جو شریعت میں اعلیٰ درجہ کی مذموم ہے نہیں ہوتی اور حدیث میں ہے کہ فقیری[2] حالت میں مرا اور دولتمندی کی حالت میں نہ مر خوب سمجھ لو۔

تنبیہ کہاں ہیں ترقی کے خواہان اور اسلام کے جھوٹے شیدائی کافرون کی مشابہت اختیار کرنے والے کیا ترقی کے یہی سامان ہیں جو آپ لوگون نے اختیار کیے ہیں حتّٰی کہ بعض لوگ تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے یا ترقی اسلام کے سامان زہد۔ تقویٰ۔ خیر خواہی اُمت و غیرہ وغیرہ ہیں صد افسوس رسول مقبولؐ اور آپکے متبعین نے تو اسی رضاے الٰہی اور اطاعت حق اور حرص و طمع اور خوش پوشاکی و خوش خوراکی ترک کرکے بہت کچھ اسلام کی ترقی کر دکھائی تھی اور آج جہان کہین جو کلمہ گو نظر آتا ہے وہ اُن ہی حضرات کا فیض ہے مگر آپنے تو کوئی جھنڈا اسلامی نہین قائم کیا جسمین ذرہ بھی ترقی کا نمونہ نظر آئے محض اغیار کی بندگی کو اپنا فخر سمجھتے ہو اب بھی جنکا ایمان درست ہے تو وہ مقدس زاہد صاحب علم و عقل مردانِ خدا

---

[1] ولفظہ ان رسول اللہ کان یمنع اہلہ الحلیۃ والحریر ویقول ان کنتم تحبون حلیۃ الجنۃ وحریرہا فلا تلبسوہا فی الدنیا ۱۲ منہ

[2] والقَ اللّٰہَ فقیرا ولا تلقہ غنیا (ط) کذا فی کنوز الحقائق ۱۲ منہ

حضرات ہی کی بدولت وہ ایمان صحیح اور قائم ہے ورنہ آپ جیسے مقتدا تو ایک دن گلے مین
جلیپا ڈلوادین تیرے بچاؤ میری نصیحت کا برا نہ مانو مین تمہارا سچا خیر خواہ ہون مگر ہر بات مین
اتباع نبوی ملحوظ رکھتا ہون چندروزہ دنیا ہے وہان جاکر یہ عیش و عشرت سب خاک مین
ملجاویگا اور سوائے غلامان رسول کوئی نجات نہ پائیگا اب بھی آپ لوگ کسی اہل بصیرت کی
خدمت کرکے اسلام اور متعلقات اسلام سے آگاہی حاصل کرکے سنت نبوی پر عملدرآمد کیجیے
ورنہ بجز تباہی اور افسوس اور کچھ حاصل نہ ہوگا ع بر رسولان بلاغ باشد و بس ❊ شعر

وَلَقَدْ نَادَیْتَ لَوْ اَسْمَعْتَ حَیًّا	وَلٰکِنْ لَّا حَیَاۃَ لِمَنْ اُنَادِیْ

اگر ذرہ بھی غور کیجیے گا اور تھوڑی سی بھی اہلیت حب خالق کی ہوگی تو اسقدر مضمون کافی ہے
یہ قلیل آپ کے ذہن مین کثیر ہو جاویگا اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ مشہور ہے۔

(۶۳) اَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَوَّجْتَنِیْ مِنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّھُوَ فَقِیْرٌ لَا مَالَ لَہٗ فَقَالَ
یَا فَاطِمَۃُ اَمَا تَرْضَیْنَ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَاخْتَارَ رَجُلَیْنِ
اَحَدُھُمَا اَبُوْکِ وَالْاٰخَرُ بَعْلُکِ (اِزَالَۃُ الْخِفَاءِ عَنْ خِلَافَۃِ الْخُلَفَاءِ)

ترجمہ حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ نے میرا نکاح حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے کیا ہے اور وہ فقیر ہین کچھ بھی مال اُنکے پاس نہین
(یعنی بقدر حاجت ضرور یہ بھی مال نہین اور بقدر حاجت سے ایسے حضرت کی مراد یہ ہوتی ہے
کہ جو بسر اوقات کو معمولی طور پر کافی ہوجاوے وہ حاجت مراد نہین جسکو اہل دنیا عیش و عشرت
والے حاجت سمجھتے ہین کبھی انکی حرص ہی ختم نہین ہوتی) پس فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس بات سے
راضی نہین کہ اللہ عزوجل نے آگاہی پائی اہل زمین پر پس پسند کیا دو مردون کو ایک اُنمین سے
تمہارے باپ (یعنی ہمین) ہین اور دوسرے اُنمین کے تمہارے خاوند یعنی حضرت علیؓ (اُنکو
(ازالۃ الخفاء مین اس کو نقل کیا ہے یہ ابتدائی حالت تھی حضرت فاطمہؓ کی سب کمالات ابتدا ہی سے

اولیاء کو میسر نہیں ہوتے رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے اور بقدر حاجت مال کی ہر شخص کو حاجت ہے پس
ابتدائے حال میں بھی لیے حرص پر دلالت نہیں کرتا نہ اس سے عیش و عشرت کی بو نکلتی ہے اور جب
آپ نے دینی نفع (یعنی حضرت علیؓ کا دینی رتبہ) معلوم کر لیا تو غنیمت سمجھا کہ ایسے خاوند کی ہمسائگی
بڑی غنیمت ہے اور عورت کے لیے بڑا فخر ہے سو خاموشی اختیار کی یہاں سے آپ کی محبت
دینی اور زہد ثابت ہوا کہ دینی بزرگی معلوم کر کے پھر قدر ضرورت بھی دنیا کی طرف توجہ نہ فرمائی
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اور
یہاں سے کوئی وہم نہ کرے کہ حضرت علیؓ کا رسول اللہ ﷺ کے برابر ہونا لازم آتا ہے ایسا وہم
محض خبط ہے جو کسی زبان کے محاورہ سے آگاہ نہ ہوگا وہ ایسی بات کہے گا حضرت علیؓ کا
وہی رتبہ ہے جتنا شریعت میں ثابت ہے یعنی آپ خلیفہ چہارم ہیں یہی ترتیب فضیلت کی ۱۵
ہے اور عقائد میں تفصیلاً مذکور ہے و صاحب روضۃ الاحباب در باب نکاح حضرت فاطمہؓ گفتہ
و روایتے آنکہ سید عالم را گمان شد کہ فاطمہؓ بجہت آن میگرید کہ علیؓ را مالے نیست فرمود اے
جانِ پدر در حق تو تقصیر نہ کردم کسے را شوہر تو گردانیدم کہ بہترین اہل بیت من ست وایم اللہ
نفسی بیدہ لقد زوجتک سیدا فی الدنیا وانہ فی الاٰخرۃ لمن الصالحین
وفی روایۃ زوجتک سیدا فی الدنیا والاٰخرۃ وگریہ مذکور بعد نکاح و عمل آپ مذکور ہو
(۶۴) حاکم آوردہ کہ فاطمہؓ بنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر عم خود حمزہؓ را ہر جمعہ زیارت
میکرد و نماز میگزارد و میگریست نزد او کذا فی بعض المعتبرات ثم رأیت بھذا السند
فی نیل الاوطار والتلخیص الحبیر۔

ترجمہ حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ بنت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت
حمزہؓ (حضرت حمزہؓ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور چچا بھی تھے پس پہلے رشتہ سے حضرت
فاطمہؓ کے چچا ہوئے) کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو فرماتی تھیں اور نماز پڑھتی تھیں اور قبر کے پاس روتی تھیں
زیارت قبر دنیا چھڑانے میں اور آخرت یاد دلانے میں ایک خاص تاثیر رکھتی ہے اور جمعہ کے روز

زیادہ بہتر ہے سبحان اللہ اللہ کی کیسی محبت اور دین کا کیسا شوق تھا اور عورتون کو زیارت قبور اس زمانہ مین بہت سی خرابیونکی وجہ سے درست اور روا نہین پہلے جائز تھی جیساکہ مسجد مین جماعت سے نماز پڑھنا اُن کو مردون کے پیچھے جائز تھا اور اب منع ہوگیا اور نماز پڑھنا قبرونکے پاس جائز ہے بشرطیکہ قبر مُنھ کے سامنے نہ ہو پیچھے یا داہنے یا بائین جانب ہو۔

(۶۵) قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَدَخَلَ عَلٰی فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فَرَاٰی عَلٰی بَابِ مَنْزِلِہَا سِتْرًا وَّفِیْ یَدَیْہَا قُلْبَیْنِ مِنْ فِضَّۃٍ فَرَجَعَ فَدَخَلَ عَلَیْہَا اَبُوْ رَافِعٍ وَّہِیَ تَبْکِیْ فَاَخْبَرَتْہُ بِرُجُوْعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہٗ اَبُوْ رَافِعٍ فَقَالَ مِنْ اَجْلِ السِّتْرِ وَالسِّوَارَیْنِ فَاَرْسَلَتْ بِہِمَا بِلَالًا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِہِمَا فَضَعْہُمَا حَیْثُ تَرٰی فَقَالَ اِذْہَبْ فَبِعْہُ وَادْفَعْہُ اِلٰی اَہْلِ الصُّفَّۃِ[1] فَبَاعَ الْقُلْبَیْنِ بِدِرْہَمَیْنِ وَنِصْفٍ وَّتَصَدَّقَ بِہِمَا عَلَیْہِمْ فَدَخَلَ عَلَیْہَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتِ قَدْ اَحْسَنْتِ (اِحْیَاءُ الْعُلُوْمِ) وَلَمْ اَرَ ہٰذَا الْحَدِیْثَ بِہٰذَا اللَّفْظِ وَقَدْ جَاءَ نَحْوُہٗ فِی النَّسَائِیِّ کَمَا ذُکِرَ فِیْ بَعْضِ مَوَاضِعِ ہٰذَا الْکِتَابِ وَلَمْ اَرَہٗ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ اَیْضًا وَّاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَاحِبُ الْاِحْیَاءِ اَوْسَعُ نَظَرًا وَلَمْ یُخَرِّجْہُ الْعِرَاقِیُّ وَالزَّبِیْدِیُّ وَالْمَوْضِعُ مَوْضِعُ الْفَضَائِلِ[2] لٰکِنْ اِنْ ثَبَتَ

ترجمہ حضور سرور عالم سفر سے تشریف لائے پس آئے حضرت فاطمہؓ کے پاس دیکھا اُن کے گھر کے دروازہ پر پردہ (لٹکا ہوا) اور اُنکے دونون ہاتھون مین دو کنگن چاندی کے تو آپ واپس آئے پھر ابورافع (غلام حضورؐ کے) حضرت فاطمہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ رو رہی تھین پھر اُنھون نے ابورافع رضی اللہ عنہ کو حضورؐ کے لوٹنے کی خبر دی تو اُنھون نے حضورؐ سے

---

[1] صفہ بالضم وتشدید فاے مفتوحہ ایوان خانہ کہ بالا پوشیدہ باشد و اہل صفہ جمعے غریبان اسلام کہ خانہ نداشتند۔ در موضعے از مسجد (نبوی) کہ بالائش پوشیدہ بود ندمی گذراندند ۱۲ منتخب اللغات ۱۲

دریافت کیا (سبب واپسی کا) سو فرمایا آنحضرت نے بوجہ پردہ اور کنگنون کے واپسی ہوئی اسلیے کہ یہ چیزین آپ کو ناپسند ہوئین چونکہ زہد و مقام عالی دینی کے خلاف تھین جب یہ معلوم ہو گیا) تو بھیجدیا بلال کو دونون کنگن لیکر حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کی خدمت مین اور کہا کہ مین نے ان دونون کو صدقہ کر دیا پس جہان آپ کی راے ہو صرف کیجیے پس فرمایا حضورؐ نے (بلالؓ سے) جاؤ اسکو فروخت کر کے اہل صُفّہ (یہ حضرات طالب علم اور محتاج تھے) کو دیدو سو فروخت کیا بلالؓ نے دونون کنگنون کو بعوض ڈھائی درہم کے (ایک درہم ۴ر سے کچھ زائد ہوتا ہے) اور صدقہ کیا ان دونون (کی قیمت) کو اہل صُفّہ پر پھر تشریف لائے حضورؐ حضرت فاطمہؓ کے پاس اور فرمایا میرے باپ تمپر فدا ہون بیشک تم نے اچھا کام کیا (سبحان اللہ کیا تعلیم تھی اور کیسا عمل تھا یہ مقام نہایت غور کرنے کا ہے اللہ والون کو زینت دنیا سے کیا علاقہ اور ظاہر ہے کہ پردہ بھی ضرور کسی مناسب جگہ صرف کیا ہو گا) ر

(۶۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْتَ فَاطِمَۃَؓ فَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیْھَا وَجَاءَ عَلِیٌّ فَذَکَرَتْ لَہٗ ذٰلِکَ فَذَکَرَہٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ عَلٰی بَابِھَا سِتْرًا مَوْشِیًّا[1] فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا فَاَتَاھَا عَلِیٌّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَھَا فَقَالَتْ لِیَاْمُرْنِیْ فِیْہِ بِمَا شَاءَ قَالَ تُرْسِلُ بِہٖ اِلٰی فُلَانٍ اَھْلِ بَیْتٍ بِھِمْ حَاجَۃٌ (بُخَارِیْ)

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ کے پاس اندر نہ آئے اور حضرت علیؓ تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ نے یہ قصہ اُنسے بیان کیا پس اُنھون نے رسول مقبولؐ سے عرض کیا آپنے جواب دیا کہ مین نے فاطمہ کے مکان کے دروازے پر پردہ دھاری دار دیکھا پھر فرمایا کیا ہے میرے لیے

---

[1] علی زنۃ المفعول قال فی مجمع البحرین ثوب موشی فی وجہ وقوائمہ سواد وثوب وشی ثوب منقوش وشی بالفتح نقش الثواب من کل لون ۱۲ منہ

اور دنیا کے لیے (یعنی مجھسے اور دنیا کی آرایش سے کچھ علاقہ نہین پھر میرے اہل بیت یہ سامان کیون رکھین) پس حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور یہ قصہ اُنسے ذکر فرمایا سو کہا حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ جو چاہین اس پردہ کے بارہ مین حکم کردین (یعنی اسکے بارہ مین جو رائے عالی وہ فرماوین مین تعمیل کرونگی مجھے محبوبِ خداؐ کی ناراضی ہرگز گوارا نہین) حضورؐ نے فرمایا کہ فلان گھر والے جو حاجت مند ہین اُن کو یہ پردہ بھیجدو (وہ اپنے ضروری کام مین صرف کرینگے یہ حدیث بخاری مین ہے یہان سے حضرت فاطمہؓ کی محبت رسول خداؐ سے اور دنیا سے بے رغبتی کیا کچھ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پردہ حرام نہ تھا فقط زہد کے خلاف تھا اُسپر کسقدر حضورِ اقدسؐ نے اپنی پیاری بیٹی کو تنبیہ فرمائی اب لوگون کا یہ حال ہے کہ اہل و عیال کو حرام باتون سے بھی نہین روکتے اللہ تعالیٰ ہدایت فرماوین)

(٦٧) يَا فَاطِمَةُ اصْبِرِي عَلَى مَرَارَةِ الدُّنْيَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ كَذَا فِي كُنُوْزِ الْحَقَائِقِ لِلْعَلَّامَةِ عَبْدِ الرَّؤُفِ الْمُنَاوِيِّ۔ بفتح الميم فمهملة الخ وهو عالم مشهور عند اهل العلم ۱۲

ترجمہ فرمایا رسول کریمؐ نے اے فاطمہؓ دنیا کی تلخی پر صبر کر (اسکو کنوز الحقائق مین شارح جامع صغیر نے حاکم کی روایت سے نقل کیا ہے۔ یہ عمل تھا حضرت فاطمہؓ کا اور یہ تعلیم تھی رسول مقبولؐ کی۔ حضرت انسؓ کی والدہ صاحبہ نے حضورؐ سے حضرت انسؓ کے لیے دعا چاہی تھی آپ کی دعا سے اُنکے مال اولاد مین بڑی کثرت ہوئی اور اپنے اہل بیت کو دنیا سے اسقدر علیحدہ رکھا کہ قدر حاجت مین بھی کمی رہی یہ بات سوائے سچّے نبی اور عاشق الٰہی کے اور کون کرسکتا ہے اور سوائے سچّے عاشقانِ خدا کے یہ نصیحت اور کون قبول کرسکتا ہے)

(٦٨) يَا فَاطِمَةُ اشْتَرِي نَفْسَكِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ كَذَا فِي الْكُنُوْزِ) بالكسر وتشديد القاف كھجور ایک ٹکڑے ۱۲

ترجمہ اے فاطمہؓ اپنی جان کو خرید لے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوہارے کے بدلے ہو (اسکو کنوز مین دیلمی سے روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ دوزخ سے آزادی کا سامان کر اگرچہ

عمل تھوڑا ہی ہو لیکن کیے جاؤ تھوڑی بہت کا خیال نہ کرو یہ تعلیم تھی جسنے عمل کرا کے سوار بنا دیا)۔

(۶۹) یَا فَاطِمَۃُ کُوْنِیْ لَہٗ اٰمَۃً یَکُنْ لَّکِ عَبْدًا (رواہ الدیلمی کذا فی الکنوز)۔

ترجمہ اے فاطمہؓ تم اُسکی (خاوند کی) لونڈی بنجاؤ (اطاعت مین یعنی خوب اطاعت کرو جیسے کہ لونڈی آقا کی اطاعت کرتی ہے اگرچہ عورت پر خاوند کا حق اُس حق سے زیادہ ہے جو حق لونڈی پر آقا کا ہے لیکن چونکہ مبالغۃً یہ مثال مستعمل ہے اس لیے اسکو یہان بھی ذکر کیا گیا) وہ تمھارے غلام بنجاوینگے (شفقت مین یعنی تمھاری اطاعت کا یہ ثمرہ ہوگا کہ وہ نہایت شفقت اور محبت کرینگے اور ایسا کہنا مانین گے جیسا کہ غلام آقا کا کہنا مانتا ہے خوب سمجھ لو عورت کا خاوند پر بڑا حق ہے حدیث مین ہے کہ اگر مین سوائے خدا کے دوسرے کے لیے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ خاوند کو سجدہ کرے مگر سجدہ خدا کے سوا کسی کو جائز نہین اس سے بڑھ کے اور کیا رتبہ ہوگا اور حدیث مین ہے کہ اگر عورت اسقدر خدمت کرے کہ مرد کے زخم کو چاٹ لے تب بھی اُسکا حق ادا نہ کرسکے گی زخم کو چاٹنا حرام اور طبعًا سخت مذموم ہے لیکن مثال ہے جس سے غرض یہ ہے کہ نہایت درجہ کی خدمت کے بعد بھی پورا حق ادا نہین ہوسکتا تو کوتاہی مین کسقدر گناہ ہوگا اسکی تفصیل اگر دیکھنی ہو تو بہشتی زیور ملاحظہ ہو اِس تعلیم کی بدولت حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ مین کامل اتفاق اور خوب محبت رہی اسکو کنوز مین دیلمیؒ سے روایت کیا ہے)۔

(۷۰) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی فَاطِمَۃَ بِعَبْدٍ قَدْ وَھَبَہٗ لَھَا وَعَلٰی فَاطِمَۃَ ثَوْبٌ اِذَا قَنَّعَتْ بِہٖ رَاْسَھَا لَمْ تَبْلُغْ رِجْلَیْھَا وَاِذَا غَطَّتْ بِہٖ رِجْلَیْھَا لَمْ تَبْلُغْ رَاْسَھَا فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقٰی قَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ عَلَیْکِ بَاْسٌ اِنَّمَا ھُوَ اَبُوْکِ وَغُلَامُکِ (رواہ ابوداؤد)۔

تقنیع مقنع برسر افگندن زن را ۱۲ ق — تغطیہ پوشانیدن ۱۲ ق

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ مع اُس غلام کے جسکو حضرت فاطمہؓ کے لیے ہبہ کرچکے تھے حضرت سیدہؓ کے دولت خانہ پر تشریف لائے اور جناب سیدہؓ کے پاس ایک کپڑا تھا کہ جب اُس سے سر ڈھکتی تھین

تو وہ پیرون تک نہین ہونچتا تھا اور جب اُس سے پیر ڈھنکتی تھین تو سر تک نہین ہونچتا تھا سو جب دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے ڈھنکنے کی مشقت اور کوشش کو (کہ چاہتی تھین تمام بدن ڈھنک جائے) فرمایا تجھپر کچھ سختی نہین ہوا ے اسکے نہین ہے کہ اسوقت تمھارے باپ اور تمھارے غلام ہین (اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے بعضے مقام ایسے ہین بدن مین جنکا کھولنا محرم مردون کے سامنے جائز ہے جو مقام کھل گئے تھے وہ ایسے ہی تھے تفصیل اسکی کتب فقہ مین اور بہشتی زیور مین بھی قدر ضرورت موجود ہے اور غلام بھی اس حکم مین محرم کے حکم مین قرار دیا گیا یہ حکم اُس مبارک زمانہ کا ہے اب تو غلام کو غیر محرم کا حکم ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو غلام کو غیر محرم کا حکم دیا ہے پردہ کے باب مین اسکی وجہ انقلاب زمانہ ہے یہ تائید امام صاحبؒ کے قول کی بلا تامل غیب سے بندہ کو القا ہوئی اور اس حدیث سے غایت درجہ دنیا کی تنگی اور حیا اور صبر حضرت فاطمہؓ کا ثابت ہوا)۔

(۷۱) عَنْ اُمِّ هَانِیؓ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ اَلْخ اَوْرَدَہٗ فِی الْمِشْکٰوۃِ

ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ مین حضورؐ کی خدمت مین حاضر ہوئی سال فتح مکہ کے پس مین نے آپ کو غسل کرتے پایا اور حضرت فاطمہؓ آپ کی بیٹی ایک کپڑے سے آڑ اور پردہ کر رہی تھین (یہ حدیث طویل ہے بقدر حاجت نقل کی گئی یہان سے شرف خدمت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حضرت فاطمہؓ کے لیے ثابت ہوا جو بڑی عبادت ہے اور پردہ اسطور سے کیا تھا کہ حضورؐ کا ستر حضرت فاطمہؓ کو نظر نہ آئے)۔

(۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّکِ عَلٰی مَا هُوَ خَیْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتَحْمَدِیْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ
کذا من التفعیل ۱۲

سلہ ام دختر ابو طالب یعنی خواہر حقیقی حضرت علیؓ ۱۲ منہ

وَتُكَبِّرِيْنَ اللهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّعِنْدَ مَنَامِكِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضور سرورِ عالمؐ کی خدمت میں ایک خادم طلب کرنے کو حاضر ہوئیں آپ نے فرمایا کیا میں تجھے نہ بتلادوں وہ چیز جو کہ بہتر ہے خادم سے (اور وہ یہ ہے) ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت (رات کو) سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھ لیا کرو (اسکو مسلم نے روایت کیا ہے حضور اقدسؐ کی یہ تعلیم تھی کہ ہر صورت میں خدا کے نام سے مدد طلب کیجاوے تاکہ توحید خالص دل میں جاگزیں ہو اور خالق ہی کی طرف توجہ اور توکل خوب دل میں جگہ کرلے اللہ کا نام بڑی برکت والا ہے یہ دعا تھکن دور ہونے کے لیے نافع ہے)۔

(۳۷) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْا اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا اَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ (اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ)۔

ترجمہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فاطمہؓ حاضر ہوئیں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تاکہ آپ سے حال بیان کریں اس مشقت کا جو اُنکے ہاتھوں کو پہونچتی ہے چکی سے (یعنی چکی پیسنے سے سخت کلفت ہوتی تھی) اور اُن کو یہ خبر پہونچی تھی کہ حضورؐ کے پاس ایک غلام آیا ہے (بذریعہ جہاد) پس آپنے حضورؐ کو نہ پایا اور یہ حال حضرت عائشہؓ سے عرض کیا پھر جب حضور اقدس تشریف لائے آپ کو (اس بات کی) حضرت عائشہؓ نے خبر دی فرمایا حضرت علیؓ نے

ل سمایا ہے تو میری نظروں میں جب سے + جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے + وقال تعالیٰ اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۱۲

کہ حضور ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنی خوابگاہ پر جا چکے تھے (یعنی سونے کے لیے لیٹ گئے تھے) پس ہم کھڑے ہونے لگے تو فرمایا اپنی جگہ رہو تم دونون (یعنی کھڑے نہ ہو) پھر آپ آے اور بیٹھے میرے اور فاطمہؓ کے درمیان یہان تک کہ مین نے آپکے قدم مبارک کی ٹھنڈک پائی اپنے پیٹ پر پھر فرمایا کیا نہ اطلاع دون مین تمکو اُس چیز کی جو تم دونون کے سوال (خادم) سے بہتر ہے (اور وہ یہ ہے کہ) جب سونے کو لیٹو تو تم دونون تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ پڑھ لیا کرو اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار پڑھ لیا کرو اور اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار پڑھ لیا کرو سو یہ بہت بہتر ہے تم دونون کے لیے خادم سے (بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے) اور خیر متین مین کہا ہے کہ سوتے وقت صحیح یہ ہے کہ یہ وظیفہ اسطرح پڑھے کہ اوّل اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار پھر سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور اسکے بعد الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار پڑھے دنیا کی مشقت ہر طرح حضرت سیدہؓ گوارا فرماتی تھین اور جناب رسول مقبول ﷺ زہد کی تعلیم دیتے تھے کیسی اچھی سمجھ کی مقدس بیوی تھین کہ ذرا بھی نصیحت اور دینی مسئلہ قبول کرنے مین عذر نہ تھا گو خادم سے خدمت لینا خصوصًا ایسی مشقت اور کلفت کی حالت مین کہ دست مبارک کو سخت گران گذرتا تھا کچھ گناہ نہین مگر وہان تو دنیا کو مثل سرائے مسافر خیال کرتے تھے یہان کی مشقت کی طرف کچھ توجہ نہ تھی آخرت کی راحت آنکھونکے سامنے مثل آئینہ نظر آتی تھی اُس راحت کی اُمید اور حق تعالی کی خوشنودی کے خیال سے مشقتین آسان ہو جاتی تھین اربعین مین ہے کہ ایک پارسا عورت کے ایک بار ٹھوکر لگی جسکے صدمہ سے پاؤن کا ناخن کٹ گیا اس تکلیف پر بجاے آہ یا ہاے اور واویلا کرنے کے اُس نیکوکار عورت نے خوشی ظاہر کی لوگون نے دریافت کیا کہ کیا کچھ تکلیف معلوم نہ ہوئی جواب دیا کہ اسپر جو ثواب ملنے والا ہے اُسکے شیرین مزہ نے کلفت کی کڑواہٹ کو چاٹ لیا۔ جو شخص سچے دل سے اسکا یقین کیے ہوئے ہے کہ دنیا کی ہر تکلیف پر اللہ تعالی کی طرف سے ثواب عنایت ہوگا اور اسقدر ثواب ملیگا جسکے مقابلہ مین اس عارضی چندروزہ مشقت کی کچھ حقیقت ہی نہین تو وہ کلفتون پر کیون نہ خوش ہوگا لوگو ہر مصیبت اور راحت مین اللہ کی طرف دل لگایا کرو خدا کے پاس سب کچھ ہے اور وہ اُسکی

تابعداری ہی سے میسر آسکتا ہے جو اللہ کا ہو رہا خدا اُسکا ہو گیا وہ کریم و رحیم کسی کی محنت ضائع نہین کرتا جب ایسا عمل کروگے دارین مین راحت سے رہوگے دیکھو حضور سرور عالم نے مشقت کے دفع کرنے کو خدا کا نام تعلیم کیا تاکہ ثواب بھی ہو اور اُس پیارے نام کی برکت سے تھکن اور مشقت بھی ناگوار نہ ہو اگر خادم مرحمت فرمادیتے تو فقط کلفت رفع ہو جاتی اصلی مقصود تو اب کہان میسر ہوتا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ترک دُنیا کرکے زُہد اختیار کیا اور اہل تصوف کی صحبت کی برکت سے عاشق الٰہی ہو گئے دنیا مین طرح طرح کے مصائب اور امتحانات برداشت کیے اللہ نے مقبول کرلیا دنیا مین بھی اطمینان مرحمت فرمایا اور آپ کی کتابون سے بہت بڑا فیض اصلی مقصود کا ابتک جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہیگا دنیا مین بھی بڑی عزت آپ کو حاصل ہوئی اور ایک بزرگ نے خواب مین حضرت سرور عالم سے حضرت امام ممدوح کا حال دریافت کیا بعد وفات امام صاحب کے تو حضور نے جواب دیا ذٰلک رجل وصل الی مقصود ۲ اوکما قال یعنی وہ ایک مرد ہے کہ اپنے مقصود کو پہونچ گیا۔ اللہ بڑا قدردان ہے اپنے غلامون کی خدمت ضائع نہین کرتا۔

(۴۷) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ التُّرَابَ (بُخَارِي)

خاک ڈالو ن برد سے کے من ضرب و نصر ۱۲ ص

ترجمہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا مرض سخت ہوا سختی مرض کی آپکو بیہوش کرنے لگی پس حضرت فاطمہؓ نے کہا ہائے سختی باپ کی پس فرمایا آنحضرت نے تیرے باپ پر بعد اسدن کے سختی نہین ہوگی (یعنی یہ روز رخصت کا ہے دنیا سے اور مومن کامل کو جو کلفت ہوتی ہے دنیا ہی مین ہوتی ہے اور آپ افضل تھے تمام مخلوق سے پس ہان

جا کر سرور اور راحت ہی راحت ہے) پھر جب وصال فرمایا حضرت رسول مقبولؐ نے تو کہا حضرت فاطمہؓ نے ہائے میرے باپ تعمیل کی اپنے پروردگار کے حکم کی جسنے کہ آپ کو طلب فرمایا (یعنی حسب الحکم خدا کے برتر دنیا سے رخصت ہو گئے) اے میرے باپ وہ شخص کہ جنت فردوس جسکا ٹھکانا ہے ہائے میرے باپ جبرئیلؑ کو آپ کی موت کی ہم خبر پہونچاتے ہین پھر جب حضورؐ دفن کیے گئے کہا حضرت فاطمہؓ نے اے انس کیا تم لوگون نے یہ بات گوارا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی قبر شریف) پر خاک ڈالو (اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ تمام باتین زیادتی محبت اور بطریق حسرت کے تھین نہ بطریق ناشکری وخلاف شرع۔ خوب سمجھ لو یہان سے شدت محبت حضرت فاطمہؓ کی حضور سرور عالمؐ کے ساتھ ثابت ہوئی کہ خوب حق تعالی کی محبت ہے اور بڑی عبادت ہے)۔

(۷۵) عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ [بالضم گھاؤ ۱۲] رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مَنْ کَانَ یَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ کَانَ یَسْکُبُ الْمَآءَ وَبِمَا دُوْوِیَ [صیغہ مجہول من المداواۃ ۱۲] کَانَتْ فَاطِمَۃُ ابْنَتُہٗ تَغْسِلُہٗ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یَسْکُبُ الْمَآءَ بِالْمِجَنِّ [بکسر میم و فتح جیم و تشدید نون سپر کہ پناہ زخم تیغ و تبر است ۱۲] فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَۃُ اَنَّ الْمَآءَ لَا یَزِیْدُ الدَّمَ اِلَّا کَثْرَۃً اَخَذَتْ قِطْعَۃً [بالفتح پارہ ۱۲] مِّنْ حَصِیْرٍ [بوریا ۱۲] فَاَحْرَقَتْهَا فَاَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَکَ الدَّمُ اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ)۔

ترجمہ ابو حازمؓ سے حضور سرور عالمؐ کے زخم کا حال پوچھا گیا (جنگ اُحد کے روز کا) پس جواب دیا خدا کی قسم مین پہچانتا ہون اُس شخص کو جو آپ کے زخم کو دھوتا تھا اور جو پانی ڈالتا تھا اور جس چیز سے آپ کے زخم کا علاج کیا گیا حضرت فاطمہؓ آپ کی بیٹی زخم دھوتی تھین اور حضرت علیؓ ڈھال سے پانی ڈالتے تھے پھر جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے سوائے کثرت سے خون بہنے کے اور کچھ نہین ہوتا تو ایک بوریا کا ٹکڑا لیکر اُسے جلایا پھر اُسے (یعنی اُسکی راکھ زخم سے) چسپان کر دیا پس خون رک گیا (بخاری و مسلم نے یہ حدیث روایت کی ہے اس سے فخر خدمت رسول

حضرت فاطمہؓ کے لیے عمدہ طور پر حاصل ہونا ثابت ہوا راکھ سے خون بند ہو جاتا ہے مگر یہ بات کہ وہ بوریا کس چیز کا تھا کسی طریق پر ثابت نہیں (کذا فی فتح الباری)

(۷۶) یَا فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِینِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا
من تک ۱۲ — من الاغناء ۱۲
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)۔

ترجمہ فرمایا حضور سرورِ عالمؐ نے اے فاطمہ بیٹی محمدؐ کی مانگ لے مجھ سے جو کچھ چاہے میرے مال میں سے (وہاں مال ہی کیا تھا فقر و فاقہ و زہد و تقویٰ شعار تھا مگر جو کچھ بھی قدر حاجت بھی کم دنیا موجود تھی اُسے فرمایا) میں خدا (کے عذاب) سے تجھے کچھ بے پروا نہ کر سکونگا (بغیر اذن و اجازت الٰہی۔ اِس نفیس تعلیم نے گھمنڈ توڑ دیا کہ یہ خیال مت کرنا میں نبی کی بیٹی ہوں اعمال میں کوتاہی ہو جائے مضائقہ نہیں بلکہ یہ کام محض اللہ کے اختیار میں ہے میرا دخل نہیں میری شفاعت اُسکے لیے جسکے لیے ہوگی خدا کی اجازت ہوگی اپنے اپنے نیک اعمال کام دینگے اور اُس مقدس بیٹی نے اس تعلیم پر ایسا عمل کیا کہ اپنی جان خدا کی اطاعت میں فنا کر دی۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)

(۷۷) یَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ (مُسْلِمٌ)۔

الانقاذ رہانیدن ۱۲
ترجمہ اے فاطمہؓ اپنی جان کو (بذریعہ اعمال نیک) دوزخ سے نکال لے (مسلم اِسکے متعلق تفصیل پچھلی حدیث میں گذر چکی)۔

(۷۸) قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ
من ضرب ۱۲
لَقَطَعْتُ یَدَھَا (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ)۔

ترجمہ فرمایا حضور سرورِ عالمؐ نے اگر فاطمہ محمدؐ کی بیٹی چوری کرے گی تو ضرور اُسکا ہاتھ کاٹ لونگا یعنی بالفرض میری پیاری بیٹی بھی خلاف شرع کام کرے گی تو رعایت نہ کرونگا اور خدا کا قانونِ سزا اُسپر جاری کردونگا ہر چیز کی محبت پر اللہ کی محبت کو ترجیح دینا لازم ہے بعض صورتوں میں چور کا ہاتھ کاٹنا شریعت کا قانون ہے تفصیل اسکی علم فقہ میں ہے اس پاکیزہ تعلیم نے حضرت فاطمہؓ و نیز دیگر اہل بیت کا گھمنڈ توڑ دیا تھا اور اُن حضرات نے اس تعلیم پر خوب عمل

کر کے دکھا دیا اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

(۷۹) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَتْ لِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلَةٌ وَّجَاهٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا مَنْزِلَةً وَّجَاهًا فَهَلْ لَكَ فِيْ عِيَادَةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَعَمْ بِاَبِيْ[1] اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهٗ حَتّٰى وَقَفْتُ بِبَابِ مَنْزِلِ فَاطِمَةَ فَقَرَعَ الْبَابَ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَاَدْخُلُ فَقَالَتْ اُدْخُلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنَا وَمَنْ مَّعِيْ قَالَتْ وَمَنْ مَّعَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا مَا عَلَيَّ اِلَّا عَبَاءَةٌ فَقَالَ اصْنَعِيْ بِهَا هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَتْ هٰذَا جَسَدِيْ قَدْ وَارَيْتُهٗ فَكَيْفَ بِرَاْسِيْ فَاَلْقٰى اِلَيْهَا مُلَاءَةً كَانَتْ عَلَيْهِ خَلِقَةً فَقَالَ شُدِّيْ بِهَا عَلٰى رَاْسِكِ ثُمَّ اَذِنَتْ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بُنَيَّتَاهْ كَيْفَ اَصْبَحْتِ فَقَالَتْ اَصْبَحْتُ وَاللّٰهِ وَجِعَةً وَّزَادَنِيْ وَجَعًا عَلٰى مَا بِيْ اَنِّيْ لَسْتُ اَقْدِرُ عَلٰى طَعَامٍ اٰكُلُهٗ فَقَدْ اَجْهَدَنِي الْجُوْعُ فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَا تَجْزَعِيْ يَا بُنَيَّتَاهْ فَوَاللّٰهِ مَا ذُقْتُ طَعَامًا مُّنْذُ ثَلَاثٍ وَاِنِّيْ لَاَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْكِ وَلَوْ سَاَلْتُ رَبِّيْ لَاَطْعَمَنِيْ وَلٰكِنِّيْ اٰثَرْتُ الْاٰخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِهَا وَقَالَ لَهَا اَبْشِرِيْ[2] فَوَاللّٰهِ اِنَّكِ لَسَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقَالَتْ فَاَيْنَ اٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ اٰسِيَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا وَمَرْيَمُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا وَخَدِيْجَةُ

---

[1] در زبان عرب معنی این محاورہ آنست کہ فدا میکنم پدر و مادر خود را بر تو ترکیبش آنکہ انت مبتدا موخر و بابی وامی جار مجرور متعلق بہ مفدی محذوف و آن با متعلق خود خبر مقدم کذا فی بعض حواشی نفحۃ الیمن ۱۲ منہ

[2] و یجوز کونہ مشتقا من الابشار فانہ لازم ایضا ۱۲ منہ

سَیِّدَۃُ نِسَاۤءِ عَالَمِہَا وَاَنْتِ سَیِّدَۃُ نِسَاۤءِ عَالَمِكِ اَنَّکُنَّ فِیْ بُیُوْتٍ مِّنْ قَصَبٍ[1] لَا اَذًی فِیْہَا وَلَا صَخَبَ ثُمَّ قَالَ اِقْنَعِیْ بِابْنِ عَمِّكِ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَیِّدًا فِی الدُّنْیَا سَیِّدًا فِی الْاٰخِرَۃِ (اَوْرَدَہُ الْاِمَامُ الْعَلَّامَۃُ الْمُتَصَوِّفُ الْغَزَالِیُّ فِیْ اِحْیَاءِ الْعُلُوْمِ)۔

ترجمہ حضرت عمران بن حصین (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہین تین برس تک مرض بواسیر مین مبتلا رہے اور فرشتے انکو سلام کیا کرتے تھے حالتِ مرض مین سخت تکلیف سے بیتاب ہو کر داغ دے علاج کیا جسکی وجہ سے سلام فرشتون کا بند ہو گیا اِس نعمت کے جاتے رہنے کا افسوس ہوا اور پھر داغ لگوانا چھوڑ دیا پھر سلام ملائکہ جاری ہو گیا شریعت مین داغ لگانا مرض کی وجہ سے گو جائز ہے مگر مکروہ ہے اور محبانِ خدا کو نازیبا ہے کہ مکروہ کے بھی مرتکب ہون اور یہ کراہت تنزیہی ہے اور گو اسمین گناہ نہین مگر ترقی درجات سے محرومی ہوتی ہے سختی مرض سے بیتابی مین ایسا ہو گیا تھا اسوجہ سے کوئی بُرا خیال انکی نسبت نہ لانا چاہیے اسلیے کہ کوئی گناہ تو نہین ہوا ہان طاعت الٰہی مین کچھ کوتاہی ہو گئی مگر وہ گناہ کے درجہ مین نہ تھی پھر بُرے خیال سے کیا تعلق) سے روایت ہے کہ مجھے درگاہ نبوی مین ایک قسم کا رتبہ اور عزت حاصل تھی پس حضور نے فرمایا اے عمران ہمارے نزدیک تیری عزت اور مرتبہ ہے (یعنی ہم تجھے معزز سمجھتے ہین اور تجھسے محبّت کرتے ہین) سو کیا تمھاری راے ہے کہ فاطمہ (بیمار ہے اُس) کی عیادت (بیمار پرسی) کرو جو بیٹی ہے رسول اللہ کی (یعنی تمھارا ہمسے اسدرجہ کا تعلق اِس بات کو چاہتا ہے کہ برادہ

---

[1] بفتحتین قال فی مجمع البحرین والقصب من الجوہر ہو ما استطال منہ فی تجویف ومنہ الحدیث بشر خدیجۃ ببیت من قصب ای من الجوہر ۱۲ منہ

[2] قلت رواہ احمد عن معقل بن یسار لا عن عمران کذا قال العراقی وفی الاستیعاب ذکر ابن السراج قال حدثنا محمد بن الصباح قال حدثنا علی بن ہاشم عن کثیر النواء عن عمران بن حصین ان النبی صلعم عاد فاطمۃ رضی اللہ عنہا وہی مریضۃ فقال کیف تجدینک یا بنیۃ قالت انی لوجعۃ وانی لیزیدنی انی مالی طعام آکلہ قال یا بنیۃ اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قالت یا ابت فاین مریم بنت عمران قال تلک سیدۃ نساء عالمہا وانت سیدۃ نساء عالمک اما واللہ لقد زوجتک سیدا فی الدنیا والآخرۃ اھ قلت لا یخفی ان ذلک العالم کان افضل من عالم مریم فہی افضل منہا ایضا ۱۲ منہ

شفقت و دوستی ہمارے ساتھ ہمارے اہل بیت کے حق کا بھی لحاظ رکھو) تو مین نے عرض کیا جی ہان (یعنی عیادت کی راے ہے) میرے مان باپ آپ پر قربان ہون (یہ کلمہ محبت اور اعلیٰ درجہ کی شفقت اور اظہار جان نثاری کا ہے) پھر آپ کھڑے ہوئے اور مین آپکے ہمراہ کھڑا ہوا یہان تک کہ مین حضرت فاطمہؓ کے مکان کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا پھر حضورؐ نے دروازہ کوٹا (تاکہ اندر جا سکین) اور فرمایا السّلام علیکم کیا مین اندر آجاؤن (یعنی اجازت ہے اور کوئی وجہ مانع تو نہین) پس عرض کیا صاحبزادی نے تشریف لائیے یا رسول اللہ حضورؐ نے فرمایا کہ اور جو شخص میرے ساتھ ہین وہ بھی چلے آوین عرض کیا وہ کون شخص ہین جو آپکے ہمراہ ہین حضورؐ نے جواب دیا عمرانؓ بن حصین ہین پھر عرض کیا قسم اُس ذات کی جسنے آپ کو حق دیکر نبی بھیجا ہے (یعنی اسلام جو مذہب حق ہے وہ آپ لائے ہین بحکم الٰہی) میرے پاس فقط ایک چادر ہے (یعنی آپ تو باپ ہین بعضے اعضا آپکے سامنے کھولنے شرعًا درست ہین اور یہ دوسرے شخص ہین تو ان سے پورا پردہ کسطور کرون۔ حضور سرورِ عالمؐ کی وفات شریف کے بعد فتنہ پیدا ہوجانے سے عورتون کا جماعت مسجد مین آنا منع ہوگیا اسی طرح پردہ مین بھی کسیقدر زیادہ احتیاط ضروری ہوگئی گو پہلے بھی ایسا ہی قریب قریب پردہ تھا جیسا کہ اب شرفا کے ہان بقاعدۂ شریعت مروج ہے) پس حضورؐ نے فرمایا اُس چادر سے اسطرح اور اسطرح پردہ کرلو اور طریقہ ہاتھ کے اشارہ سے بتلا دیا پھر عرض کیا حضرت فاطمہؓ نے یہ میرا بدن ہے جسے مین ڈھنک لیکن سر کسطرح ڈھنکون (یعنی اس چادر سے سر نہین ڈھنکتا فقط بدن ڈھنک گیا) تو آپ نے ایک پرانا کپڑا جو آپ پر تھا مکان مین ڈالدیا اور فرمایا کہ اسکو اپنے سر سے باندھ لو پھر حضرت فاطمہؓ نے اجازت دی حضورؐ کو اندر آنے کی تو آپ اندر آئے اور کہا السّلام علیکم اے بیٹی کس حال مین تمنے صبح کی عرض کیا مین نے صبح کی خدا کی قسم درد کی حالت مین (کسی جگہ درد تھا) اور میرا درد بڑھا دیا اُس مشقت نے جو مجھے درپیش ہے یہ کہ مین قدرت نہین رکھتی کھانے پر سو بیشک شفقت اور سختی مین ڈالا مجھے بھوک نے تو روئے رسول اللہ اور فرمایا مت گھبرا اے بیٹی اسلیے کہ خدا کی قسم

تین روز سے مین نے (بھی) کھانا نہین چکھا اور مین یادہ عزت دار ہون اللہ کے نزدیک تم سے اور اگر مین اپنے رب سے سوال کرتا تو ضرور مجھے کھانا کھلاتا اللہ لیکن مین نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا (یعنی دنیاے فانی کی لذتین چھوڑ کر آخرت کی دائمی نعمتین اختیار کین) پھر اپنا ہاتھ حضرت فاطمہ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اُنسے خوش ہوا سلیے کہ قسم اللہ کی تم سردار تمام جہانون کی عورتونکی ہو سُو عرض کیا کہان ہین آشیہ زوجۂ فرعون اور مریمؑ بنت عمران اور خدیجہؓ بنت خویلد (جو میری والدہ ہین) بنظر تواضع و تعجب فرمایا کہ یہ عورتین بڑے بڑے رتبہ کی ہین جب مین سب سے بڑھکر ہون تو انکا مرتبہ کس درجہ کا ہے۔ اپنی ذات کو اس لائق نہ سمجھتی تھین کہ تمام جہان کی عورتونکی سردار قرار دیجاوین۔ جواب دیا حضورؐ نے کہ آشیہؓ اپنے زمانہ کی عورتونکی سردار ہین اور اسی طرح مریمؑ اور خدیجہؓ بھی اپنے اپنے جہان کے (زمانہ کی) عورتون کی سردار ہین اور تم اپنے زمانہ کی عورتون کی سردار ہو تم سب (چارون عورتین) ایسے گھرونمین ہونگی (جنت مین) جو جوہر سے بنائے گئے ہین اور اُنمین نہ تکلیف ہوگی اور نہ شور و غوغا پھر فرمایا قناعت کرو تم اپنے چچازاد بھائی (یعنی اپنے خاوند حضرت علیؓ پر اور حضرت علیؓ حضورؐ کے چچازاد بھائی تھے نہ حضرت فاطمہؓ کے یہ عرب کا محاورہ ہے بغیر رشتہ کے بھی یہ عبارت استعمال کیجاتی ہے اور غالبًا اسکی وجہ جانبین اتحاد ظاہر کرنا ہوتا ہوگا) اسلیے کہ خدا کی قسم مین نے تمھارا نکاح کیا ہے اُس شخص سے جو سردار ہے دنیا مین اور سردار ہے آخرت مین (کذا فی روض الریاحین و احیاء العلوم۔ اسمین بھی حضرت فاطمہؓ کی دنیا کی تنگی اور صبر کی صفت کا اظہار ہے اور مقام عبرت ہے)۔

(۸۰) وَاللّٰہِ لَا یُلْقِیْ اللّٰہُ حَبِیْبَہٗ فِی النَّارِ (رَوَاہُ الْحَاکِمُ مَرْفُوْعًا وَ صَحَّحَہٗ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ)

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ (و) آلہٖ (و صحبہٖ) وسلم نے قسم اللہ کی نہ ڈالیگا اللہ اپنے دوست کو جہنم مین (اس حدیث کو حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ اور اس عام بزرگی مین خاص طور پر حضرت سیدہؓ بھی داخل ہین اور اس حدیث مین چونکہ صریح طور پر رحمت خداوندی کی و نجات اصلی کی امید دلائی گئی ہے اسلیے فضائل فاطمہؓ کو اس حدیث پر ختم کرنا تفاؤل نیک ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالے

اپنے فضل وکرم سے مجھ نالائق سے یہ برتاؤ کرے گو میں اسکا اہل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ بعید بھی نہیں نہ اُسپر گران ہے) اب اس رسالہ کو اُن اشعار پر جو مدح اہل بیت نبوی میں حضرت سیدنا وجدنا امام حسین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوقت شہادت کربلا پڑھے تھے اور اسکے بعد شہادت کاملہ سے مشرف ہوکر خلد برین کو تشریف لے گئے تمام کرتا ہوں (یہ اشعار السیف المسلول میں حضرت علامہ قطب قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے نقل فرمائے ہیں اشعار

انا ابن علی الخیر من آلِ ہاشم ... کفانی بھذا مفخر حین نفخر
وجدی رسول اللہ اکرم من مشٰی ... ونحن سراج اللہ فی الارض نزہر
وفاطمۃ اُمی سُلالۃ احمد ... وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر[1]
وفینا کتاب اللہ اُنزل صادقا ... وفینا الھدیٰ والوحی والخیر یذکر
وشیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ ... ومُبغضنا یوم القیٰمۃ یخسر

یہ اشعار تمام ہوگئے وقال بعضھم

رویدک[2] ان احببت نیل المطالب ... فلا تعدُ من ترتیل آیِ المناقب
مناقب آل المصطفیٰ قدوۃ الوریٰ ... بھم یبتغی مطلوبہ کل طالب
مناقب اصحاب النبی المھتدی بھم ... الی احطم العلیا ورغبا الرغائب
علیک بھا سرًّا وجہرًا فانھا ... تجاوِل عند اللہ اعلی المراتب
وجد عند ما تتلو لسانک انھا ... بدعوۃ قلب حاضر غیر غائب
فمن سأل الکریم باحبابہ ... فقد جاءہ الاقبال من کل جانب

اَللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ سید الخلق ورسول الحق محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ امھات المؤمنین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

[1] ولقب او طیار زیرا کہ در بہشت پرواز میکند با ملائکہ طیران میکند کذا فی المنتخب قصتہ تطلب من کتب السیر ۱۲ منہ

[2] ای اترک سوی ما اذکرہ واشتغل بما اذکر قال فی من یقال رویدک عمرًا فالکاف للخطاب لاموضع لہا من الاعراب ورویدا غیر مضاف الیہا وہو متعد الی عمرو وتفسیرہ رویدک امہل لان الکاف انما تدخلہ اذا کان بمعنی افعل (ای الامر) دون غیرہ ۱۲ منہ

اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر ہے کہ اُس رحیم وکریم نے مجھ جیسے نااہل پر کرم فرماکر یہ نفیس خدمت انجام دلائی میری علمی وعملی ناقص قابلیت کا اقتضا یہ نہیں کہ ایسے مضامین تحریر کرسکوں میری امید سے زائد حضرت ربّ عزّ وجلّ نے یہ عطیہ مرحمت فرمایا۔ ناظرین بنظر انصاف وتحصیل منفعت دینی اس رسالہ کو ملاحظہ فرماویں انشاء اللہ تعالیٰ منتفع ہوں گے۔ بندہ نے محض رضاے حق اور حصول دیدار کامل حضرت ذوالجلال والاکرام اسقدر محنت گوارا کی ہے ناظرین میرے حصول مقاصد کے لیے خاص طور پر حسبۃً للہ تعالیٰ دعاے خیر فرمائیں کہ بندہ اپنے مسلمان بھائیوں خصوصًا اہل علم وتقوی کی دعا کا سخت محتاج ہے بندہ نے اس رسالہ کے مضامین جمع کرنے اور مسائل کی تقریر میں نہایت درجہ احتیاط کی ہے احادیث موضوعہ سے نہایت درجہ کوشش سے اجتناب کیا ہے اِسوقت تک کوئی کتاب باوجود تلاش۔ عربی۔ فارسی۔ اُردو میں اِس تحقیق اور ترتیب کے ساتھ میسر نہیں آئی اور بقدر ضرورت کتب محتاج الیہا برائے مضامین رسالۂ ہذا بندہ کو اچھی طرح میسر آئیں کتب موضوعات حدیث بھی موجود ہیں۔ میں نے اپنی ہمت اور قدرت کے موافق یہ ذخیرہ جمع کردیا مسلمانوں کو چاہیے کہ اسکو مطالعہ کریں اور جو صاحب ثروت ہوں وہ مفلسوں کو مفت تقسیم کریں کہ اسکا نہایت ثواب ہے۔ ناول۔ اخبار حضرت رساں سے اِن کتابوں کا مطالعہ بدرجہا افضل ہے کہ اُنکے مطالعہ میں گناہ نقصان دنیاوی اور اسمیں ثواب علم اسلامی کا حاصل ہونا اور قلب کا نیک کام میں مشغول رہنا تمام باتیں حاصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسا کرلیں اور دارین میں عافیت سے رکھیں فقط کتبہ احمد المتوکل عفی عنہ

تقریظ دلپذیر عالم تقی فاضل زکی حضرت مولانا واُستاذنا حکیم سعید احمد صاحب نبیرہ حضرت مولانا سراج احمد صاحب مرحوم ساکن سنبھل محلہ ہلالی سرائے ضلع مرادآباد

بسمہ وحمدہ والصلوٰۃ علی نبیہ۔ امّا بعد۔ اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہ کو بسبب تنگی وقت کے میں نے کہیں کہیں سے دیکھا اور اسکے دیکھنے سے طبیعت سیر نہ ہوئی تھی اور

نہ ہو سکتی ہے کہ دفعتہً ایک صاحب مطبع کی طرف سے اُسکی طلبی کا تقاضا معلوم ہوا لہذا حسرت کے ساتھ اُس سے جُدائی ہوتی ہے فی الواقع کتاب ہذا موتیون مین تولنے کے قابل ہے اور کیون نہو جبکہ اُسمین ایسی پیاری ذات کے مناقب لکھے گئے ہین جنکے مرتبہ کا احاطہ سوائے اُنکے پیارے خدا اور اُنکے پیارے بابا جان فخر زمین و آسمان کے کوئی نہین کر سکتا یہ کتاب گویا حضرت سیدہؓ کے واسطے موتیون کا ہار ہے اور اُسکا ہر موتی سچا اور دُرِ شاہوار ہے یعنی اُسکی ہر روایت مستند اور قابلِ اعتبار ہے اور شاعرانہ مبالغہ سے پاک اور بیزار ہے پس ایسی کتاب پر جان و دل نثار ہے اُسکی ہر سطر گویا سلک مروارید ہے۔ اُسکا ہر مروارید قابل دید ہے اُسکا ہر نقطہ رخِ زیبا پر گویا خال ہے اے پروردگار قدوس و ودود تو اس کتاب کو مقبول فرما اور اُس مین برکت فرما اور ہم سب مسلمانون کو اُس سے بہرہ مند فرما۔ آمین یا رب العالمین کتبہ سعید احمد عفی عنہ

تقریظ منظوم عالیجناب سید ابو القاسم صاحب عرف شاہزادے میان کاکلی نقشبندی جلال بخاری رامپوری مدفیوضہم

بس حمد و نعتِ خدا و نبیؐ
کہ سر چشمۂ فیض ہے اُنکی ذات
علوم اُنکے روشن ہین مثلِ قمر
تصانیف کا بھی اُنھین شوق ہے
وہ بنتِ نبیؐ کون حضرت بتولؓ
وہ اُمّ امامین عالی وقار
وہ روحِ نبیؐ و کمالِ رسولؐ
کہ ہین جسقدر جنتی بیبیان
ابو القاسمؔ اب کر اپنا قلم

گذارش ہے احباب سے واقعی
ستودہ منش ہین وہ عالی صفات
رسائل ہین اُنکے بہت پُر اثر
غرض خدمتِ دین کا ذوق ہے
سرورِ دل و نورِ چشمِ رسولؐ
وہ سادات کی مایۂ افتخار
وہ تصویرِ حسن و جمالِ رسول
بتولؓ اُنکی سردار ہین بیگمان
دعا کر مؤلف کے حق مین رقم

مرے دوست مولانا احمد حسن
محقق ہین وہ علمِ منقول مین
وہ خامہ ہے اُنکا حسینی علم
یہ تصنیف ہے اُنکی پیشِ نظر
وہ بنتِ نبیؐ فاطمہؓ نامدار
وہ بنتِ نبیؐ زوجۂ مرتضیٰؓ
حضورِ نبیؐ کا یہ ارشاد ہے
صراحت سے ہے اسکی حدیثون مین صاف
الٰہی اُنھین شاد رکھنا مدام

تقدس مآب و حمیدِ زمن
مدقق ہین وہ فہمِ معقول مین
کیے جسنے افضال زہرا رقم
بتوصیفِ بنتِ شہِ بحر و بر
وہ محبوبۂ خاص پروردگار
گلِ دینِ حق بلبلِ مصطفیٰؐ
وہ ارشاد پر فیض بنیاد ہے
محقق نہین اسکے کوئی خلاف
طفیلِ محمد علیہ السلام

تمام شد بفضل اللہ العلی العظیم